نہتے اور بے سہارا لوگوں کے حقوق پر مشتمل

اسلام میں کمزوروں کے حقوق

صوفی محمد نواز

ادارہ انوارِ مصطفیٰ ﷺ
گلی نمبر ۲۲ نیواں محلہ چاہ میراں - لاہور

نہتے اور بے سہارا قسم کے لوگوں کے حقوق پر مشتمل کتاب

اسلام میں
کمزوروں کے حقوق

DATA ENTERED

صوفی محمد نواز

ادارہ انوارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
گلی نمبر 22 نیواں محلہ چاہ میراں لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

۲۹۱۳۰

نام کتاب	ـــــــ	اسلام میں کمزوروں کے حقوق
مؤلف	ـــــــ	صوفی محمد نواز (ایم اے اسلامیات' عربی' ایجوکیشن) ایم ایس سی (ریاضی)
پروف ریڈنگ	ـــــــ	محمد طیب' حاجی شہباز احمد
تاریخ اشاعت	ـــــــ	اکتوبر نومبر ۲۰۰۰ء
تعداد	ـــــــ	۵۰۰
کمپوزنگ	ـــــــ	**ورڈز میکر**
باہتمام	ـــــــ	ادارہ انوارِ مصطفیٰ ﷺ
مطبع	ـــــــ	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
قیمت	ـــــــ	100 روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ انوارِ مصطفیٰ ﷺ

گلی نمبر 22 نیواں محلہ چاہ میراں لاہور

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
دیباچہ	۷
دینِ اسلام کی نظر میں کمزور طبقات	
باب نمبر1	
اسلام میں عورتوں کے حقوق	
اسلام سے قبل عورتوں کی حالتِ زار	۱۱
دین اسلام کے عورتوں پر احسانات	۱۲
1- اسلام میں عورت کا مقام بحیثیت انسان	۱۲
2- حُسن عمل کی بناء پر عورتوں کا مقام	۱۳
3- عزت و آبرو کا تحفظ	۱۵
4- جان و مال کا تحفظ	۱۵
5- عورتوں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم	۱۵
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی تاکید	۱۷
6- عورتوں کی تعلیم و تربیت	۱۷
7- ازواجِ مطہرات کے ہاں تربیت کا اہتمام	۱۸
8- عورتوں کی معاشی فلاح و بہبود	۲۰
9- حق مہر کی صورت میں معاشی سہارا	۲۰
10- عطائے حقِ محنت	۲۱
11- حکم پردہ میں عورتوں کی عزت کا تحفظ	۲۲
12- شوہر کا انتخاب	۲۳
13- حق خلع	۲۵
14- بہترین خواتین بننے کی ترغیب	۲۵
15- عورت کا ماں کی صورت میں رتبہ	۲۷
1- ماں کے وصال کے بعد کے حقوق	۲۸
2- ماں کی خدمت سے ولایت کا حصول	۲۹
16- بیٹیوں اور بہنوں کی صورت میں عمدہ پرورش کا حکم	۳۰
17- ماں اور بہن پر خرچ کرنے کا حکم	۳۲
18- عورتوں کا گھر میں اہم مقام	۳۲
19- بیوی کی قدر دانی کا حکم	۳۳
20- خاوند پر بیوی کے حقوق کا تعین	۳۵
21- اہل و عیات کی جائز ضروریات پر خرچ	۳۷
22- عورتوں کی کج روی پر صبر کا حکم	۳۸
23- بیوی کی کڑوی باتوں پر صبر کی حکایت	۳۹
24- عورتوں کی نسوانیت کا احترام	۴۰
25- عورتوں میں سے طبقاتیت کا خاتمہ	۴۲

عنوان	صفحہ
باب نمبر 2	
چند کمزور افراد کے حقوق	
1- بیوہ اور یتیم کے حقوق	۴۵
حضرت سری سقطی کا یتیم کے کام آنا	۴۷
2- مساکین کے حقوق	۴۷
3- مساکین پر خرچ کرنے کا ثواب	۴۹
4- معذوروں کی مدد	۴۹
5- مریض کی دیکھ بھال	۵۱
ایک غریب الوطن کی مدد کی حکایت	۵۲
کوسوں دور مریض کے حقوق کی ادائیگی	۵۳
6- مزدور کے حقوق	۵۴
7- اچھی بات کہہ کر آرام پہنچانا	۵۵
8- صوفیاء کرام کے ہاں کمزوروں کے حقوق کی پاسداری	۵۶
باب نمبر 3	
اسلام میں ملازموں کے حقوق	
1- اولاد کی طرح عزت کرنے کا حکم	۵۹
2- ملازموں پر خرچ کرنا ثواب ہے	۶۱
3- ملازموں اور غلاموں سے حُسن سلوک کی تاکید	۶۲
4- ستر بار معاف کرنے کا حکم	۶۳
5- بہتر لباس و خوراک کی سہولت کا اہتمام .	۶۳
6- ملازموں سے بُرے سلوک کی ممانعت ..	۶۵
7- ناجائز سزا کی ممانعت	۶۶
8- غلام کو طمانچہ مارنے پر آزادی دینا	۶۷
9- ناجائز ذہنی اذیت دینے کی مخالفت	۶۸
10- قوت سے زیادہ کام لینے کی ممانعت ..	۶۸
11- ملازموں اور غلاموں کے لیے قانونی مساوات	۶۹
باب نمبر 4	
سائلین کے حقوق	
1- سائلین کون؟	۷۱
2- مجبوری میں اغنیاء سے سوال کی اجازت	۷۲
3- سائل کو عطا کرنے کا حکم	۷۴
4- سائلین کے لیے اسلام کا ضابطۂ کار ...	۷۵
باب نمبر 5	
مظلوم افراد کے حقوق	
1- معاشرے کے مظلوم	۷۷
2- مخلوق پر ظلم کی ممانعت	۸۰
3- ظلم کے عمل سے قیامت کے روز تاریکی.	۸۰
4- ظالم سے قیامت کے روز بدلہ	۸۱
5- جھوٹی قسم کے ذریعے مال کھانے والے پر غضبِ الٰہی	۸۱
6- عورتوں پر طلاق کے دوران ظلم نہ کیا ...	۸۳
7- ظلم کے ساتھ یتیم کا مال کھانے کی ممانعت	۸۳
8- قتل کی صورت میں ظلم کی ممانعت	۸۴

عنوان	صفحہ
9- جہاد میں مسلمان کو قتل کرنے پر وعید	۸۵
10- مسلمان کی طرف ہتھیار نہ کرو	۸۶
11- کبیرہ گناہوں کی صورت میں ظلم کی حرمت	۸۷
12- مظلوم افراد کی مدد کا حکم	۸۸
13- مظلوم کے لیے احتجاج کا حق	۸۹
14- مظلوم کے لیے اللہ تعالیٰ کی مدد	۸۹
15- ظالموں پر ظالموں کا تسلط	۹۰
16- جانوروں پر ظلم کی بناء پر عذاب	۹۰
17- ظلم کی بناء پر گزشتہ اقوام پر عذابِ الٰہی ..	۹۱
18- ظلم ترک کر کے صاف دل ہو جا	۹۲
باب نمبر 6	۹۴
اسلام سے قبل غلاموں کا حال	
عہد روما میں غلاموں کی حالت زار	۹۶
2- یونان میں غلاموں کی حالت	۹۶
اہل چین	۹۷
موجودہ مغربی اقوام اور غلامی	۹۷
جنوبی امریکہ	۹۷
عرب میں غلامی	۹۸
باب نمبر 7	۱۰۰
غلامی کے خاتمہ کیلئے اسلام کے اقدامات	
1- قرآن کریم میں غلاموں کی آزادی کا حکم	۱۰۱

عنوان	صفحہ
2- غلاموں کی آزادی کے فضائل	۱۰۲
3- غلام کی آزادی پر جنت کا حصول	۱۰۳
4- غلام عورتوں کی آزادی	۱۰۴
5- قیمتی غلام کی آزادی کا راز	۱۰۶
6- تندرستی میں غلام آزاد کرنے کی ترغیب	۱۰۷
7- مشترک غلام کی آزادی	۱۰۸
8- مال زکوٰۃ سے غلام آزاد کرنے کا حکم ...	۱۰۹
9- غیر مسلم غلاموں کو آزادی دلانا	۱۱۰
10- لونڈیوں سے نکاح کی بناء پر آزادی دینے کا حکم	۱۱۱
11- ذی رحم کی آزادی	۱۱۳
12- ام ولد کی آزادی	۱۱۴
13- مدبر کی آزادی	۱۱۵
14- مکاتبت سے آزادی	۱۱۵
15- اظہار پر غلام آزاد کرنے کا حکم	۱۱۶
16- قسم توڑنے کے کفارہ میں آزادی	۱۱۶
17- سورج گرہن کے وقت غلاموں کی آزادی	۱۱۷
18- چاند گرہن پر آزادی	۱۱۷
19- قتل خطاء کے وقت آزاد کرنے کا حکم ..	۱۱۸
20- ایصال ثواب کے لئے غلام آزاد کرنا .	۱۱۸
21- ولاء	۱۲۰
22- آزادی کے ساتھ عطائے مال بھی	۱۲۰
23- غلاموں کی خرید و فروخت میں احسان .	۱۲۱

Marfat.com

عنوان	صفحہ

24-صحابہ کرام میں غلاموں کی آزادی کا عمل ۱۲۲
باب نمبر 8 ...... ۱۲۵

غلاموں کے معاشرتی رتبہ میں

رفعت کے لئے اسلام کے اقدامات ۱۲۵
1-غلاموں کی عزت وتکریم ۱۲۶
2-آزاد عورت سے نکاح کا شرف ۱۲۶
3-امانت کا شرف ۱۲۷
3-غلاموں کے لئے سپہ سالاری ۱۲۸
خلافتِ راشدہ میں امارت کا شرف ۱۲۹
5-غلاموں پر شفقتِ نبوی ۱۳۰
6-ذلت آمیز القابات سے بلانے کی ممانعت ۱۳۱
7-غلاموں کے فضائل ۱۳۲
باب نمبر 9 ...... ۱۳۴

غلاموں کی فلاح و بہبود

1-تعلیم وتربیت ۱۳۴
2-غلاموں کا نکاح ۱۳۵
3-شرفِ پارسائی ۱۳۶
4-آقا کی نظر میں مقام عزت کا حصول ... ۱۳۶
5-بھائیوں کا درجہ ۱۳۷

عنوان	صفحہ

باب 10 ...... ۱۳۹

غلامی کا مرحلہ وار خاتمہ

1-غلامی کی متعدد وجوہات کا خاتمہ ۱۳۹
2-عرب اسیرانِ جنگ کی آزادی ۱۴۰
3-جنگی قیدیوں کیلئے آزادی کے مواقع ... ۱۴۱
4-قرونِ اولیٰ میں اسیران جنگ کو غلام بنانے کی وجوہات ۱۴۲
5-اسلامی قانون جنگ ۱۴۳
6-اسلام میں غلامی کے بارے میں غیر مسلموں کا نقطہ نظر ۱۴۵
7-غلامی کے انسداد کے لئے بین الاقوامی کوششیں ۱۴۶
8-غلامی کے انسداد کے متعلق اسلامی اور مسیحی نقطہ نظر ۱۴۷
9-موجودہ دور میں غلامی ۱۴۸
10-اقوام عالم کے لئے چیلنج ۱۴۹
11-دستور پاکستان میں غلامی کے انسداد کا قانون ۱۵۱
غلامی، بیگار وغیرہ کی ممانعت ۱۵۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور بے شمار درود وسلام ہوں۔ امام الانبیاء، حبیب کبریا، خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، اللہ تعالیٰ نے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے نہتے، کمزور، لاچار، بے سہارا، غریب، مسکین، یتیم، بیوہ، مظلوم، ملازم، اور غلام جیسے لوگوں کے حقوق مقرر کئے، مشکل حالات میں ایسے لوگوں کی خدمت کو نیکی قرار دیا، بے بسی ومحرومی جیسے کٹھن مرحلوں میں ایسے لوگوں پر خرچ کئے ہوئے روپے پیسے کو اللہ تعالیٰ کے حضور قرضِ حسنہ سے موسوم کیا گیا۔ حدیث پاک میں لاچار ومغموم حضرات کی مدد کو اللہ تعالیٰ کی مدد قرار دیا گیا ہے۔ پس غمزدہ سے ہمدردی عبادت ہے اور جو حالت لاچاری میں کسی بندے کی دلجوئی کر کے اسے سکون پہنچائے گا اللہ تعالیٰ ایسے فرد کو دنیا وآخرت کے کئی مقامات میں ہر قسم کی پریشانی سے محفوظ رکھے گا۔ جن کے پاس کوئی مجبور ومحروم فرد اپنی حاجت لے کر آیا مگر انہوں نے ہٹ دھرمی کی بناء پر ان کی ہر قسم کی مدد سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ ایسے آدمی سے فرمائے گا کہ اے بندے میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا، میں پیاسا تھا تو نے مجھے پانی نہ پلایا میں بیمار تھا تو نے میری کوئی خدمت نہ کی۔ اس پر بندہ عرض کرے گا اے اللہ! تو ان تمام چیزوں سے پاک ہے اللہ تعالیٰ اسے جواب دے گا اگر تو اس بھوکے بندے کو کھانا کھلاتا جو تیرے دروازے پر چل کر آیا تھا تو مجھے اپنے قریب ہی پاتا اگر تو پیاسے کو پانی پلاتا تو مجھے اپنے پاس ہی پاتا اگر تو بیمار کی خدمت کرتا تو مجھے اپنے قریب پاتا۔

دین اسلام میں غریبوں، مسکینوں، یتیموں، بیواؤں اور مظلوموں اور مریضوں کی خدمت وحقوق پر صرف اخلاقی درس پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اغنیاء کے مال میں زکوٰۃ،

Marfat.com

صدقہ فطر اور بعض حکومتی ٹیکسوں کی صورت میں قانونی حصہ بھی مقرر کر دیا گیا ہے بلکہ اہل ثروت حضرات سے فرما دیا گیا کہ فِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْم ۔ان کے مالوں میں سائلین اور محرومین کا حصہ ہے۔ایک اور آیت کریمہ میں فرمایا کہ کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَةً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ ۔ کہیں دولت تم میں سے اغنیاء کے درمیان ہی گردش نہ کرتی رہے بلکہ محروم لوگوں میں بھی جانی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے علاوہ بھی حاجتمندوں پر مال خرچ کرنے کا حکم دیا ہے جیسے کہ فرمایا آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں فرما دیجئے جو خرچ کرو۔اس میں والدین اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کی بہتری مدنظر رکھو اور جو نیکی تم کرو گے اللہ اسے خوب جانتا ہے۔(بقرہ:215)

اسلام سے قبل عورتوں، ملازموں، پست طبقات، غلاموں، لونڈیوں۔ یتیموں، بیوگان اور مظلوموں کا عرب معاشرے میں کوئی قابل قدر بحالی کا انتظام نہ تھا۔ دین اسلام نے ان لوگوں کے حقوق مقرر کئے، جب ان پر سختی ہو رہی ہو تو ان کی قانونی، مالی اور اخلاقی مدد کرنے کا حکم دیا۔ ایسے محرومین کی بحالی کو نماز، روزہ، اور نوافل ادا کرنے والوں کی طرح نیکی کا عمل قرار دیا گیا ہے اور آخرت میں اجر عظیم کا وعدہ کیا گیا ہے۔

اس دنیا میں ہر فرد آزمائش میں ہے کوئی دولت کی فراوانی کے ساتھ آزمائش میں ہے اور کوئی غربت و مسکینی کی وجہ سے آزمائش میں ہے کچھ لوگ اقتدار، اور قوت و غلبہ عطا کر کے آزمائے گئے ہیں اور کچھ لوگ عورتوں، بچوں، یتیموں، اور غلاموں کی صورت میں آزمائش میں ہیں اور کچھ لوگ اپنے ماتحتوں کی بناء پر آزمائش ہیں دین اسلام نے انہیں ہر چیز سے آگاہ کر دیا ہے زیر نظر کتاب میں کمزور افراد کے حقوق کتاب وسنت کی روشنی میں درج کئے گئے ہیں جنہیں جان کر ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ دین اسلام کمزوروں کا زبردست معاون و مددگار ہے۔

دعا گو

صوفی محمد نواز

شب 11.40، مورخہ اپریل 2006ء

اسلام میں کمزوروں کے حقوق

اس کتاب میں اسلام کے ان احسانات کا ذکر کیا گیا ہے جو اسلام نے اہل اسلام دیگر انسانوں میں سے کمزور افراد پر کیے ہیں۔ اس کتاب میں ان قرآنی آیات و احادیث کو ایک خاص ترتیب سے ہر عنوان کے نیچے درج کیا گیا ہے جن کے اندر کمزور لوگوں کے حقوق اخلاقاً، قانوناً اور حکماً بیان کیے گئے ہیں۔ جن لوگوں کے دینِ اسلام نے کمزور محرومین، مساکین اور غلام کے طور پر خصوصی حقوق متعین کیے ہیں جن کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے ان مذکورہ افراد پر بے پناہ احسانات کیے ہیں وہ احسانات ان کمزور لوگوں پر کسی قوم، مذہب یا ملک میں نہیں کیے گئے۔

اسلام کے کمزور لوگوں پر خصوصی احسانات بذات خود اسلام کی حقانیت کی واضح دلیل بھی ہیں اور کمزور انسانوں کو بحال کرنے کا ایک عالمگیر نظام بھی۔ کیونکہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو کمزور انسانوں کو کسی خاص نسل یا سیاہ رنگت رکھنے، غریب و مسکین ہونے، مظلوم و بے سہارا ہونے. غلام و عورت کی شکل میں یا معصوم بچوں اور بچیوں کے روپ میں ھونے کی بناء پر نہ تو اچھوت ونجس قرار دیتا ہے نہ دھتکارے ہوئے شودر نما انسان کہ جن کی قسمت میں مستقل ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہ ہو اور نہ اسلام اس قسم کے لوگوں کو ان رحمتوں اور برکتوں سے دور کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام پر کی ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرائض واجبات اور حقوق العباد کی ادائیگی میں ان کمزور مسلمانوں کی بحالی و ترقی کو شامل فرمایا ہے تا کہ وہ بھی معاشرے میں ایک باعزت زندگی گزار سکیں اور ان کی جان مال اور عزت کو باقی لوگوں کے برابر تحفظ حاصل ہو، اللہ

تعالیٰ نے ان پر اتنا کرم کیا ہے کہ ان کے حقوق کو مسلمانوں پر واجب قرار دیا ہے اور پھر ان کی ادائیگی پر اپنی رضا کو ان لوگوں پر نچھاور کیا ہے مزید براں کمزور لوگوں کو بحال کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ابدی راحتوں کی جگہ جنت میں داخل فرمائے گا مگر جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت کمزور لوگوں کی مدد نہ کی بلکہ الٹا انہیں ذہنی، جسمانی و روحانی اذیت میں مبتلا کیا ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا اور انہیں ان کے عمل کے مطابق اپنی گرفت میں لے گا۔

Marfat.com

باب نمبر 1

اسلام میں عورتوں کے حقوق

اسلام سے قبل عورتوں کی حالت زار

اسلام سے قبل دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جہاں عورتوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہو۔ یہاں تک کہ اس دور میں تہذیب وتمدن کے مرکز یونان میں بھی عورت کو شر کی جڑ سمجھا جاتا تھا۔ یہودیوں کے دینی لٹریچر میں بھی عورتوں سے حسن سلوک سے متعلق خاص ذکر نہیں ملتا۔ اسی طرح عیسائیت میں عورت کا ماں کی صورت میں احترام کرنے کا ذکر ملتا ہے مگر تفصیل کے ساتھ کوئی چیز موجود نہیں ہے بلکہ اس مذہب میں بھی عورتوں سے دور رہنے کا حکم ملتا ہے۔ یعنی اگر تیرے پاس بیوی ہے تو اس سے جدا ہونے کی کوشش نہ کر اور اگر تیرے پاس بیوی نہیں ہے تو بیوی تلاش نہ کر انجیل کی اس تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تم تجرد کی زندگی بسر کرو اور عورتوں سے جدا رہو۔ جہاں تک ہندو دھرم کا تعلق ہے تو اس مذہب کے دینی ادب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے زیادہ اسی مذہب میں عورتوں سے امتیازی سلوک برتنے کا حکم ہے۔ ہندو دھرم میں لڑکی کی پیدائش کو بہتر خیال نہیں کیا گیا۔ ہندوؤں کے دینی پیشوا کا ان کے لئے یہ فتویٰ ہے کہ عورت خواہ بچی ہو یا جوان یا بوڑھی ہر حال میں کوئی کام خود مختاری سے نہ کرے۔ (منو سمرتی 5/147) گویا عورت کو ہر لحاظ سے مرد کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا گیا ہے اور اس کے لئے کوئی خاص حقوق مقرر نہیں کئے گئے۔ ہندوستان کی تاریخ سے اس بات کے شواہد بھی ملتے ہیں کہ بعض ہندو لوگ اپنی بچیوں کو بچپن میں ہی ہلاک کر دیتے تھے۔ ہندو

Marfat.com

مذہب میں شادی شدہ عورت مکمل طور پر اپنے خاوند کے قبضے میں دے دی گئی ہے اور اگر خاوند مر جائے تو اسے خاوند کی چتیا میں جل جانے کی ترغیب دی گئی۔ جبکہ بیوہ ہونے کی صورت میں اسے وہ دوسرا خاوند کرنے کی اجازت نہیں بلکہ اسے اسی طرح بے آسرا زندگی گزار کر اگلے جنم میں بہتر خاوند ملنے کی توقع پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

اسی طرح جس معاشرے میں اسلام کا ظہور ہوا اس میں عورتوں کے وجود کو ناپاک خیال کیا جاتا تھا اور بیٹی کی پیدائش سے اہل عرب نادم و پریشان ہو جاتے تھے اور اس کی بناء پر سسر بننے کو اپنے لئے ننگ و عار خیال کرتے لہٰذا وہ لڑکی کی پیدائش کے فوری بعد اسے ٹھکانے لگانے کا پروگرام بناتے۔ زمانہ جاہلیت میں جو عورتیں زندہ رہتیں وہ ہمیشہ کے لئے مردوں کے لئے سامان تعیش بن کر رہتیں یا پھر حوا کی یہ مظلوم بیٹیاں لونڈیوں کی صورت میں اپنے آقاؤں کی دلربائی کرنے میں چوکس رہتیں اور وہ ان کی عصمتوں کو فروخت کر کے دکان روزگار چمکانے میں بھی عار محسوس نہ کرتے تھے۔

اسلام سے قبل پوری دنیا میں عورتوں کی حالت نہایت ناگفتہ بہ تھی۔ اور زندگی کے کسی بھی موقع پر اسے عزت و احترام کا مقام حاصل نہ تھا۔ مگر جب اسلام کی آمد ہوئی تو اس دین رحمت نے عورتوں کے دینی، معاشرتی، معاشی حقوق متعین کئے اور عائلی زندگی میں عورتوں کو وہ حقوق دیئے جن کی بنا پر وہ اپنی قسمت پر ناز کرنے لگیں۔

دینِ اسلام کے عورتوں پر احسانات

1- اسلام میں عورت کا مقام بحیثیت انسان

اسلام کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے عورتوں کو ایک معزز رکن کے طور پر انسانی صف میں شامل کیا اور اسے مرد کی طرح اشرف المخلوقات بنایا۔ اور عورت کو مرد کے ساتھ انسانی نسل میں اہم مقام سے نوازا۔ اور عورت کے شخصی، سماجی اور تمدنی حقوق کو متعین کیا اور فرمایا

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ — اللہ نے تمہیں ایک انسان سے پیدا کیا اور

Marfat.com

خَلَقَكُم مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا
اسی سے اس کی بیوی کو بنایا (نساء:1)

اسی طرح قرآن میں انسانیت کی تخلیق کو احسن تقویم فرما کر ساتھ ہی عورت کے رتبہ کو بھی بلند کیا۔ اور فرمایا

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝
تحقیق ہم نے انسان کو عمدہ شکل و صورت میں تخلیق کیا۔ (التین:4)

یعنی اسلام نے عورتوں کو انسانیت میں شمار کر کے اس کے مقام کو بلند کر دیا۔

2-حُسنِ عمل کی بناء پر عورتوں کا مقام

اسلام وہ عالمگیر دین ہے جس میں عورتوں کے لئے دینی احکامات کی پیروی سے اعلیٰ مراتب کے حصول کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں کھڑی کی گئی بلکہ یہ کھلا موقع دیا ہے کہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی سے اللہ کا قرب حاصل کر سکتی ہیں اور اس طرح اللہ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت گزاری اور زہد و تقویٰ کی بناء پر کئی مردوں سے بھی اعلیٰ مقام حاصل کر سکتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ
بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ محترم وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔ (حجرات:13)

اس آیت میں مردوں اور عورتوں سے فرمایا جا رہا ہے جو تم سے عمل صالح و تقویٰ کے اوصاف میں سبقت لے جائے گا وہی اللہ کے ہاں مقرب ہے ایک اور آیت کریمہ میں فرمایا۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝
اور جس نے صالح عمل کئے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور مومن ہے تو ہم اسے پاک زندگی عطا کریں گے اور ان کے اعمال سے بہتر صلہ عطا فرمائیں گے۔ (نحل:97)

Marfat.com

ایک اور آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ (آل عمران 195)

ترجمہ: پس ان کے پروردگار نے انہیں فرمایا کہ میں (اللہ تعالیٰ) تم میں سے کسی کا عمل ضائع نہیں کرتا چاہے عمل کرنے والا مرد ہو یا عورت۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو ایمان وعمل کے میدان میں سبقت لینے کے مادی مواقع دیئے ہیں یعنی ان میں سے جو بھی نیکی وتقویٰ میں برتری حاصل کرے گی اسے باقی تمام افراد سے فضیلت عطا کر دی جائے گی جو نیکی و پرہیز گاری میں اس سے کم ہوں گے۔

قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کو امت کے تمام مردوں کی مائیں فرمایا گیا اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں عورتوں کی سرداری کا مقام حاصل ہوا یہ بات تمام مومن خواتین کے لیے باعث فخر ہے۔ صالح مسلمان خواتین میں سے حضرت مائی رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیھا کا ان کی پارسائی کی بناء پر بہت احترام کیا جاتا ہے ان کے بعد ہر دور کے اصفیاو اتقیاء امت نے ان کی فضیلت کا اعتراف کیا ہے۔ ان کے اس عمل سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ آج بھی عورتیں عمل صالح سے امت میں اعلیٰ رتبہ حاصل کرسکتیں ہیں۔ اسلامی تاریخ کے ہر دور سے مومن خواتین نے بڑے بڑے عظیم کارنامے سرانجام دیئے ہیں مردوں میں سے وہ مشاہیر اسلام جنہوں نے ہر محاذ پر اسلام کے دیوانوں کے طور پر سنہری خدمات سرانجام دیں دراصل ان کی تربیت انہی قابلہ صد احترام خواتین نے کی تھی جب ہماری نظر علم کے میدان میں جاتی ہے تو ہماری مسلمان خواتین کے نور نظر اور لخت جگر ہی نظر آتے ہیں جنہوں نے فقہ، حدیث، تفسیر، فلسفہ، طب، سائنسی علوم اور عمرانی علوم میں بے پناہ خدمات سرانجام دیں اگر ہماری نظر مجاہدین اسلام پر پڑتی ہے تو یہاں بھی ہمیں یہ معزز خواتین اپنے۔ بیٹوں کے ہمراہ میدان کارِ زار میں دادِ شجاعت دیتی ہوئی نظر آتی ہے

Marfat.com

اگرچہ خواتین کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بدن کمزور دیا گیا مگر انہوں نے عظیم کام سرانجام دیئے اس لئے اسلام نے ان کے حقوق کا پورا پورا خیال رکھا۔

3-عزت آبرو کا تحفظ

اسلام کے نزدیک عورت کی عفت و عصمت کو بہت قیمتی متاع قرار دیا گیا ہے اور باپ بھائی اور خاوند کو اس کے تحفظ پر مامور کیا ہے اس کے لئے معاشرے میں تمام لوگوں کو پاکدامن عورتوں پر بہتان طرازی سے منع کیا گیا ہے اور ایسے جھوٹے بہتان طراز کی سزا اسی ۸۰ کوڑے مقرر کی گئی ہے جو پاکدامن عورتوں پر بدفعلی کا جھوٹا الزام لگاتا ہے قرآن مجید میں اس بات کا یوں ذکر ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر اس کے ثبوت میں چار گواہ نہ لائیں تو انہیں اسی درے مارو اور ان کی گواہی قبول نہ کرو وہی نافرمان ہیں۔ (نور:5،4)

4-جان و مال کا تحفظ

اسلام کے قانونِ قصاص میں عورتوں کے جان و مال کہ مردوں کے مساوی تحفظ کیا گیا ہے اور ہر قسم کے ظلم کا بدلہ قصاص کی صورت میں دیا ہے اگر کوئی مرد بھی عورت کی جان و مال کو نقصان پہنچائے گا تو قانونِ قصاص اس کا بدلہ اس مرد سے بلا کسی تخصیص دلوائے گا اور عورت کو بے یارو مددگار و مظلومِ محض نہیں رکھا قرآن و حدیث میں اس پر بے شمار دلائل موجود ہیں۔ اس کا اندازہ مذکورہ بالا آیت کریمہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ جس میں پاک دامن عورتوں پر جھوٹے بہتان کی سزا اسی کوڑے مقرر کی گئی ہے۔

5-عورتوں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم

خواتین کو فطرتی لحاظ سے کمزور بنایا گیا ہے وہ مردوں کی طرح سخت کام کرنے سے قاصر ہے اسے طویل سفروں اور تنہا رہنے سے منع کیا گیا ہے نیز اسے ہی شادی کے

Marfat.com

موقع پر اپنے والدین، بہن بھائیوں سے الگ ہو کر خاوند کے گھر رہنا ہوتا ہے وہ مناظر بڑے جذباتی ہوتے ہیں جب ایک عورت اپنے والدین کے گھر سے خوشی خوشی اپنے خاوند کے گھر جارہی ہوتی ہے مگر ساتھ ساتھ مغموم اور آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات بہہ رہی ہوتی ہے اور سب دعائیں کررہے ہیں کہ اللہ کرے کہ وہ اپنے نئے گھر میں خوشی سے رہے، اس لئے خاوند کے گھر میں عورت کئی معاملات میں بے بس ہوتی ہے اب جب غلطی ہوگی تو نہ تو والد، والدہ: بہن، بھائیوں کی ہمدردانہ ڈانٹ ڈپٹ ہے اور نہ ان جیسی شفقت کا ماحول ہے اس لئے ایسا نہ ہو کہ منکر نکیر کی طرح اس کے سسرال والے اس کی ہر ہر بات نوٹ کریں یا اس سے کسی معمولی غلطی پر بے جا رویہ اپنائیں۔ وہ تو نازک بدن لیکر حساس جذبات کے ساتھ نئے آشیانے میں آئی ہے۔ اس کے سسر و ساس ان سے اپنی حقیقی بیٹیوں کی طرح بہتر سلوک کریں اور خاوند اس کی جملہ ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرے، اس کی کج روی یا کسی غلطی پر اسے رسوا نہ کرے، نہ اس کی جائز ضروریات کو روکے، کسی گھریلو ناچاکی کے دوران اس کے والدین کو برا بھلا نہ کہے بلکہ ان کی اپنے والدین کی طرح عزت کرے اور بیوی کے سامنے ان کا ذکر عزت واحترام کے ساتھ کرے پس جہاں تک ممکن ہو مردوں کو چاہئے کہ وہ اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کریں۔ کیونکہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بہترین مرد وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے لئے بہتر ہیں جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

خِیَارُکُمْ خِیَارُکُمْ لِاَهْلِکُمْ وَاَنَا خِیَارُکُمْ لِاَهْلِیْ

(ترمذی)

فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہو اور میں تم میں سے اپنے اهل کے لئے بہتر ہوں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِیَارُکُمْ خِیَارُکُمْ لِنِسَآئِهِمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہترین اخلاق والا سب سے کامل مومن ہے اور تم میں بہتر وہ ہیں جو اپنی عورتوں

Marfat.com

کے حق میں بہتر ہیں۔ (ترمذی جلد اوّل ح 1161)

حضور صلی اللہ صلی وآلہ وسلم کی خصوصی تاکید

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے حسن سلوک سے پیش آنے کی بڑی تاکید کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو یہ بات سمجھا دی ہے کہ عورتوں سے بہتر سلوک کرنا نیکی ہے اور محنت و مزدوری یا کاروبار کر کے ان کی ضرورتوں کو پورا کرنا تاکہ وہ معاشرے میں ذلت سے محفوظ رہیں اور ان کی عزتِ نفس مجروح نہ ہو تاکہ وہ گھروں میں اپنے گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ اپنے پروردگار کی عبادت کر سکیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں پر ظلم سے روکا ہے بلکہ ان کے خرچ وغیرہ کو روک کر اذیت دینے سے بھی منع کر دیا ہے اور ان کے حقوق کو لازم کر دیا ہے اور فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِیْفَیْنِ الْیَتِیْمِ وَالْمَرْأَۃِ اے اللہ میں دو کمزوروں کا حق حرام کرتا ہوں ایک یتیم کا اور دوسرا عورت کا؟

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الادب ح 1472)

6۔عورتوں کی تعلیم و تربیت

اسلام نے عورتوں کو علم و حکمت کے حصول کے مساوی مواقع مہیا فرمائے ہیں اور انہیں اس بات کا حکم بھی دیا ہے کہ علم کا حصول ان کے لئے ضروری ہے تاکہ وہ اپنے قلب و ضمیر کو علم کی روشنی سے منور کر کے اپنی شخصیت کو اجاگر کر سکیں اور ان کی عظمت میں اضافہ ہو انہیں ایک طرف تو علم کے ذریعے سے عرفان الٰہی حاصل ہو اور وہ علم پر عمل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی مقرب بندیاں بن سکیں تو دوسری طرف معاشرے میں ان کی شخصیت کو رفعت حاصل ہو۔

قرآن مجید میں کئی جگہ پر عورتوں کو علم کے زیور سے مزین کرنے کا حکم دیا گیا ہے قرآن مجید میں عورتوں سے لی گئی بیعت کی شرائط یہ ظاہر کرتی ہیں کہ دینی علوم ان کے لئے سیکھنا کتنا ضروری ہے۔اس بات کا ذکر قرآن میں اس طرح ہے۔

اے نبی! جب مومن عورتیں ان باتوں پر بیعت کرنے کے لئے تمہارے پاس

Marfat.com

آئین کہ وہ اللہ کے ساتھ نہ تو کسی کو شریک ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں اور نہ زنا کا ارتکاب کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ' جانتے ہوئے کسی پر بہتان باندھیں گی نہ تمہارے کسی معروف امر کی مخالفت کریں گی تو آپ ان سے بیعت لے لیں اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کریں بے شک اللہ مغفرت کرنے والا ہے۔(ممتحنہ 12)

اس حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے لئے دینی علوم کا سیکھنا جائز ہے اس لئے جب یہ حکم نازل ہوا تو اکثر عورتیں بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر دین کے بارے میں آگہی حاصل کرتیں۔ بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لئے بعض دن مخصوص کر رکھے تھے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں وعظ و نصیحت کرتے تھے۔

(بخاری کتاب العلم باب ھل یجعل بلنساء یوم علی حدۃ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کے لئے علم کا حاصل کرنا ضروری قرار دیا ہے اس لئے آپ نے فرمایا:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان کے لئے فرض ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں عورتوں میں علم حاصل کرنے کا بے پناہ شوق تھا جس کا علم ہمیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول سے ہوتا ہے۔

نِعْمَ النِّسَآءُ نِسَاءُ الْاَنْصَارِ لَمْ یَکُنْ یَمْنَعُهُنَّ الْحَیَاءُ اَنْ یَّتَفَقَّهْنَ فِی الدِّیْنِ انصار کی عورتیں بھی کیا خوب ہیں، دین کی سوجھ بوجھ حاصل کرنے کے سلسلہ میں حیا اور شرم ان کے لئے رکاوٹ نہ بنتی تھی۔

(مسلم کتاب الحیض)

7- ازواج مطہرات کے ہاں تربیت کا اہتمام

اسی دور میں ازواج مطہرات کے گھر علم و تربیت کے گہوارے تھے اور مدینہ کی

Marfat.com

اکثر عورتیں امہات المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر دینی علوم حاصل کیا کرتیں تھیں کیونکہ امہات المومنین کو اللہ تعالیٰ نے اس لحاظ سے ممتاز کر رکھا تھا کہ ان کے گھروں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی اترتی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازواج مطہرات کو علم دین سکھاتے تھے قرآن پاک میں بھی اس بات کا ذکر موجود ہے۔

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِي بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ط (احزاب 34)

اور یاد کرو اللہ کی ان آیات کو جن کی تلاوت تمہارے گھروں میں ہوتی ہے اور دانائی کی۔

گویا اس دور میں ازواج مطہرات کے گھر علم و تربیت کے مراکز تھے۔ جہاں مسلم خواتین آکر باقاعدہ عملی تربیت حاصل کرتیں چونکہ اس دور میں لکھائی پڑھائی کے سلسلے میں زیادہ افراد میسر نہ تھے اس لئے اس دور میں عورتوں کو عملی تربیت سے نوازا جاتا اور وہ اکثر عام دنوں میں بھی مسجد نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبات سنا کرتیں تھیں جمعہ کے خطبات سنتیں اور قرآن کی آیات کو زبانی یاد کرتیں تھی۔ دور نبوی سے اس بات کے شواہد بھی ملتے ہیں کہ بعض خواتین نے کتابت بھی سیکھ لی تھیں۔

اسلام نے عورتوں کے خاوندوں اور لڑکیوں کے والدین پر زور دیا ہے کہ وہ انہیں زیور علم سے مزین کریں چنانچہ احادیث میں آتا ہے۔

ایک دفعہ چند نوجوانوں سے فرمایا: اِرْجِعُوْا اِلٰى اَهْلِيْكُمْ فَاَقِيْمُوْا فِيْهِمْ وَعَلِّمُوْاهُمْ وَاْمُرُوْهُمْ جاؤ اپنے بیوی بچوں کی طرف اور ان ہی میں رہو اور ان کو دین کی باتیں سکھاؤ اور ان پر عمل کا حکم دو۔ (بخاری کتاب الاذان، باب الاذان للمسافرین)

فرمایا: جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی، ان کو ادب اور سلیقہ سکھایا اور ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو اس کے لئے جنت ہے۔ (ابو داؤد کتاب الادب باب فضل من مال یتامیٰ) فرمایا: تین قسم کے آدمی ہیں جن کو دوگنا اجر ملے گا ان میں سے ایک وہ شخص بھی ہے جس کے پاس کوئی باندی ہو وہ اس کو ادب سکھائے اور اچھا ادب سکھائے، تعلیم دے اور بہتر تعلیم دے پھر اس کو آزاد کر کے اس سے شادی کر

Marfat.com

لے۔ (بخاری کتاب العلم باب تعلیم الرجل امۃ واہلہٗ)

8۔عورتوں کی معاشی فلاح و بہبود

تاریخ کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام سے قبل پوری دنیا میں عورتوں کی معاشی فلاح و بہبود کے لئے کوئی حقوق مقرر نہ تھے اور نہ ہی انہیں قانوناً ذاتی ونجی ملکیت رکھنے کا اختیار تھا اور نہ وہ خاوند اور باپ کی وراثت سے کانونی حصہ حاصل کر سکتی تھی شاذ و نادر ہی کچھ عورتیں شاید ایسی ہوں جنہوں نے کسی وجہ سے اپنی نجی ملکیت بنائی ہو مگر اکثریت محروم تھیں وہ اپنا ذاتی کام کاج کر کے علیحدہ اثاثہ بنانے سے محروم تھیں کیونکہ وہ خود کسی غیر کی ملکیت تھی برطانیہ میں آج بھی عورتیں وراثت سے محروم ہیں اور باپ کے مرنے کے بعد ان کا مالک صرف بڑا لڑکا ہوتا ہے اسی طرح ہندو دھرم میں بھی عورتوں کے باپ اور خاوند، اولاد کی جائیداد سے کوئی حصہ مقرر نہیں کرتے بلکہ بیشتر مذاہب میں حق مہر بھی نہیں ہے مگر اسلام میں عورتوں کو اپنے باپ کی وراثت میں سے باقاعدہ حصہ عطا کیا گیا ہے۔ ان کا یہ حق کوئی بھی ان سے چھین نہیں سکتا۔ قرآن مجید میں اس کی صراحت اس طرح موجود ہے۔

يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ (نساء:11)

اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ وراثت میں دو لڑکیوں کے برابر ہے۔

بعض صورتوں میں یہ حصہ اس سے بھی زیادہ ہوسکتا ہے مثال کے طور پر اگر کسی شخص کا کوئی لڑکا نہ ہو بلکہ لڑکیاں ہی ہوں نیز اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورتیں مال و زر کی علیحدہ مالک ہوسکتی ہیں اور اسے اپنی مرضی کے مطابق تصرف میں لاسکتی ہیں۔

9۔حق مہر کی صورت میں معاشی سہارا

اسلام میں شرائط نکاح میں سے حق مہر ایک شرط ہے اس لئے قرآن مجید میں التزام کے ساتھ اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ تم اپنی بیویوں کے حق مہر ادا کردو۔

وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

اچھے طریقے سے ان کے مہر کو ادا کردو (نساء:25)

Marfat.com

ایک جگہ ارشاد ربانی ہے:

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ط عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے ادا کرو۔ (نساء:4)

حق مہر کی صورت میں جو رقم عورتوں کو دی جاتی ہے وہ ان کا ذاتی مال ہوتا ہے اس لئے وہ اس مال کو علیحدہ رکھ سکتی ہیں اور اس سے اپنی ذات کو فائدہ پہنچا سکتی ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام میں حق مہر کی صورت میں بھی عورتوں کی معاشی حالت کو بہتر بنایا گیا ہے مہر کے سلسلے میں یہ بات بھی بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ اگر بالفرض کسی عورت کا نکاح کے وقت حق مہر مقرر نہ کیا گیا ہو تو اس عورت کو بھی فقہاء نے یہ اجازت دی ہے کہ وہ اپنے خاوند سے مثل حق مہر وصول کر سکتی ہے۔

10-عطائے حقِ محنت

عام عورتوں کے لئے اس بات کے اجازت ہے کہ وہ پردے میں رہتے ہوئے ایسے محنت کے کام کر سکتی ہیں جن میں ان کی عفت و پارسائی پر حرف نہ آئے۔ جبکہ ایسے کام و ملازمتیں جن میں عورتوں کا واسطہ بلا حجاب مردوں سے پڑتا ہو اور عورتوں کی عزت کو خطرہ لاحق رہے تو اس قسم کی معاشی سرگرمیوں سے عورتوں کو منع کیا گیا ہے کیونکہ اسلام کے نزدیک عورتوں کی عزت بہت مقدم ہے اس لئے عورتیں ایسے روزگار کے مواقع اپنا سکتی ہیں جن کے دوران ان کی عصمت و نسوانیت مجروح نہ ہو اور وہ باعزت طور پر اسلامی پردہ کی حدود میں رہ کر کوئی ذریعہ روزگار اپنا سکیں قرآن کریم میں انہیں اس طرح اجازت دی گئی ہے۔

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ط مردوں کو ان کے عمل وکسب کا حصہ ملے گا اور

وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ عورتوں کو ان کے عمل وکسب کا حصہ ملے گا۔

(نساء32)

یعنی اگر بعض حالات میں عورتوں کے لئے کمانا ضروری ہو جائے تو وہ جائز ذرائع روزگار کو اپنا کر اپنی ضروریات کو باعزت پورا کر سکتی ہیں اگرچہ بوڑھی، بیوہ، یتیم عورتوں کے لواحقین اور معاشرے کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ان کی ضرورتوں کا اللہ کی رضا کے لئے

Marfat.com

بندوبست کریں لیکن اگر اس قسم کی خواتین و دیگر خواتین کے لئے روزی کمانا لازم ہو جائے تو پھر اسلام میں ان کے لئے اجازت ہے کہ وہ ایسے مواقع روزگار کو اختیار کریں جن میں نہ تو ان کی صفت نسوانیت مجروح ہو اور نہ ان کی عزت نفس وعصمت وحیاء پر آنچ آئے۔

11- حکم پردہ میں عورتوں کی عزت کا تحفظ

حقیقت شناسی سے اگر اسلام کے عورتوں کے لئے حکم پردہ پر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اس میں بھی عورتوں کی عزت واحترام کو محفوظ رکھا گیا ہے تا کہ وہ شریروں کے شر سے محفوظ رہ سکیں اور معاشرے میں ان کے احترام میں اضافہ ہو۔ آج یورپ میں عورتوں نے بے حجاب ہو کر مردوں کا زندگی کے تمام شعبوں میں مقابلہ کرنا چاہا تو وہاں ان کی عزت خاک میں مل گئی ان پر لالچ وشہوت سے لبریز نگاہیں پڑنے لگیں ان کے عریاں لباس پہننے سے جبری زنا کے واقعات میں اضافہ ہوا۔اور نکاح کے بغیر ان کی اولاد کا کوئی پرسان حال نہ بنا اور اسے ہر معاشی سرگرمی میں نمائش کے طور پر پیش کیا جانے لگا۔ اسے ایک خاوند کی بجائے متعدد افراد کے سامنے بے بس ہونا پڑا۔ اس کی نسوانیت کا کوئی احترام نہ رہا۔اور اسے دوران حمل وزچگی بھی دکانِ روزگار چلانے پر مجبور ہونا پڑا۔ اس کے بچے اس کی ممتا سے ترس گئے اس کے برعکس۔ آوارگی کا اس قدر دلدادہ بنا دیا گیا وہ شادی کے بغیر ناجائز تعلقات پر قانع ہو گئی تو ہوس پرستوں نے اس کی جوانی سے لطف اٹھایا مگر جب بڑھاپے کی دہلیز پر چڑھی تو اس کے لئے نہ خاوند کی صورت میں غمخواری کرنے والا دیا اور نہ اولاد کی صورت میں کوئی خدمتگار اور اسے نہایت کسمپرسی کی حالت میں بوڑھوں کے مراکز میں تنہائی کے سپرد کر دیا گیا' کیا عورت کے لئے یہ عزت کا مقام ہے یا یہ عزت وآبرو کا باعث ہے کہ شہوت پرستوں کے جال سے بچ کر زندگی بسر کرے اور اس کا گھر اور معاشرے میں احترام ہو یعنی بیوی کی صورت میں اس کے پاس اس کا خاوند مونس ومددگار ہو اور اولاد کی صورت میں بیٹے بیٹیاں اس کے بڑھاپے کا سہارا ہوں اور وہ کمال طمانیت قلب کے ساتھ زندگی بسر کر

۷۹۱۳۰

Marfat.com

کے اس دنیا کی زندگی سے اپنا حصہ وصول کرے عورت کو یہی عزت کا مقام عطا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم دیا ہے۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ ص وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ ط وَتُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

اور مومن عورتوں سے فرما دیں کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی خوبصورتی کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے کہ جو عادتاً کھلا رہتا ہے اور وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے سینوں پر ڈال لیا کریں قریبی رشتہ دار اظہار زینت سے بالا تر ہیں یعنی شوہر یا اپنے باپ دادا یا بیٹے یا بھائی یا بھتیجے یا بھانجے یا ہم مذہب عورتیں یا اپنی نوکرانیاں جو مملوک ہوں یا ایسے ملازم جنہیں عورتوں کی خواہش نہ ہو یا وہ نابالغ بچے جو ابھی عورتوں کی شرم والی چیزوں سے آگاہ نہ ہوئے ہوں اور اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہ ماریں تاکہ ان کی وہ زینت جسے انہوں نے چھپایا ہے ظاہر ہو جائے اے ایمان والو! تمام اللہ کے حضور توبہ کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ (پ18 نور:31)

12-شوہر کا انتخاب

اسلام میں نکاح عورت کی مرضی کے بغیر نہیں کیا جا سکتا ہے بلکہ اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ نکاح کے وقت بالغ لڑکیوں کی رضا اور اجازت کو ضرور حاصل کیا جائے۔ حدیث میں آتا ہے۔

لَا تُنْكَحُ الْاَیِّمُ حَتّٰی تُسْتَاْمَرَ وَلَا

شوہر دیدہ عورت کا نکاح اس وقت نہ کیا جائے

تَنْکَحُ الْبِکْرُ حَتّٰی تُسْتَاْذَنَ (بخاری)
جب تک اس کا مشورہ حاصل نہ کیا جائے اور کنواری عورت کا نکاح بھی اس کی اجازت حاصل کئے بغیر نہ کیا جائے۔

اسی طرح اسلام میں بیوہ عورت کو نکاح ثانی کرنے کی اجازت دی گئی ہے قرآن کریم میں آتا ہے۔

وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ (نور:32) اور اپنے میں سے بیوہ عورتوں کا نکاح کر دو

اسلام کے ظہور سے قبل اور آج بھی کئی مذاہب میں نکاح کے وقت عورتوں کی پسند و ناپسند کو مد نظر نہیں رکھا جاتا۔ جبکہ بیوہ عورتوں کو آج بھی ہندو دھرم میں دوسری شادی کی عام اجازت نہیں۔ عورتوں کے حقوق کی رعایت کا اس سے زیادہ کیا مقام ہوسکتا ہے جو اسلام نے انہیں عطا کیا ہے۔ آج بھی اگر دیگر مذاہب میں عورتوں کو شادی کے متعلق کچھ حقوق میسر آئے ہیں تو اس میں بھی اسلام کا بہت عمل دخل ہے کیونکہ یہ مذہب دنیا کے ہر حصہ میں اپنے ان سنہری اصول کو لے کر پہنچا ہے کہیں یہ تبلیغی انداز میں اور کہیں یہ ریاستی غلبہ کی صورت میں اس لئے اسلام کے اصولوں کی پوری دنیا نے شعوری و لا شعوری طور پر اطباع کی ہے۔

اس کے برعکس یورپ میں جو عورت کو وہ کھلی آزادی دی گئی ہے۔ جس کے تحت وہ ایک شخص کی قانونی بیوی ہوتے ہوئے بھی کئی دوسرے افراد سے جنسی تعلقات قائم کر سکتی ہے اور خاوند صرف اپنی تہذیب و تمدن کی شائستگی کے پیش نظر یہ سب کچھ برداشت کر لیتا ہے۔ جہاں دس میں سے تین عورتیں شادی سے پہلے اپنی آزادئ فرد کے حق کے تحت بچے جن لیتی ہیں یا حاملہ ہو جاتی ہیں پھر اپنے خاندان سے ہٹ کر جہاں اور جس سے دل کرے مراسم و جنسی تعلقات قائم کر سکتی ہیں مزید برآں خوشی یا غمی کی حالت میں اپنے خاوند کو طلاق دے سکتی ہیں جس سے آج یورپ میں تقریباً پچاس فیصد عورتیں ایسی ہیں جو طلاق شدہ ہیں یا اپنے خاوندوں سے جدا ہو کر دوسرے افراد کے ساتھ رہ رہی ہیں یا تنہا ہو چکی ہے۔ پھر وہاں عورتیں بوریت کے لمحات میں کلبوں میں جا کر

دوسرے مردوں سے رقص کر کے راحت حاصل کرتیں ہیں پھر ایسی عورتیں جو جوانی کے ایام تو اپنی مرضی سے لطف اندوزی میں گزار دیتی ہیں بڑھاپے میں بوڑھوں کے ہاسٹلو ں میں دھکیل دی جاتی ہیں۔ جہاں ان کے ساتھ کوئی ہمدردی کرنے والا نہیں ہوتا۔ یورپ کے ماحول میں عورتوں کی یہ حالت اپنے عروج کو حاصل کر چکی ہیں اب وہاں کی عورتیں بھی اکثر اپنے اس بھیانک کردار وانجام کو سوچ کر عزت نفس کی زندگی گزارنے کی خواہشمند ہیں۔ اسلام کے نزدیک ان باتوں کی عورتوں کو اجازت نہیں کیونکہ اس سے عورتوں کی شرمناک تذلیل ہوتی ہے۔ اس لئے وہ انہیں معاشرتی اور معاشی زندگی میں باوقار طرز عمل اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔

13-حقِ خلع

کئی مصلحتوں کے پیش نظر طلاق کا حق صرف مرد کو دیا گیا ہے تاہم اسلام میں اس بات کی گنجائش بھی موجود ہے کہ اگر عورت کی مسلسل حق تلفی ہو رہی ہو۔ اور اس کی عزت وآبرو کو خطرہ ہو۔ یا اسے مشقِ ستم بنایا جاتا ہو، اس کے حقوق نہ ادا ہو رہے ہوں تو اسے اس بات کی اجازت ہے کہ وہ بجائے مظلوم بنی رہنے کے حقِ خلع کے تحت طلاق حاصل کر لے۔ مگر یہ حق صرف اس صورت میں استعمال کرے جب وہ بالکل مجبور محض ہو جائے اور حدود اللہ کو قائم رکھنے میں کوتاہی ہو رہی ہو بہر حال بہتر تو یہی ہے کہ اس خرابی کو دور کیا جائے اور بلا وجہ طلاق حاصل نہ کی جائے کیونکہ اسلام کی نظر میں بلا وجہ طلاق لینا کوئی اچھا فعل نہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

ایما امروۃ اختلعت من زوجھا من غیر باس لم توح رائحۃ الجنۃ (ترمذی)

جس عورت نے بلا وجہ اور بلا ضرورت اپنے خاوند سے خلع کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گی۔

14-بہترین خواتین بننے کی ترغیب

اسلام نے عورتوں پر ایک احسان یہ بھی فرمایا ہے کہ انہیں وہ طریقہ کار بتایا جس پر عمل پیرا ہو کر وہ اپنے فرائضِ منصبی بطریقِ احسن ادا کر سکتی ہیں دنیا میں عام طور پر ان

عورتوں پر رشک کیا جاتا ہے جو اپنی ازدواجی زندگی میں کامیاب ہوں اور وہ اپنے شوہروں کی نظر میں قدر و منزلت رکھتی ہوں۔ اس کے علاوہ ان کے اندر ایسے اوصاف بھی ہوں جن کی بناء پر وہ اپنے خاوند کے ساتھ بہتر زندگی گزار سکیں۔ تا کہ ان کے خاوند ان سے مونس و محبت سے پیش آئیں۔ دراصل وہی خواتین خوش نصیب ہوتی ہیں جنہیں اپنے خاوند کے ساتھ مکمل محبت و ہم آہنگی سے زندگی گزارنے کا موقع مل جائے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو ایسے واعظ حسنہ سے نوازا ہے کہ جن پر وہ عمل کر کے اپنی ازدواجی زندگی کو جنت نظیر بنا سکتی ہیں۔ اور وہ ارشادات حسب ذیل ہیں۔

ایک حدیث جس کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں کہ کسی شخص نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ عورتوں میں سے کون سی عورت سب سے اچھی ہوتی ہے! تو آپ نے ارشاد فرمایا: جو اپنے خاوند کو خوش کرے جب اس کا خاوند اس کی طرف دیکھے اور جب وہ حکم کرے تو یہ بجا لائے اور یہ اپنے دل میں مخالفت نہ رکھے۔ (نسائی جلد سوم ابواب النکاح باب ای انساء خیر ص 364)

قَالَ اِنَّ الدُّنْيَا كُلَّهَا مَتَاعٌ وَّ خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیا کی متاع، پونجی اور فائدہ ہے لیکن اس میں سب سے بڑھ کر جو متاع اور پونجی ہے وہ نیک سیرت عورت ہے۔

(نسائی جلد سوم ابواب النکاح باب السراۃ الصالحہ ص 365)

جو عورت اس حال میں فوت ہو کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (ابن ماجہ جلد اول ابواب النکاح: 1921)

ابو امامہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مومن اللہ کے تقویٰ کے بعد جو چیز اپنے لئے بہتر تلاش کرے وہ نیک بیوی ہے اگر اسے حکم دے تو اطاعت کرے اس کی طرف دیکھے تو خوش ہو اگر وہ کسی بات کے کرنے پر قسم کھالے تو اسے پوری کر دے اگر شوہر کہیں چلا جائے تو اس کی غیر موجودگی میں اپنی جان مال کی

Marfat.com

حفاظت کرے۔ (ابن ماجہ اول ابواب النکاح:1924)

عورتوں کو یہ بات مدنظر رکھنی چاہئے کہ وہ اپنے خاوندوں کو ایسے اعمال سے راضی رکھیں جس سے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہ ہوتی ہو اور نہ ہی انہیں خاوندوں کے اس حکم پر عمل کرنے کی اجازت ہے جس میں وہ انہیں برائی و بے حیائی یا گناہ کی طرف مائل کریں۔ جب اس قسم کا معاملہ ہو جائے تو خواتین کو خاوند کے ہر غیر اسلامی حکم پر عمل کی اجازت نہیں وہ جہاں تک ہوسکیں ان کی اصلاح کریں اگر ایسے خاوندوں کے ساتھ رہ کر حدود اللہ کی مخالفت کی نوبت آجائے تو وہ حق خلع لے سکتی ہیں۔

15-عورت کا ماں کی صورت میں رتبہ

زمانہ جاہلیت میں عورت جب مرد کے نکاح میں آجاتی تو وہ ہر لحاظ سے مرد کی ملکیت تصور ہوتی اس کی حیثیت گھر میں صرف لذتِ شہوت فراہم کرنے سے زیادہ نہ تھی اس پر اعتماد نہ کیا جاتا اگر اولاد میں اس کے ہاں لڑکی ہوتی تو اسے برا بھلا کہا جاتا الغرض اسے ساری عمر اپنے خاوند کی طرف سے سختیوں کو برداشت کرنا پڑتا جب بیوہ ہو جاتی تو اس کا سوتیلا بیٹا اس سے شادی کر سکتا تھا بیوہ ہونے کی صورت میں خاوند کے ترکہ میں سے اسے کوئی حصہ نہ دیا جاتا مگر اسلام نے عورت کو بیٹی، بہن اور پھر بیوی اور ماں کی صورت میں وہ مقام دیا کہ اس کی عظمت کی انتہا نہ رہی۔ اس کی تمام محرومیوں کو ختم کر دیا گیا اور اس کے ماں بننے کی صورت میں اس کے خاوند کو اس سے بہتر سلوک کرنے کا حکم دیا اس کی خوراک رہائش اور عزت کے اہتمام کا حکم دیا گیا اور اس کی اولاد کو حکم دیا کہ وہ اپنی والدہ کا احترام کریں۔ اس کی اطاعت کریں، اور اس کی خدمت کر کے جنت حاصل کریں قرآن مجید میں والدہ کی صورت میں عورت کے احترام کا اولاد کو اس طرح حکم دیا گیا ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا	اور ہم نے انسان کو اپنے والدین سے اچھا
حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا	سلوک کرنے کا حکم دیا اس کی ماں نے تکلیف

Marfat.com

وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ط
(احقاف:46/15)

اٹھا کر اسے پیٹ میں اٹھا کر رکھا اور تکلیف برداشت کر کے جنا اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس ماہ لگ جاتے ہیں۔

یعنی اولاد کو یہ باور کرایا گیا کہ تمہاری والدہ کے تم پر بے پناہ احسانات ہیں لہٰذا تم اس کی کماحقہ خدمت کرو اور ان سے گفتگو میں عزت و احترام کو مدنظر رکھو اور اختلاف کی صورت میں ترش روئی میں اُف تک نہ کہو۔

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ○ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ
(بنی اسرائیل 24-23)

تو اپنے والدین کو اف تک نہ کہو اور نہ ہی انہیں جھڑکو اور ان سے ادب سے بات کرو اور ان پر رحم کرتے ہوئے انکساری سے جھکے رہو۔

اس سے بڑھ کر عورت کا ماں کے روپ میں کیا احترام ہوسکتا ہے۔ اس احترام کا اندازہ اس حدیث سے مزید لگایا جا سکتا ہے کہ جس میں ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میرے اچھے سلوک کا حق دار زیادہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیری والدہ، اس نے پھر عرض کیا، اس کے بعد آپ نے فرمایا تیری ماں اس نے پھر عرض کیا، آپ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پھر پوچھا اس کے بعد کون؟ آپ نے فرمایا تیری ماں، اس نے پھر عرض کیا اس کے بعد کون؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ۔ (بخاری ومسلم)

اسی طرح اسلام میں اولاد کو اس بات کا بھی پابند کیا گیا ہے کہ وہ اپنے بوڑھے والدین کی مالی، بدنی خدمت کریں اور والدین کو حکم ہے کہ وہ اپنی اولاد کی کمائی کو استعمال کریں۔

پس مذکورہ بالا آیات وحدیث سے معلوم ہوا کہ اسلام نے عورت کو ماں کے روپ میں جو مقام دیا ہے اس کا عشر عشیر بھی دینا کے کسی دوسرے مذہب میں موجود نہیں۔

ماں کے وصال کے بعد حقوق

عورت کا بحیثیت ماں کے وفات کے بعد بھی اکرام کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ اس

Marfat.com

صورت میں کہ اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔ اس کا ذکر اچھے الفاظ میں کیا جائے، اس کی طرف سے ادا نہ ہونے والے روزوں، حج کو ادا کرے اور ہمت کے مطابق صدقہ وخیرات کر کے ایصال ثواب کا اہتمام کرے۔ اس کی قابل عمل وصیت پر عمل کیا جائے۔ اسی طرح یہی طرز عمل بیٹی، بہن اور بیوی کے لیے اختیار کیا جائے۔

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَتْ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّيْ كُنْتُ تَصَدَّقْتُ عَلٰى اُمِّيْ بِجَارِيَةٍ وَّاِنَّهَا مَاتَتْ قَالَ وَجَبَ اَجْرُكِ وَرَدَّهَا عَلَيْكَ الْمِيْرَاثُ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ كَانَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ فَاَصُوْمُ عَنْهَا قَالَ صُوْمِيْ عَنْهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ لَمْ تَحُجَّ قَطُّ اَنَا فَحُجَّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّيْ عَنْهَا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت آئی۔ اس نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اپنی ماں کو ایک لونڈی صدقہ دی تھی (اب) میری ماں مر گئی" آپ نے فرمایا تیرا ثواب لازم ہو گیا اور وہ لونڈی وراثت میں تیری طرف لوٹے گی۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس کے ذمہ ایک مہینے کے روزے ہیں کیا میں اس کی طرف سے روزہ رکھوں۔ آپ نے فرمایا "تم اس کی طرف سے روزے رکھو" اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس نے کبھی حج نہیں کیا، کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں تم اس کی طرف سے حج کرو۔

(ترمذی جلد اول کتاب الزکوۃ حدیث ۶۴۵)

ماں کی خدمت سے ولایت کا حصول

جو بندہ اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر انتہائی خلوص کے ساتھ اپنے والدین کی غدمت کرتا

ہے اللہ تعالیٰ اس کی جائز تمنا کو پورا فرما دیتا ہے خدمت کے دوران اس کے متعلق اس کے والدین کی دعاؤں کو قبول کر لیتا ہے اسے عمر، رزق، اولاد میں کشادگی سے نواز دیتا ہے اگر کوئی اللہ کا دوست بننے کے لئے ان کی انتہائی تعظیم و آداب کے ساتھ خدمت کرے تو اللہ تعالیٰ کی دوستی کا شرف بھی عطا ہو جائے گا جیسے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو ملا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جتنے بھی مراتب حاصل ہوئے، سب والدہ کی اطاعت سے حاصل ہوئے۔ ایک مرتبہ میری والدہ نے رات کو پانی مانگا۔ اتفاق سے اس وقت گھر میں قطعاً پانی نہ تھا۔ چنانچہ میں گھڑا لے کر نہر سے پانی لایا مگر میری آمد و رفت کی تاخیر کی وجہ سے والدہ کو پھر نیند آ گئی اور میں رات بھر پانی لئے کھڑا رہا حتی کہ شدید سردی کی وجہ سے وہ پانی آبخورے میں منجمد ہو گیا اور جب والدہ کی بیداری کے بعد میں نے انہیں پانی پیش کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے پانی رکھ دیا ہوتا۔ اتنی دیر کھڑا رہنے کی کیا ضرورت تھی، میں نے عرض کیا کہ محض اس خوف سے کھڑا رہا کہ مبادا آپ کہیں بیدار ہو کر پانی نہ مانگیں اور آپ کو تکلیف پہنچے۔ یہ سن کر انہوں نے مجھے دعائیں دیں۔ اسی طرح ایک رات والدہ نے فرمایا کہ دروازے کا ایک پٹ کھول دو، لیکن میں رات بھر اسی پریشانی میں کھڑا رہا کہ نہ معلوم داہنا پٹ کھولوں یا بایاں۔ کیونکہ اگر ان کی مرضی کے خلاف غلط پٹ کھل گیا تو حکم عدولی میں شمار ہو گا۔ چنانچہ انہیں خدمتوں کی برکت سے یہ مراتب مجھ کو حاصل ہوئے۔ (شیخ عطار: تذکرۃ الاولیاء، ص 90)

16- بیٹیوں اور بہنوں کی صورت میں عمدہ پرورش کا حکم

اسلام میں عورتوں کو بیٹی اور بہن کی صورت میں جس عزت و وقار سے بہرہ ور کیا گیا اس کی مثال دیگر مذاہب میں ناپید ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرد کو بحیثیت باپ و بھائی اپنی بیٹی و بہن کی تعلیم و تربیت کرنے کا حکم دیا اور ان کے جائز حقوق پورے کرنے کا حکم دیا اور ان کی فلاح و بہبود کے سلسلے میں پیش آنے والی مصیبتوں پر صبر کرنے کا حکم دیا اور یہ خوشخبری دی جو اپنی بیٹیوں اور بہنوں کی تربیت اور نکاح کی

Marfat.com

صورت ان کی اہم ذمہ داری کو پورا کرے گا قیامت کے دن اسے دوزخ سے دور رکھا جائے گا چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو آدمی بیٹیوں کے ساتھ آزمایا گیا پھر اس نے ان پر صبر کیا تو وہ اس کے لئے جہنم سے پردہ ہوں گی۔ (ترمذی جلد اول ابواب البر والصلۃ :1979)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَتْ لَہٗ ثَلَاثُ بَنَاتٍ اَوْ ثُلٰثُ اَخَوَاتٍ اَوْبِنْتَانِ اَوْ اُخْتَانِ فَاَحْسَنَ صُحْبَتَھُنَّ وَاتَّقَی اللّٰہَ فِیْھِنَّ فَلَہُ الْجَنَّۃَ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں وہ ان سے اچھا سلوک کرے اور ان کے بارے میں اللہ سے ڈرے تو اس کے لئے جنت ہے۔ (ترمذی جلد اول ابواب البر والصلۃ : 1977)

نیز حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس نے دو بچیوں کی پرورش کی۔ میں اور وہ دو انگلیوں کی طرح جنت میں داخل ہوں گے آپ نے دو انگلیوں کو ملا کر اشارہ فرمایا۔ (ترمذی اول ابواب البر والصلۃ حدیث نمبر 1981)

اسلام میں بہن کا رشتہ اتنا پاکیزہ ہے کہ اپنی بہن سے نکاح جائز نہیں ہے اور نہ ہی دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنے کی اجازت ہے قرآن میں اس سے اس طرح منع کر دیا گیا ہے۔

اَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ (نساء23)

تمہارے اوپر حرام ہے کہ تم دو بہنیں اپنے نکاح میں جمع کرو۔

یعنی اگر باپ کا سایہ سر سے اٹھ جائے تو عورتوں کے بھائیوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اب ان کی بہنوں کی فلاح و بہبود کی ذمہ داری ان پر عائد ہے اور وہ اس ذمہ داری سے پہلو تہی سے کام نہ لیں بلکہ رضائے الٰہی کے پیش نظر باپ کی جگہ ان کی تعلیم و تربیت و نکاح کی ذمہ داریوں کو فراخ دلی سے قبول کریں اور اس کے لئے ہر ممکن کوشش کریں

Marfat.com

ان کے نکاح کے لئے مناسب جہیز و معقول رشتہ تلاش کر کے جلد از جلد اس فرض کو ادا کریں۔

17- ماں اور بہن پر خرچ کی ترغیب

ماں اور بہن کی صورت میں عورت کی مالی خدمت کو ایک نیک عمل قرار دیا گیا ہے تا کہ اس حالت میں اس تن کمزور صنف کو عزت و آبرو حاصل ہو اور معاشرے میں اس کا پر وقار مقام قائم ہو کسی فرد کو اس کی بے عزتی کرنے کی جرات نہ ہو، بڑھاپے میں ماں لوگوں کے ہاں سخت کام کرنے کی مشقت سے بچ کر اپنے بچوں کی کمائی پر اپنی باعزت زندگی گزار سکے اور بیمار و کمزوری میں اس کے لئے مضبوط سہارا موجود ہو۔ باپ کے ساتھ ساتھ بھائی بھی اپنی بہن کی کھانے پینے، رہائش ولباس کی ضروریات کو ثواب سمجھ کر ادا کریں کنواری ہو تو جوان ہونے کے بعد اس کا مناسب رشتہ ڈھونڈ کر شادی کریں اگر بیوہ ہو تو اس کی اور اس کے بچوں کی ضروریات کو کما حقہ پورا کرنے کی سعی کریں۔

عَنْ طَارِقِ بِنِ الْمُحَارِبِیِّ قَالَ قَدِمْنَا الْمَدِیْنَةَ فَإِذَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَی الْمِنبَرِ یَخْطُبُ النَّاسَ وَهُوَ یَقُوْلُ یَدُ الْمُعْطِیْ الْعُلْیَا وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ أُمَّكَ وَأَبَاكَ وَأُخْتَكَ وَأَخَاكَ ثُمَّ أَدْنَاكَ أَدْنَاكَ مُخْتَصِرٌ.

ترجمہ: سیدنا حضرت طارق محاربی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم مدینہ منورہ آئے تو حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ خطبہ میں ارشاد فرما رہے تھے کہ دینے والے کا ہاتھ اوپر کا ہے اور ان لوگوں سے صدقہ شروع کریں جن کا نان نفقہ تم پر ہے۔ ماں' باپ' بہن اور بھائی کی طرح اور پھر اسی طرح نزدیکی رشتہ داروں کا یہ حدیث شریف سے مختصر ہے۔ (نسائی جلد دوم کتاب الزکوٰۃ ۲۵۲۶)

18- عورتوں کا گھر میں اہم مقام

اسلام میں عورت پر یہ بھی احسان کیا گیا ہے کہ اسے گھر میں بالکل قیدی کی

Marfat.com

حیثیت نہیں دی گئی بلکہ خاوند کی عدم موجودگی میں گھر کے تمام امور کی ذمہ داری عورت پر سونپی گئی ہے اسے خاوند کے مال کی حفاظت اور بچوں کی پرورش کا ذمہ دار بنایا گیا ہے اور گھر میں خاوند کے بعد اس کو حاکم بنایا گیا ہے اور اپنی تمام اولاد کی تربیت اور ان کو بری عادات سے بچانے کا ذمہ دیا گیا ہے۔ یعنی ایک طرف اسے گھر کی حاکمیت سے نوازا تو دوسری طرف اسے اپنے فرائض بخوبی ادا کرنے کا حکم دیا اور اسے قیامت کے روز اپنے امور کے متعلق جوابدہ قرار دیا گیا ہے۔ ذیل کی حدیث سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ ہر شخص اپنے اہل وعیال کا حاکم ہے اور ان کے متعلق ان سے پوچھا جائے گا عورت اپنے خاوند کے گھر کی حاکم ہے یعنی (اولاد پر) اس سے پوچھا جائے گا۔ (بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث 173)

احادیث میں قریشی عورتوں کی دو خوبیوں کو بیان کیا گیا ہے اور فرمایا گیا" کہ قریشی عورتوں سے نکاح کرو کیونکہ وہ خاوند کے مال کی حفاظت کرتی ہیں اور بچوں سے بہت پیار کرتی ہیں یعنی عورتوں میں امانتداری کی خوبی کو سراہا گیا ہے۔ اس لئے چاہیئے کہ دیگر خواتین بھی اپنے اندر یہ دو اوصاف پیدا کر کے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ میں پسندیدہ بن جائیں۔

19- بیوی کی صورت میں قدردانی کا حکم

مردوں کو اس بات کا بھی حکم دیا گیا ہے کہ بحیثیت خاوند اپنی بیویوں کے جائز جذبات کی قدردانی کریں اور ان کی محبت کا جواب محبت کے انداز میں دیں اور ان کی شخصیت کے متعلق ایسے الفاظ نہ کہیں جن سے انہیں ذہنی اذیت پہنچے۔ بلکہ وہ بھی ان کا اعزاز واکرام کریں۔ آج یہ بات تحقیق کی بنیاد پر درست ثابت ہو چکی ہے جن بچوں کے والدین کی آپس میں ہم آہنگی و محبت ہوتی ہے ان کی اولاد کی تربیت پر اس کے

Marfat.com

اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔اس لئے احادیث میں اس بات کا ذکر موجود ہے عورتوں کے دل میں اپنے خاوندوں کی سب سے زیادہ محبت ہوتی ہے اور خاوند کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کی بے قدری نہ کرے اسے دکھ نہ دے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت کے دل میں اپنے خاوند کا احترام سب سے زیادہ ہوتا ہے چاہے وہ بدصورت ہی کیوں نہ ہو۔

کالی چپٹی بدصورت لونڈی اگر دیندار نیک ہوتو وہ بہتر ہے۔

(ابن ماجہ جلد اول ابواب النکاح 1926)

عورت کے دل میں خاوند کی وہ محبت ہوتی ہے جو دوسرے کے لیے نہیں ہوتی۔ (ابن ماجہ اول ابواب الجنائز حدیث 1653)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُنْکَحُ الْمَرْأَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِیْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاكَ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت سے چار چیزوں کے باعث نکاح کیا جاتا ہے۔ اس کے مال اس کے حسب ونسب، اس کے حسن و جمال اور اس کے دین کی وجہ سے۔ تیرے ہاتھ گرد آلود ہوں، تو دیندار کو حاصل کر"۔ (بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث 81)

اس حدیث میں ایسی عورتوں سے شادی کرنے کی ترغیب دی گئی ہے جو نیک سیرت ہوں گویا مسلماں عورتوں کے لئے یہ بات بھی اہمیت کی حامل ہے کہ وہ اپنے آپ کو نیک سیرت بنا کر مفید بنائیں تا کہ ان کی قدر و قیمت ان کے خاوندوں کی نظر میں بڑھ جائے۔ کیونکہ وہ اپنی تخلیق پر تو قدرت نہیں رکھتیں مگر محنت کے ساتھ اپنی سیرت کو بہتر بنا سکتی ہیں اس طرح وہ اپنی تعلیم و شائستگی سے اپنے خاوند کو اپنی محبت کا مرکز بنا کر اس کے ساتھ کامیاب زندگی گزار سکتی ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

بھی ایسی عورتوں کے رشتے کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے چاہے ان کی کیسی ہی ذات کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اس حدیث میں عورت کی نیک سیرتی و دینداری کو باقی تمام خوبیوں سے مقدم کر دیا گیا ہے نیز اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس منشائے مساوات کا بھی پرچار ہوتا ہے جس کا آپ نے ہر موقع پر اظہار کیا ہے۔

20- خاوند پر بیوی کے حقوق

اسلام نے عورتوں کے نان نفقہ کی ذمہ داری عام حالات میں مردوں پر ڈال دی ہے تا کہ عورتیں گھروں میں رہتے ہوئے گھریلو کام کاج کے علاوہ بچوں کی پرورش پوری توجہ سے کرسکیں۔ نیز مرد وعورت اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے اپنے اپنے فرائض سر انجام دے سکیں۔ اس لئے قرآن مجید میں عورتوں کی رہائش کے انتظام کا بندوبست مرد پر ڈالا گیا ہے اللہ تعالیٰ کا اس سلسلے میں ارشاد مبارک ہے۔

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ

انہیں اپنی حیثیت کے مطابق رہنے کا مکان دو جہاں تم رہتے ہو۔ (الطلاق:65/6)

ذیل کی حدیث میں عورتوں کے لباس وخوراک کی ذمہ دری بھی مردوں پر ڈالی گئی ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَطْعِمُوْهُنَّ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ وَاكْسُوْهُنَّ مِمَّا نكتسُوْنَ وَلَا تَضْرِبُوْهُنَّ وَلَا نُقَبِّحُوْنَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس میں سے انہیں کھلاؤ جو تم کھاتے ہو۔ اور اس میں انہیں پہناؤ جو تم پہنتے ہو۔ اور انہیں نہ مارو اور برے لفظ نہ کہو۔

(ابو داؤد جلد دوم کتاب النکاح حدیث 377)

اس حدیث میں اس بات سے مردوں کو منع کیا گیا ہے کہ وہ عورتوں کی تذلیل نہ کریں اور انہیں ایسے الفاظ سے عار نہ دلائیں جس سے ان کی عزتِ نفس مجروح ہو اور وہ بے عزت ہو کر رہ جائیں۔

مردوں پر اپنی آل اولاد کے خرچ کا انتظام بھی ضروری قرار دیا گیا ہے۔ جب کہ

قرآن کریم میں آیا ہے۔

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ
(بقرہ:233)

اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ ان کی (ماں) کا کھانا اور کپڑا ہے دستور کے مطابق۔

خاوند بیوی کے دائرہ کار کی تقسیم اس طرح کی گئی ہے کہ مرد کے ذمہ بیوی بچوں کے لئے کما کر بھی لانا ہے اس بات کا ذکر قرآن مجید کی آیت کریمہ سے ملتا ہے۔

وسعت والے کو اپنے اہل پر اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرنا چاہئے اور جس کی آمدنی کم ہو اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جتنا عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرے۔ (الطلاق:7)

اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اگر کوئی آمدنی والا ہے تو اس پر اس کی آمدنی کے مطابق ہی اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا لازم ہے اس پر ضروری نہیں ہے کہ وہ اپنی آمدنی سے زائید خرچ کرے اور مزید کنگال ہو جائے اس صورت میں عورتوں کو بھی حالات کے مطابق صبر کرنے کا حکم ہے۔

بیوی کے حقوق کی ادائیگی کا حکم

اسلام سے قبل عورت کے بیوی کی صورت میں کوئی حقوق متعین نہ تھے عورت گھروں میں زرخرید مال کی حیثیت سے رہتی تھی اور نہ گھر کے کسی معاملے میں اس کی رائے کو فوقیت دی جاتی تھی مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کے بیوی کے طور پر حقوق واجب فرمائے۔ ان کی کج رویوں پر صبر کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کے بیوی کے طور پر اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا اور مردوں سے ان کی بیویوں کے متعلق فرمایا

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ
(بقرہ:187)

وہ تمہارا لباس ہے اور تم ان کا لباس ہو۔

یعنی وہ دنیا کی مشکلات میں اور طرح طرح کے رنج والم میں تمہارے لئے آغوش

Marfat.com

لطف ہیں اور تمہارا ان کے ساتھ تعلق جسم کے لباس کی طرح ہے جس طرح لباس سے تم راحت، حفاظت اور زینت حاصل کرتے ہو اسی طرح وہ بھی تمہارے لئے تمہارے ایمان کی حفاظت، تمہارے جسم کے لئے راحت اور تمہاری ہستی کے لئے زینت ہیں پس ان سے نرمی سے پیش آؤ۔ اور گھر کا ماحول رفق ونرمی کے ساتھ پر سکون بناؤ۔ جب تم اپنی بیوی کو دیکھو تو تمہاری نگاہ میں اس کی عظمت ومحبت کی تاثیر ہو اور جب تم کوئی جائز بات کرو تو وہ تمہارا بھرم رکھیں اور اپنے رویئے سے تمہیں خوش کر دیں اور اس طرح تم زندگی کی گاڑی کو چلاتے ہوئے اور میرا ذکر کرتے ہوئے میرے پاس آ جاؤ اور یاد رکھو کہ

عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ (نساء:19)

21-اہل وعیال کی جائز ضروریات پر خرچ

اسلام میں دیگر مذاہب کی طرح عورت کی حیثیت ایک بے جان چیز کی سی نہیں ہے بلکہ اسلام نے عورتوں کو ماں، بیٹی، بہن اور اہل خانہ کا رتبہ بخشا ہے اور گھر میں اہلیہ کی صورت میں اس کی فلاح و بہبود کا پوری طرح خیال رکھنے کا حکم صادر فرمایا ہے اس کی جائز ضروریات کو پورا کرنے کے لئے استعمال شدہ مال کو اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے کے برابر قرار دیا ہے۔ اور اس فرد کو گناہگار قرار دیا ہے جو اپنی عورتوں پر خرچ نہیں کرتا یا کسی وجہ سے ان کا خرچ روک لیتا ہے۔ اس بات کا پتہ ہمیں ذیل کی حدیث میں ملتا ہے

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ فَقُلْتُ عَنِ النَّبِیِّ فَقَالَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلٰی اَهْلِهٖ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهٗ صَدَقَةً

ترجمہ:۔ "حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان اپنے اہل وعیال پر اللہ کا حکم سمجھ کر خرچ کرتا ہے تو وہ مال اس کے لئے صدقہ ہوتا ہے"۔

(بخاری جلد سوم کتاب النفقات حدیث 319)

Marfat.com

حَتّٰی اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا فِیْ فَمِ اِمْرَاَتِكَ

(بخاری کتاب النفقات جلد سوم: 322)

حتی کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو وہ بھی صدقہ ہے۔

كَفٰی اِثْمًا اَنْ یَّحْبِسَ عَنْ مَنْ یَّمْلِكُ قُوْتَهٗ

(مسلم کتاب الزکوۃ حدیث 2208)

اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی آدمی کے گناہ کے لئے اتنا ہی کافی ہے جس کے خرچ کا وہ ذمہ دار ہے اس کا خرچ روک لے۔

وَدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی اَهْلِكَ اَعْظَمُهَا اَجْرًا الَّذِیْ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی اَهْلِكَ

(مسلم کتاب الزکوۃ حدیث 2207)

سب سے زیادہ اجر اس دینار پر ملے گا جس کو تم اپنے اہل وعیال پر جائز خرچ میں استعمال کرتے ہو۔

گویا اہل وعیال کی صورت میں عورت پر خرچ کرنے کو افضل نیکی کہا گیا ہے۔ اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام میں عورتوں کی بھلائی کے لئے کس قدر اہتمام روا رکھا گیا ہے۔

22-عورتوں کی کج روی پر صبر کا حکم

چونکہ عورتوں کی فطرت میں نازک مزاجی ہے لہٰذا وہ اپنی اس فطرت کی بناء پر اکثر صبر کے دامن کو چھوڑ دیتی ہے اور کج روی پر اتر سکتی ہے مگر اسلام میں عورتوں کی اس کج روی پر صبر کرنے کا حکم دیا گیا ہے اہل اسلام کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاکیداً فرمایا کہ تم ان کی فطرتی کمزوریوں سے درگزر کرو اور ان سے شفقت و رحم سے پیش آؤ کیونکہ تمہارے اس رویئے سے وہ متاثر ہو کر اپنی بے صبری کو ممکن ہے کہ ترک کر دیں چنانچہ احادیث میں اس کا ذکر اس طرح موجود ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورت (ٹیڑھی) پسلی کی طرح ہے اگر اسے سیدھا کرنا چاہے گا تو توڑ دے گا اور اگر اسی طرح چھوڑ دے گا تو اس کی کجی کے باوجود اس سے فائدہ اٹھائے گا۔ (ترمذی ج ۱ ص ۶۰۹، بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث 170)

Marfat.com

عورت بیوی کی صورت میں مرد کے ایمان کو تحفظ دیتی ہے اور مرد اپنی بیوی سے فطرتی جنسی تسکین حاصل کر کے بدکاری اور دیگر ناجائز کاموں سے بچتا ہے اس لئے اگر بیوی پارسا ہو یعنی وہ بدکار نہ ہو تو اس کی بعض خامیوں سے درگزر کرے اور اس سے اللہ تعالیٰ کے نام سے تعلقِ نکاح کی پاسداری کرتے ہوئے زندگی بسر کرے، کیونکہ اپنی عصمت کی حفاظت کے لئے بیوی بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے۔

قَالَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِیْ جَارَهٗ وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَّاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا

(بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث: 171)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور عورتوں سے بھلائی والا سلوک کرنے کے متعلق میری وصیت قبول کر لو اور سب سے اوپر والی پسلی سب سے زیادہ ٹیڑھی ہوتی اگر تم اسے سیدھا کرنے چلو گے تو اسے توڑ دو گے (طلاق ہو جائے گی) تب بھی ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی پس عورتوں سے بہتر سلوک کرنے کے متعلق میری وصیت تسلیم کر لو۔

اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس میں اس صنف نازک کی فطرتی جذباتیت پر بھی مرد کو صبر کا حکم دیا ہے اور اس کی بے صبر و کج روی کو محبت کے آلہ سے دور کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ اگر اس پر بے جا پابندیاں عائد کر دی جائینگی اور اس کی ذات پر اعتماد نہ رکھا جائے گا اور مسلسل اسے ذہنی اذیت دی جائے گی تو وہ ایسے حالات میں کسی مرد سے وفا نہ کر سکے گی اس لئے مردوں کو حکم دیا کہ ان کی بعض جبلی خصلتوں کو نظر انداز کر دو۔

23- بیوی کی کڑی باتوں پر صبر کی حکایت

اگر عورت میں بیوی کی صورت میں کچھ کج رویاں پائی جاتی ہوں مگر وہ بدکار، اور خائن نہ ہو تو اسلام نے مرد کو ترغیب دی ہے کہ اس کی بعض کج رویوں پر درگذر کریں اور محبت و نرمی سے سمجھائیں اور اپنی زندگی میں ان سے وفا کریں اس صورت میں بھی انہیں

Marfat.com

بے پناہ اجر و ثواب دیا جائے گا جس کا اندازہ صف اول کے برگزیدہ ولی اللہ حضرات ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے

ایک مرتبہ شیخ الرئیس بوعلی سینا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ اس وقت گھر پر نہ تھے انہوں نے آپ کی بیوی سے آپ کے متعلق پوچھا۔ حضرت ابوالحسن کی بیوی نے کہا کہ تم لوگ کتنے بیوقوف ہو کہ ایک جھوٹے مکار کو ولی سمجھ کر اپنا وقت برباد کر رہے ہو۔ جس شخص کو تم ولی سمجھتے ہو وہ اس وقت میرے لئے جنگل سے لکڑیاں لینے گیا ہوا ہے۔

بوعلی سینا جنگل کی طرف چلے گئے، راستے میں انھوں نے دیکھا کہ حضرت ابوالحسن لکڑیوں کا گٹھا شیر پر لاد کر آرہے ہیں۔ وہ بڑے حیران ہوئے اور ڈر کے مارے ایک درخت کے پیچھے چھپ گئے قریب آکر حضرت ابوالحسن نے پکارا: بوعلی سینا! آجاؤ اور شیر سے مت ڈرو۔ اب تو بوعلی سینا اور حیران ہوئے اور عرض کی "حضرت میرا نام آپ کو کیسے معلوم ہوگیا" فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو روشن کر دیا ہے اس لئے وہ سب باتیں دل میں ڈال دیتا ہے۔ پھر بوعلی سینا نے آپ کو آپ کے گھر کا قصہ اور آپ کی بیوی کے آپ کے متعلق خیالات بتائے اور عرض کی کہ حضرت آپ اتنے بڑے ولی ہیں اور آپ کی بیوی اتنی گستاخ؟

آپ نے فرمایا بوعلی سینا دیکھو! انسان کو اوقات میں رکھنے کے لئے ان کی بیویوں کو ایسی ہی باتیں کرنی چاہئیں۔ میری بیوی ایک سادہ لوح بکری کی مانند ہے میں اس کی سادہ لوحی کو برداشت کرتا ہوں اور اسی تکمیل اور قوت برداشت کا نتیجہ ہے کہ میں نے اس شیر کو قابو کر رکھا ہے پھر آپ نے فرمایا کہ ایک دن میری بیوی نے مجھ سے کہا اگر تم مجھے ہوا میں پرندوں کی مانند اڑ کر دکھاؤ تب میں تمہیں مانوں گی۔ میں نے اسے اڑ کر دکھایا مگر وہ بولی، تم اڑتے ہو مگر تمہاری اڑان پرندوں کی طرح نہ تھی اس لئے تمہاری ولایت کو نہیں مانتی۔ (اخبار الصالحین ص ۸۲)

24-عورتوں کی نسوانیت کا احترام

خالق کائنات نے عورتوں کے اندر بعض ایسی جسمانی اعضاء کی تبدیلیاں پیدا کی

Marfat.com

ہیں جس کا ایک مقصد تو یہ ہے کہ خواتین خود اپنی ان کمزوریوں کو جانتے ہوئے اپنا تحفظ کریں اور تخلیق کے مقصد کو پہچان کر اس دنیا میں اپنے فرائض منصبی کو ادا کرنے کی طرف مکمل توجہ دیں اور اپنی بعض تخلیقی کمزوریوں کا اقرار کر کے صرف اس ذمہ داری کو نبھانے کی کوشش کریں جو وہ اپنی وضع و ہیئت کے پیش نظر زیادہ سے زیادہ ادا کر سکتی ہیں تا کہ کہیں ایسا نہ ہو وہ اپنی تمام توانائیوں کو ایسے کام کرنے میں صرف کر دیں جو اس کائنات میں اس کی تقسیم میں نہیں آئے اور وہ ان میں پڑ کر اپنے اصل فرائض سے دور ہو جائیں جس سے نظام کائنات میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔ اور دوسرا اس کا اصل مقصد نسل انسانیت کا تسلسل کے لئے اہم کردار ہے۔ اس لئے عورت و مرد کے اعضائے جسمانی میں فرق ہے اور ان کا تقاضہ ہے کہ وہ اپنے اپنے کام کریں اور ان میں ایک دوسرے سے تعاون کریں اس لئے عورت مرد نہیں اور مرد عورت نہیں ہے۔

اسلام نے عورتوں کو ان کی نسوانیت کی بعض مجبوریوں کے پیش نظر انہیں دینی حقوق و فرائض کی ادائیگی میں کچھ رعایتیں عطا کی ہیں مثلاً حیض و نفاس کے ایام میں نماز معاف ہے اور روزہ کو ان ایام کے علاوہ رکھنے کی رعایت دی ہے ان ایام میں خاوند کو ان سے خیال رکھنے کا حکم دیا گیا ہے ان کی اس تکلیف کے ایام میں ان کے خوراک و آرام کا خصوصی خیال رکھنے کا حکم دیا گیا ہے گھر باہر ان سے ایسے کام نہ لینے کا حکم ہے جو وہ نہیں کر سکتیں اور مجبور محض ہیں۔ معاشرے میں ہر جگہ ان کی نسوانی حقوق و احترام کو بجا لانے کا حکم دیا گیا ہے یہ سب اسلام کی ان پر ایک بہت بڑی کرم نوازی ہے۔

جب یورپ کی عورتوں نے خود اپنی نسوانیت کا بھرم نہ رکھا تو ان ایام میں بھی انہیں اپنی ملازمت کے سلسلے میں دفتر، کارخانہ، دیگر کام کاج میں ان رعایتوں سے محروم ہو کر دکھ پر دکھ اٹھانا پڑ رہا ہے اسلام نے عورتوں اور مردوں کے بے حجاب میل ملاپ اختلاط سے منع کیا ہے یورپ کی عورت نے اس کو نہ سمجھا تو وہ مردوں کی طبعِ خاطر کے لئے ایک کھلونا بن گئی اس لئے اسلام نے عورتوں کو دن کے وقت لمبے فاصلے غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے سے منع فرمایا اور رات کے وقت انہیں بے ہنگم چلنے پھرنے سے منع کیا ہے

جس میں عورتوں کا ہی فائدہ ملحوظ رکھا گیا ہے مگر جب وہ رفتہ رفتہ اس کا انکار کر رہی ہیں تو دن بدن ان کے لئے گھمبیر مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ اور ان کے جسمانی، روحانی آرام وسکون میں کمی ہوگئی ہے۔

25-عورتوں میں سے طبقاتیت کا خاتمہ

وہ عورت جو اسلام سے قبل غلاموں کی سی زندگی بسر کر رہی تھی۔ جس کی معاشرے میں کوئی عزت و ناموس نہ تھی۔ جو لڑکیوں کی صورت میں زندہ درگور کر دی جاتی تھی جسے شباب و مستی کے لمحات میں گردشِ جام بجالانے پر معمور کیا جاتا تھا۔ جسے گھر میں لڑکوں کے برابر کھانے اور لباس میں کوئی اہمیت نہ دی جاتی تھی۔ جسے بیوی کی صورت میں قتل کر دینے کی صورت میں بھی کوئی قانون حرکت میں نہ آتا تھا۔ جس کی حیثیت خاوند کے گھر میں لونڈی کی سی تھی جو ازدواجی زندگی میں ذاتی ملکیت کے حق سے محروم تھی اور اسے نہ تو اپنے باپ کی وراثت سے حصہ دیا جاتا اور نہ وہ خاوند کے ترکہ سے کوئی حصہ وصول کر پاتی بلکہ اس کے بعد بھی اسے کوئی سہارا ڈھونڈھنا پڑتا تھا۔ خاوند کے مرجانے کی صورت میں بعض ممالک میں خاوند کی مردہ نعش کے ساتھ جل کر راکھ بننا پڑتا تھا۔ لونڈیوں کی صورت میں اس بنت حواء کی وہ المناک تذلیل کی جاتی تھی جسے سن کر ہر ذی شعور کی روح تڑپ جاتی ہے۔ وہ یہ کہ اس سے تن فروشی کا دھندہ کروایا جاتا اور بااثر و اوباش مہمانوں کی طبع خاطر کے لئے شراب کے ساتھ اس کے شباب کو پیش کیا جاتا۔ اس کربناک حالت میں اس کے غموں پر کوئی آہ بھرنے والا نہ تھا اس لئے وہ مسلسل جور وستم سے خود اس مشقِ ستم کی عادی بن چکی تھی۔ آخر کار مشیتِ ایزدی نے اس کے تمام دکھوں کا مداوا اسلام کی رحمت بھری تعلیمات کی صورت میں کیا اسے مذہبی، اخلاقی و معاشرتی و قانونی حمایت عطا کی اس کے بیٹی بہن، بیوی اور ماں کی صورت میں مساوی حقوق متعین کئے۔

عورت پر صد حیرت ہے کہ اسے اسلام نے اونچا رتبہ عطا کر دیا۔ اس کی عزت و عصمت کو اخلاقی و قانونی لحاظ سے مقدس بنا دیا اور اسے انسانی معاشرے میں ایک اہم

Marfat.com

جزو کا مقام عطا کیا تو وہ خود اسلام کے نظام مساوات کو بھول گئی اور امیر گھرانوں میں پیدا ہونے کی بناء پر وہ اپنی ذات کو دوسری مسلمان خواتین سے اعلیٰ سمجھنے لگی اور اپنے جدّ اعلیٰ کی دیگر بیٹیوں کو ذات ونسب کی بناء پر حقیر ورذیل سمجھنے لگی مفاد پرستوں نے اسے اپنے مقصد کے لئے استعمال کیا اور وہ اونچ نیچ کے نظام کا ایک پرزہ بن گئی اور وہ اللہ و رسول کے ان ارشادات کو بھول گئی۔

ا - اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ (حجرات 13) تم میں اللہ کے نزدیک زیادت عزت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پر ہیز گار ہے۔

2 ۔ لِلّٰہِ الۡعِزَّۃُ وَلِرَسُوۡلِہٖ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ عزت واحترام تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کا ہے۔

3- تمام مسلمانوں کی عزت وخون مال و جان یوم حج کی طرح مقدس ہے۔

4- ہر مسلمان کی عزت ومال دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

5- کوئی عورت اپنے ہمسائے کو حقیر نہ سمجھے۔

ان آیات واحادیث کا تقاضا ہے کہ مسلمان عورتیں عالی نسبی کے فریب میں مبتلا ہو کر دوسری مسلمان عورتوں کو رذیل خیال نہ کریں بلکہ وہ اس قسم کے تعصب کو اپنی صفوں سے دور کریں ان محروم عورتوں کی عزت وشرف کو تسلیم کریں اور ذات ونسب کی بناء پر تعریف کو اپنے درمیان رائج نہ کریں اگر خواتین میں طبقاتی اونچ نیچ کا بھوت موجود رہتا ہے۔ تو پھر اعلیٰ مقام کی دعویدار عورتیں بھی یہ سمجھ لیں کہ اسلام صرف ان کے حقوق کی پاسداری کا ضامن نہیں بلکہ یہ تمام حوا کہ بیٹیوں کے مقام کی بحالی کا مژدہ لے کر آیا ہے اگر وہ اس کا انکار کرتی ہے تو ان کا یہ عمل سراسر جہالت پر مبنی ہے اسلام اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے عورتوں کی فلاح و بہبود کی تنظیمیں اپنے اغراض ومقاصد میں عورتوں کے اندر موجود طبقاتیت کے خاتمہ کا لائحہ عمل بھی اپنے منشور میں شامل کریں تاکہ اسلام کے منشاء کے مطابق ان کی کاوش انجامِ بخیر ہو سکے۔

Marfat.com

باب نمبر 2

چند کمزور افراد کے حقوق

اسلام میں معزوروں اور جسمانی و معاشی لحاظ سے کمزور لوگوں سے بہتر سلوک کرنے اور ان کی ہر ممکن مدد کرنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ اسلام سے قبل ایسے لوگوں سے عام طور پر اچھا سلوک نہیں کیا جاتا تھا انہیں معاشرے میں تحقیر کی نگاہ سے دیکھا جاتا۔ ان کا مذاق اڑایا جاتا اور معمولی معمولی واقعات میں ان سے درگزر کی بجائے انہیں اذیت دی جاتی انہیں معاشرے میں مہذب لوگ تصور نہ کیا جاتا اور وہ اپنی کمزوری کی بناء پر دن بدن مزید نیچے ہی گرتے جاتے انہیں کوئی سنبھالا دینے والا نہ ہوتا۔ اس لئے اسلام نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ ایسے کمزور لوگوں کی نہ تو تضحیک کی جائے اور نہ ان پر ظلم کیا جائے بلکہ ان پر سے دکھ درد اور ظلم کو دور کیا جائے اور اپنے مال و دولت کو ان پر خرچ کر کے ان کی حالت کو بہتر بنایا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں ارشاد فرمایا۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ○

(بقرہ 2/215)

آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں فرما دیجئے جو خرچ کرو، اس میں والدین اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کی بہتری مدنظر رکھو اور جو نیکی تم کرو گے بے شک اللہ اسے خوب جانتا ہے۔

Marfat.com

اسلام نے ایسے افراد سے جنت کا وعدہ کیا ہے جو معاشرے کے کمزور لوگوں کی مدد کرتے ہیں اور انہیں دنیا کی زندگی باعزت گزارنے کے لئے دامے، درمے یا سخنے اپنی حمایت سے نوازتے ہیں یہ وعدہ بھی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

قَالَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ يَسَّرَ اللّٰهُ حَتْفَهُ وَاَدْخَلَهُ جَنَّتَهُ رِفْقٌ بِالضَّعِيْفِ وَشَفَقَةٌ عَلَى الْوَالِدَيْنِ وَاِحْسَانٌ اِلَى الْمَمْلُوْكِ

(رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب)

فرمایا: جس کے اندر تین باتیں ہوں اللہ تعالیٰ اس کے لئے موت کو آسان کر دیتا ہے اور آگے جنت میں داخل فرمائے گا۔ کمزور کے ساتھ نرمی، والدین کے ساتھ مہربانی اور غلاموں سے حسن سلوک (ترمذی)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيْرِ فَيُزْجِي الضَّعِيْفَ وَيُرْدِفُ وَيَدْعُوْا لَهُمْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیچھے رہتے، چنانچہ کمزور کو چلاتے اور پیچھے بٹھا لیتے نیز ان کے لئے دعا فرمایا کرتے۔

(ابوداؤد)

1- بیوہ اور یتیم کے حقوق

بیوگان اور یتیم معاشرے کے بے بس و مجبور لوگ ہوتے ہیں جنہیں اکثر معاشی مجبوریوں سے واسطہ پڑتا ہے اس لئے اسلام میں ان کے خصوصی حقوق متعین کئے گئے ہیں اور تمام مسلمانوں کو ان کی بحالی کا حکم دیا گیا ہے اور ان پر رحم، شفقت کو عبادت کا درجہ دیا گیا ہے اور جو لوگ یتیم اور بیوگان کی بحالی کے لئے کوشش کرتے ہیں انہیں مجاہدین اور دن رات عبادت کرنے والے لوگوں کے برابر مقام عطا کیا گیا ہے اور اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بیوگان اور یتیم لوگوں کی عدم توجہ کی بناء پر زندگی کی بنیادی ضروریات سے محروم نہ ہو جائیں اور پھر وہ اس پستی میں نہ گر جائیں جہاں سے انہیں نکالنا مشکل ہو جائے اس لئے قرآن وحدیث میں ان کی ہر ممکن مدد کا حکم ہے

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ السَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْکِیْنِ کَالْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوِالْقَآئِمِ اللَّیْلَ الصَّآئِمِ النَّهَارِ

ترجمہ:۔ "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! بیوہ اور مکسین کی مدد کے لئے بھاگ دوڑ کرنے والا ایسا ہے جیسے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا یا راتوں کو قیام کرنے والا یا دنوں کو روزے رکھنے والا"۔ (بخاری جلد سوم کتاب النفقات حدیث 321)

اَنَا وَکَافِلُ الْیَتِیْمِ فِی الْجَنَّةِ هٰکَذَا وَقَالَ بِاِصْبَعَیْهِ السَّبَابَةَ وَالْوُسْطٰی (بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث:943)

میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح نزدیک ہوں گے اور آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے ذریعے یہ بات بتائی۔

یعنی یتیم کی کفالت ایک نیک عمل ہے جس سے آخرت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب جگہ ملے گی جبکہ وہ لوگ اسلام کے نزدیک بہت برے ہیں جو یتیموں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یتیموں کو اپنے بچوں کی طرح رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اور ان سے ہر موقع پر اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں میں سب سے اچھا گھروہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ نیک سلوک ہوتا ہو۔ اور سب سے بدترین وہ گھر ہے جس میں یتیم کے ساتھ برا سلوک ہوتا ہو۔ (ابن ماجہ جلد دوم ابواب الادب:1473)

حضرت ابوبکر صدیق کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس امت کے اکثر افراد غلام اور یتیم ہیں فرمایا ان کی ایسی ہی عزت کرو جیسے اپنی اولاد کی کرتے ہو جو تم کھاؤ انہیں کھلاؤ۔ (ابن ماجہ جلد دوم ابواب الادب حدیث 1485)

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا یتیم کے کام آنا

عید کا دن تھا۔ مرد عورتیں بچے جوان بڑے چھوٹے سب اپنے اس دینی تہوار کی آمد پر خوش تھے۔ سب نے حسب مقدور عمدہ سے عمدہ کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھے۔ سب ایک دوسرے کے گلے مل رہے تھے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے اللہ کا ایک بندہ اس خوشی کے دن بھی مغموم نظر آ رہا تھا اور بڑا متفکر تھا۔

حضرت سری سقطی (متوفی 257ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ عید کے دن بھی حضرت معروف کرخی (متوفی 201ھ) کھجوریں چن رہے ہیں۔ میں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ سامنے والا یتیم بچہ اس لئے اداس ہے کہ تمام بچے نئے لباس میں ملبوس ہیں اور اس کے پاس کپڑے تک نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ یتیم بچہ بھی عید کی خوشی منائے۔ اس لئے میں کھجوریں چن کر فروخت کرنا چاہتا ہوں تا کہ اس کے لئے کپڑے فراہم کرسکوں۔ حضرت سری سقطی نے عرض کیا یہ کام تو میں بھی انجام دے سکتا ہوں۔ آپ کیوں زحمت فرماتے ہیں۔ چنانچہ میں بچے کو ہمراہ لے آیا اور اس کو نیا لباس پہنا دیا۔

2۔ مساکین کے حقوق

اسلام کی نظر میں وہ لوگ مسکین ہیں جو اپنی پوری کوشش کے باوجود معاشی لحاظ سے اپنی روزمرہ زندگی کی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل نہیں ہوتے اور انہیں زندگی کے کئی مراحل میں روپے پیسے کے نہ ہونے سے مایوسیوں سے سامنا کرنا پڑتا ہے اگر وہ بیمار پڑ جائیں تو علاج معالجہ کروانے کی ہمت نہیں رکھتے۔ روزانہ خورد و نوش کے لئے مناسب وسائل نہیں رکھتے۔ رہائش و معاش میں کئی مسائل سے دوچار ہوتے ہیں بچوں کی مناسب و ضروری تعلیم و تربیت کے وسائل نہیں رکھتے اور اسی طرح اپنی بچیوں کو اپنی غربت کی بناء پر باعزت رخصت کرنے سے معزور ہوتے ہیں ان لوگوں کی صاحب حیثیت مسلمانوں پر مدد ضروری کر دی گئی ہے کیونکہ اسلام نے اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ دولتمندوں کے مالوں میں اللہ تعالیٰ نے غریبوں مسکینوں کا حق ملا دیا ہے اب

Marfat.com

انہیں چاہئے کہ وہ یہ حق زکوٰۃ، صدقات، خیرات یا خصوصی مدد کی صورت میں محرومین تک پہنچائیں اور دنیا و آخرت میں سرخرو ہو جائیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مساکین کی مدد کا اس طرح حکم دیا ہے۔

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (الروم 30/38)

پس رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرو، یہ ان کے لئے بہتر ہے جو اللہ کی رضا کے طالب ہیں یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اور احادیث میں مساکین کی بحالی کا حکم یوں دیا گیا ہے:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! سلام عام کرو مسکینوں اور محتاجوں کو کھانا کھلاؤ، رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو اور رات کو اس وقت نماز پڑھو جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں عذاب سے محفوظ ہوتے ہوئے جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(ترمذی، مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ باب فضل الصدقہ فصل اول)

مساکین میں سے بعض لوگ اتنے مجبور ہوتے ہیں کہ وہ کوشش کے باوجود دو وقت کے کھانے کا انتظام نہیں کر پاتے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مساکین کو کھانا کھلانے کے عمل کو بہترین عمل قرار دیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلاً سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَىُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ مَنْ اَعْرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ

(نسائی ج ۳ ص ۳۷۰)

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے ایک شخص نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کون سا اسلام افضل ہے آپ نے فرمایا (محتاجوں، تن دستوں، غریبوں) کو کھانا کھلانا اور ہر اس شخص کو سلام کرنا جس کو جانتے ہو یا نہ جانتے ہو۔

Marfat.com

حیثیت نہیں دی گئی بلکہ خاوند کی عدم موجودگی میں گھر کے تمام امور کی ذمہ داری عورت پر سونپی گئی ہے اسے خاوند کے مال کی حفاظت اور بچوں کی پرورش کا ذمہ دار بنایا گیا ہے اور گھر میں خاوند کے بعد اس کو حاکم بنایا گیا ہے اور اپنی تمام اولاد کی تربیت اور ان کو بری عادات سے بچانے کا ذمہ دیا گیا ہے۔ یعنی ایک طرف اسے گھر کی حاکمیت سے نوازا تو دوسری طرف اسے اپنے فرائض بخوبی ادا کرنے کا حکم دیا اور اسے قیامت کے روز اپنے امور کے متعلق جوابدہ قرار دیا گیا ہے۔ ذیل کی حدیث سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ ہر شخص اپنے اہل وعیال کا حاکم ہے اور ان کے متعلق ان سے پوچھا جائے گا عورت اپنے خاوند کے گھر کی حاکم ہے یعنی (اولاد پر) اس سے پوچھا جائے گا۔ (بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث 173)

احادیث میں قریشی عورتوں کی دو خوبیوں کو بیان کیا گیا ہے اور فرمایا گیا" کہ قریشی عورتوں سے نکاح کرو کیونکہ وہ خاوند کے مال کی حفاظت کرتی ہیں اور بچوں سے بہت پیار کرتی ہیں یعنی عورتوں میں امانتداری کی خوبی کو سراہا گیا ہے۔ اس لئے چاہئے کہ دیگر خواتین بھی اپنے اندر یہ دو اوصاف پیدا کر کے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ میں پسندیدہ بن جائیں۔

19- بیوی کی صورت میں قدردانی کا حکم

مردوں کو اس بات کا بھی حکم دیا گیا ہے کہ بحیثیت خاوند اپنی بیویوں کے جائز جذبات کی قدردانی کریں اور ان کی محبت کا جواب محبت کے انداز میں دیں اور ان کی شخصیت کے متعلق ایسے الفاظ نہ کہیں جن سے انہیں ذہنی اذیت پہنچے۔ بلکہ وہ بھی ان کا اعزاز واکرام کریں۔ آج یہ بات تحقیق کی بنیاد پر درست ثابت ہو چکی ہے جن بچوں کے والدین کی آپس میں ہم آہنگی ومحبت ہوتی ہے ان کی اولاد کی تربیت پر اس کے

Marfat.com

اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔اس لئے احادیث میں اس بات کا ذکر موجود ہے عورتوں کے دل میں اپنے خاوندوں کی سب سے زیادہ محبت ہوتی ہے اور خاوند کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کی بے قدری نہ کرے اسے دکھ نہ دے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت کے دل میں اپنے خاوند کا احترام سب سے زیادہ ہوتا ہے چاہے وہ بدصورت ہی کیوں نہ ہو۔

کالی چپٹی بدصورت لونڈی اگر دیندار نیک ہوتو وہ بہتر ہے۔

(ابن ماجہ جلد اول ابواب النکاح 1926)

عورت کے دل میں خاوند کی وہ محبت ہوتی ہے جو دوسرے کے لیے نہیں ہوتی۔(ابن ماجہ اول ابواب الجنائز حدیث 1653)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُنْكَحُ الْمَرْأَةِ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَحَسْبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِیْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاكَ ۔

ترجمہ:۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت سے چار چیزوں کے باعث نکاح کیا جاتا ہے۔اس کے مال اس کے حسب ونسب، اس کے حسن و جمال اور اس کے دین کی وجہ سے۔ تیرے ہاتھ گردآلودہ ہوں،تو دیندار کو حاصل کر"۔(بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث 81)

اس حدیث میں ایسی عورتوں سے شادی کرنے کی ترغیب دی گئی ہے جو نیک سیرت ہوں گویا مسلماں عورتوں کے لئے یہ بات بھی اہمیت کی حامل ہے کہ وہ اپنے آپ کو نیک سیرت بنا کر مفید بنائیں تا کہ ان کی قدر و قیمت ان کے خاوندوں کی نظر میں بڑھ جائے۔ کیونکہ وہ اپنی تخلیق پر تو قدرت نہیں رکھتیں مگر محنت کے ساتھ اپنی سیرت کو بہتر بنا سکتی ہیں اس طرح وہ اپنی تعلیم وشائستگی سے اپنے خاوند کو اپنی محبت کا مرکز بنا کر اس کے ساتھ کامیاب زندگی گزار سکتی ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

بھی ایسی عورتوں کے رشتے کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے چاہے ان کی کیسی ہی ذات کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اس حدیث میں عورت کی نیک سیرتی و دینداری کو باقی تمام خوبیوں سے مقدم کر دیا گیا ہے نیز اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس منشائے مساوات کا بھی پرچار ہوتا ہے جس کا آپ نے ہر موقع پر اظہار کیا ہے۔

20- خاوند پر بیوی کے حقوق

اسلام نے عورتوں کے نان نفقہ کی ذمہ داری عام حالات میں مردوں پر ڈال دی ہے تاکہ عورتیں گھروں میں رہتے ہوئے گھریلو کام کاج کے علاوہ بچوں کی پرورش پوری توجہ سے کر سکیں۔ نیز مرد و عورت اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے اپنے اپنے فرائض سر انجام دے سکیں۔ اس لئے قرآن مجید میں عورتوں کی رہائش کے انتظام کا بندوبست مرد پر ڈالا گیا ہے اللہ تعالیٰ کا اس سلسلے میں ارشاد مبارک ہے۔

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ

انہیں اپنی حیثیت کے مطابق رہنے کا مکان دو جہاں تم رہتے ہو۔ (الطلاق:65/6)

ذیل کی حدیث میں عورتوں کے لباس وخوراک کی ذمہ دری بھی مردوں پر ڈالی گئی ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَطْعِمُوْهُنَّ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ وَاكْسُوْهُنَّ مِمَّا تَكْتَسُوْنَ وَلَا تَضْرِبُوْهُنَّ وَلَا تُقَبِّحُوْنَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس میں سے انہیں کھلاؤ جو تم کھاتے ہو۔ اور اس میں انہیں پہناؤ جو تم پہنتے ہو۔ اور انہیں نہ مارو اور برے لفظ نہ کہو۔

(ابو داؤد جلد دوم کتاب النکاح حدیث 377)

اس حدیث میں اس بات سے مردوں کو منع کیا گیا ہے کہ وہ عورتوں کی تذلیل نہ کریں اور انہیں ایسے الفاظ سے عار نہ دلائیں جس سے ان کی عزتِ نفس مجروح ہو اور وہ بے عزت ہو کر رہ جائیں۔

مردوں پر اپنی آل اولاد کے خرچ کا انتظام بھی ضروری قرار دیا گیا ہے۔ جب کہ

قرآن کریم میں آیا ہے۔

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِلَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۔ (بقرہ:233)

اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ ان کی (ماں) کا کھانا اور کپڑا ہے دستور کے مطابق۔

خاوند بیوی کے دائرہ کار کی تقسیم اس طرح کی گئی ہے کہ مرد کے ذمہ بیوی بچوں کے لئے کما کر بھی لانا ہے اس بات کا ذکر قرآن مجید کی آیت کریمہ سے ملتا ہے۔

وسعت والے کو اپنے اہل پر اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرنا چاہئے اور جس کی آمدنی کم ہو اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جتنا عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرے۔ (الطلاق:7)

اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اگر کوئی آمدنی والا ہے تو اس پر اس کی آمدنی کے مطابق ہی اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا لازم ہے اس پر ضروری نہیں ہے کہ وہ اپنی آمدنی سے زائید خرچ کرے اور مزید کنگال ہو جائے اس صورت میں عورتوں کو بھی حالات کے مطابق صبر کرنے کا حکم ہے۔

بیوی کے حقوق کی ادائیگی کا حکم

اسلام سے قبل عورت کے بیوی کی صورت میں کوئی حقوق متعین نہ تھے عورت گھروں میں زرخرید مال کی حیثیت سے رہتی تھی اور نہ گھر کے کسی معاملے میں اس کی رائے کو فوقیت دی جاتی تھی مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کے بیوی کے طور پر حقوق واجب فرمائے۔ ان کی کج رویوں پر صبر کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کے بیوی کے طور پر اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا اور مردوں سے ان کی بیویوں کے متعلق فرمایا

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (بقرہ:187)

وہ تمہارا لباس ہے اور تم ان کا لباس ہو۔

یعنی وہ دنیا کی مشکلات میں اور طرح طرح کے رنج والم میں تمہارے لئے آغوش

Marfat.com

لطف ہیں اور تمہارا ان کے ساتھ تعلق جسم کے لباس کی طرح ہے جس طرح لباس سے تم راحت ، حفاظت اور زینت حاصل کرتے ہو اسی طرح وہ بھی تمہارے لئے تمہارے ایمان کی حفاظت، تمہارے جسم کے لئے راحت اور تمہاری ہستی کے لئے زینت ہیں پس ان سے نرمی سے پیش آؤ۔ اور گھر کا ماحول رفق ونرمی کے ساتھ پرسکون بناؤ۔ جب تم اپنی بیوی کو دیکھو تو تمہاری نگاہ میں اس کی عظمت ومحبت کی تاثیر ہو اور جب تم کوئی جائز بات کرو تو وہ تمہارا بھرم رکھیں اور اپنے رویئے سے تمہیں خوش کر دیں اور اس طرح تم زندگی کی گاڑی کو چلاتے ہوئے اور میرا ذکر کرتے ہوئے میرے پاس آ جاؤ اور یاد رکھو کہ

عَاشِرُوْاهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ (نساء:19)

21-اہل وعیال کی جائز ضروریات پر خرچ

اسلام میں دیگر مذاہب کی طرح عورت کی حیثیت ایک بے جان چیز کی سی نہیں ہے بلکہ اسلام نے عورتوں کو ماں ، بیٹی ، بہن اور اہل خانہ کا رتبہ بخشا ہے اور گھر میں اہلیہ کی صورت میں اس کی فلاح و بہبود کا پوری طرح خیال رکھنے کا حکم صادر فرمایا ہے اس کی جائز ضروریات کو پورا کرنے کے لئے استعمال شدہ مال کو اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے کے برابر قرار دیا ہے۔ اور اس فرد کو گناہگار قرار دیا ہے جو اپنی عورتوں پر خرچ نہیں کرتا یا کسی وجہ سے ان کا خرچ روک لیتا ہے۔ اس بات کا پتہ ہمیں ذیل کی حدیث میں ملتا ہے

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ فَقُلْتُ عَنِ النَّبِیِّ فَقَالَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَۃً عَلٰی اَھْلِہٖ وَھُوَ یَحْتَسِبُھَا کَانَتْ لَہٗ صَدَقَۃً

ترجمہ:۔ "حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان اپنے اہل وعیال پر اللہ کا حکم سمجھ کر خرچ کرتا ہے تو وہ مال اس کے لئے صدقہ ہوتا ہے"۔

(بخاری جلد سوم کتاب النفقات حدیث 319)

Marfat.com

حَتّٰی اللُّقْمَۃَ تَرْفَعُھَا فِیْ فَمِ اِمْرَاَتِکَ

(بخاری کتاب النفقات جلد سوم:322)

حتی کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو وہ بھی صدقہ ہے۔

کَفٰی اِثْمًا اَنْ یَحْبِسَ عَنْ مَنْ یَمْلِکُ قُوْتَہٗ

(مسلم کتاب الزکوٰۃ حدیث 2208)

اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی آدمی کے گناہ کے لئے اتنا ہی کافی ہے جس کے خرچ کا وہ ذمہ دار ہے اس کا خرچ روک لے۔

وَدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَہٗ عَلٰی اَھْلِکَ اَعْظَمُھَا اَجْرًا الَّذِیْ اَنْفَقْتَہٗ عَلٰی اَھْلِکَ

(مسلم کتاب الزکوٰۃ حدیث 2207)

سب سے زیادہ اجر اس دینار پر ملے گا جس کو تم اپنے اہل وعیال پر جائز خرچ میں استعمال کرتے ہو۔

گویا اہل وعیال کی صورت میں عورت پر خرچ کرنے کو افضل نیکی کہا گیا ہے۔ اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام میں عورتوں کی بھلائی کے لئے کس قدر اہتمام روا رکھا گیا ہے۔

22-عورتوں کی کج روی پر صبر کا حکم

چونکہ عورتوں کی فطرت میں نازک مزاجی ہے لہٰذا وہ اپنی اس فطرت کی بناء پر اکثر صبر کے دامن کو چھوڑ دیتی ہے اور کج روی پر اتر سکتی ہے مگر اسلام میں عورتوں کی اس کج روی پر صبر کرنے کا حکم دیا گیا ہے اہل اسلام کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاکیداً فرمایا کہ تم ان کی فطرتی کمزوریوں سے درگزر کرو اور ان سے شفقت ورحم سے پیش آؤ کیونکہ تمہارے اس رویئے سے وہ متاثر ہو کر اپنی بے صبری کو ممکن ہے کہ ترک کر دیں چنانچہ احادیث میں اس کا ذکر اس طرح موجود ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورت (ٹیڑھی) پسلی کی طرح ہے اگر اسے سیدھا کرنا چاہے گا تو توڑ دے گا اور اگر اسی طرح چھوڑ دے گا تو اس کی کجی کے باوجود اس سے فائدہ اٹھائے گا۔ (ترمذی ج ۱ ص ۶۰۹، بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث 170)

Marfat.com

عورت بیوی کی صورت میں مرد کے ایمان کو تحفظ دیتی ہے اور مرد اپنی بیوی سے فطرتی جنسی تسکین حاصل کر کے بدکاری اور دیگر ناجائز کاموں سے بچتا ہے اس لئے اگر بیوی پارسا ہو یعنی وہ بدکار نہ ہو تو اس کی بعض خامیوں سے درگزر کرے اور اس سے اللہ تعالیٰ کے نام سے تعلقِ نکاح کی پاسداری کرتے ہوئے زندگی بسر کرے، کیونکہ اپنی عصمت کی حفاظت کے لئے بیوی بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے۔

قَالَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِيْ جَارَهٗ وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَّاِنَّ اَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا

(بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث: 171)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور عورتوں سے بھلائی والا سلوک کرنے کے متعلق میری وصیت قبول کر لو اور سب سے اوپر والی پسلی سب سے زیادہ ٹیڑھی ہوتی اگر تم اسے سیدھا کرنے چلو گے تو اسے توڑ دو گے (طلاق ہو جائے گی) تب بھی ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی پس عورتوں سے بہتر سلوک کرنے کے متعلق میری وصیت تسلیم کر لو۔

اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس میں اس صنف نازک کی فطرتی جذباتیت پر بھی مرد کو صبر کا حکم دیا ہے اور اس کی بے صبر و کج روی کو محبت کے آلہ سے دور کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ اگر اس پر بے جا پابندیاں عائد کر دی جائینگی اور اس کی ذات پر اعتماد نہ رکھا جائے گا اور مسلسل اسے ذہنی اذیت دی جائے گی تو وہ ایسے حالات میں کسی مرد سے وفا نہ کر سکے گی اس لئے مردوں کو حکم دیا کہ ان کی بعض جبلی خصلتوں کو نظر انداز کر دو۔

23- بیوی کی کڑی باتوں پر صبر کی حکایت

اگر عورت میں بیوی کی صورت میں کچھ کج رویاں پائی جاتی ہوں مگر وہ بدکار، اور خائن نہ ہو تو اسلام نے مرد کو ترغیب دی ہے کہ اس کی بعض کج رویوں پر درگذر کریں اور محبت و نرمی سے سمجھائیں اور اپنی زندگی میں ان سے وفا کریں اس صورت میں بھی انہیں

بے پناہ اجروثواب دیا جائے گا جس کا اندازہ صف اول کے برگزیدہ ولی اللہ حضرات ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے

ایک مرتبہ شیخ الرئیس بوعلی سینا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ اس وقت گھر پر نہ تھے انہوں نے آپ کی بیوی سے آپ کے متعلق پوچھا۔ حضرت ابوالحسن کی بیوی نے کہا کہ تم لوگ کتنے بیوقوف ہو کہ ایک جھوٹے مکار کو ولی سمجھ کر اپنا وقت برباد کر رہے ہو۔ جس شخص کو تم ولی سمجھتے ہو وہ اس وقت میرے لئے جنگل سے لکڑیاں لینے گیا ہوا ہے۔

بوعلی سینا جنگل کی طرف چلے گئے، راستے میں انھوں نے دیکھا کہ حضرت ابوالحسن لکڑیوں کا گٹھا شیر پر لاد کر آرہے ہیں۔ وہ بڑے حیران ہوئے اور ڈر کے مارے ایک درخت کے پیچھے چھپ گئے قریب آ کر حضرت ابوالحسن نے پکارا: بوعلی سینا! آجاؤ اور شیر سے مت ڈرو۔ اب تو بوعلی سینا اور حیران ہوئے اور عرض کی "حضرت میرا نام آپ کو کیسے معلوم ہو گیا" فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو روشن کر دیا ہے اس لئے وہ سب باتیں دل میں ڈال دیتا ہے۔ پھر بوعلی سینا نے آپ کو آپ کے گھر کا قصہ اور آپ کی بیوی کے آپ کے متعلق خیالات بتائے اور عرض کی کہ حضرت آپ اتنے بڑے ولی ہیں اور آپ کی بیوی اتنی گستاخ؟

آپ نے فرمایا بوعلی سینا دیکھو! انسان کو اوقات میں رکھنے کے لئے ان کی بیویوں کو ایسی ہی باتیں کرنی چاہئیں۔ میری بیوی ایک سادہ لوح بکری کی مانند ہے میں اس کی سادہ لوحی کو برداشت کرتا ہوں اور اسی تکمیل اور قوت برداشت کا نتیجہ ہے کہ میں نے اس شیر کو قابو کر رکھا ہے پھر آپ نے فرمایا کہ ایک دن میری بیوی نے مجھ سے کہا اگر تم مجھے ہوا میں پرندوں کی مانند اڑ کر دکھاؤ تب میں تمہیں مانوں گی۔ میں نے اسے اڑ کر دکھایا مگر وہ بولی، تم اڑتے ہو مگر تمہاری اڑان پرندوں کی طرح نہ تھی اس لئے تمہاری ولایت کو نہیں مانتی۔ (اخبار الصالحین ص ۸۲)

24-عورتوں کی نسوانیت کا احترام

خالق کائنات نے عورتوں کے اندر بعض ایسی جسمانی اعضاء کی تبدیلیاں پیدا کی

Marfat.com

ہیں جس کا ایک مقصد تو یہ ہے کہ خواتین خود اپنی ان کمزوریوں کو جانتے ہوئے اپنا تحفظ کریں اور تخلیق کے مقصد کو پہچان کر اس دنیا میں اپنے فرائض منصبی کو ادا کرنے کی طرف مکمل توجہ دیں اور اپنی بعض تخلیقی کمزوریوں کا اقرار کر کے صرف اس ذمہ داری کو نبھانے کی کوشش کریں جو وہ اپنی وضع و ہیت کے پیش نظر زیادہ سے زیادہ ادا کر سکتی ہیں تا کہ کہیں ایسا نہ ہو وہ اپنی تمام توانائیوں کو ایسے کام کرنے میں صرف کر دیں جو اس کائنات میں اس کی تقسیم میں نہیں آئے اور وہ ان میں پڑ کر اپنے اصل فرائض سے دور ہو جائیں جس سے نظام کائنات میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔ اور دوسرا اس کا اصل مقصد نسل انسانیت کا تسلسل کے لئے اہم کردار ہے۔ اس لئے عورت و مرد کے اعضائے جسمانی میں فرق ہے اور ان کا تقاضہ ہے کہ وہ اپنے اپنے کام کریں اور ان میں ایک دوسرے سے تعاون کریں اس لئے عورت مرد نہیں اور مرد عورت نہیں ہے۔

اسلام نے عورتوں کو ان کی نسوانیت کی بعض مجبوریوں کے پیش نظر انہیں دینی حقوق و فرائض کی ادائیگی میں کچھ رعایتیں عطا کی ہیں مثلاً حیض و نفاس کے ایام میں نماز معاف ہے اور روزہ کو ان ایام کے علاوہ رکھنے کی رعایت دی ہے ان ایام میں خاوند کو ان سے خیال رکھنے کا حکم دیا گیا ہے ان کی اس تکلیف کے ایام میں ان کے خوراک و آرام کا خصوصی خیال رکھنے کا حکم دیا گیا ہے گھر باہر ان سے ایسے کام نہ لینے کا حکم ہے جو وہ نہیں کر سکتیں اور مجبور محض ہیں۔ معاشرے میں ہر جگہ ان کی نسوانی حقوق و احترام کو بجالانے کا حکم دیا گیا ہے یہ سب اسلام کی ان پر ایک بہت بڑی کرم نوازی ہے۔

جب یورپ کی عورتوں نے خود اپنی نسوانیت کا بھرم نہ رکھا تو ان ایام میں بھی انہیں اپنی ملازمت کے سلسلے میں دفتر، کارخانہ، دیگر کام کاج میں ان رعایتوں سے محروم ہو کر دکھ پر دکھ اٹھانا پڑ رہا ہے اسلام نے عورتوں اور مردوں کے بے حجاب میل ملاپ اختلاط سے منع کیا ہے یورپ کی عورت نے اس کو نہ سمجھا تو وہ مردوں کی طبع خاطر کے لئے ایک کھلونا بن گئی اس لئے اسلام نے عورتوں کو دن کے وقت لمبے فاصلے غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے سے منع فرمایا اور رات کے وقت انہیں بے ہنگم چلنے پھرنے سے منع کیا ہے

Marfat.com

جس میں عورتوں کا ہی فائدہ ملحوظ رکھا گیا ہے مگر جب وہ رفتہ رفتہ اس کا انکار کر رہی ہیں تو دن بدن ان کے لئے گھمبیر مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ اور ان کے جسمانی، روحانی آرام وسکون میں کمی ہوگئی ہے۔

25-عورتوں میں سے طبقاتیت کا خاتمہ

وہ عورت جو اسلام سے قبل غلاموں کی سی زندگی بسر کر رہی تھی۔ جس کی معاشرے میں کوئی عزت و ناموس نہ تھی۔ جو لڑکیوں کی صورت میں زندہ درگور کردی جاتی تھی جسے شباب ومستی کے لمحات میں گردشِ جام بجالانے پر معمور کیا جاتا تھا۔ جسے گھر میں لڑکوں کے برابر کھانے اور لباس میں کوئی اہمیت نہ دی جاتی تھی۔ جسے بیوی کی صورت میں قتل کر دینے کی صورت میں بھی کوئی قانون حرکت میں نہ آتا تھا۔ جس کی حیثیت خاوند کے گھر میں لونڈی کی سی تھی جو ازدواجی زندگی میں ذاتی ملکیت کے حق سے محروم تھی اور اسے نہ تو اپنے باپ کی وراثت سے حصہ دیا جاتا اور نہ وہ خاوند کے ترکہ سے کوئی حصہ وصول کر پاتی بلکہ اس کے بعد بھی اسے کوئی سہارا ڈھونڈھنا پڑتا تھا۔ خاوند کے مرجانے کی صورت میں بعض ممالک میں خاوند کی مردہ نعش کے ساتھ جل کر راکھ بننا پڑتا تھا۔ لونڈیوں کی صورت میں اس بنت حواء کی وہ المناک تذلیل کی جاتی تھی جسے سن کر ہر ذی شعور کی روح تڑپ جاتی ہے۔ وہ یہ کہ اس سے تن فروشی کا دھندہ کروایا جاتا اور بااثر و اوباش مہمانوں کی طبع خاطر کے لئے شراب کے ساتھ اس کے شباب کو پیش کیا جاتا۔ اس کربناک حالت میں اس کے غموں پر کوئی آہ بھرنے والا نہ تھا اس لئے وہ مسلسل جوروستم سے خود اس مشقِ ستم کی عادی بن چکی تھی۔ آخر کار مشیتِ ایزدی نے اس کے تمام دکھوں کا مداوا اسلام کی رحمت بھری تعلیمات کی صورت میں کیا اسے مذہبی، اخلاقی و معاشرتی و قانونی حمایت عطا کی اس کے بیٹی بہن، بیوی اور ماں کی صورت میں مساوی حقوق متعین کئے۔

عورت پر صد حیرت ہے کہ اسے اسلام نے اونچا رتبہ عطا کر دیا۔ اس کی عزت و عصمت کو اخلاقی و قانونی لحاظ سے مقدس بنادیا اور اسے انسانی معاشرے میں ایک اہم

جزو کا مقام عطا کیا تو وہ خود اسلام کے نظام مساوات کو بھول گئی اور امیر گھرانوں میں پیدا ہونے کی بناء پر وہ اپنی ذات کو دوسری مسلمان خواتین سے اعلیٰ سمجھنے لگی اور اپنے جدّ اعلیٰ کی دیگر بیٹیوں کو ذات ونسب کی بناء پر حقیر ورذیل سمجھنے لگی مفاد پرستوں نے اسے اپنے مقصد کے لئے استعمال کیا اور وہ اونچ نیچ کے نظام کا ایک پرزہ بن گئی اور وہ اللہ و رسول کے ان ارشادات کو بھول گئی۔

ا - اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ (حجرات13) — تم میں اللہ کے نزدیک زیادت عزت والا وہ ہے جوتم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

2 ۔ لِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ — عزت واحترام تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کا ہے۔

3- تمام مسلمانوں کی عزت وخون مال وجان یوم حج کی طرح مقدس ہے۔

4- ہر مسلمان کی عزت ومال دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

5- کوئی عورت اپنے ہمسائے کو حقیر نہ سمجھے۔

ان آیات واحادیث کا تقاضا ہے کہ مسلمان عورتیں عالی نسبی کے فریب میں مبتلا ہوکر دوسری مسلمان عورتوں کو رذیل خیال نہ کریں بلکہ وہ اس قسم کے تعصب کو اپنی صفوں سے دور کریں ان محروم عورتوں کی عزت وشرف کو تسلیم کریں اور ذات ونسب کی بناء پر تعریف کو اپنے درمیان رائج نہ کریں اگر خواتین میں طبقاتی اونچ نیچ کا بھوت موجود رہتا ہے۔ تو پھر اعلیٰ مقام کی دعویدار عورتیں بھی یہ سمجھ لیں کہ اسلام صرف ان کے حقوق کی پاسداری کا ضامن نہیں بلکہ یہ تمام حوا کہ بیٹیوں کے مقام کی بحالی کا مژدہ لے کر آیا ہے اگر وہ اس کا انکار کرتی ہے تو ان کا یہ عمل سراسر جہالت پر مبنی ہے اسلام اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے عورتوں کی فلاح و بہبود کی تنظیمیں اپنے اغراض ومقاصد میں عورتوں کے اندر موجود طبقاتیت کے خاتمہ کا لائحہ عمل بھی اپنے منشور میں شامل کریں تاکہ اسلام کے منشاء کے مطابق ان کی کاوش انجامِ بخیر ہو سکے۔

باب نمبر 2

چند کمزور افراد کے حقوق

اسلام میں معذوروں اور جسمانی و معاشی لحاظ سے کمزور لوگوں سے بہتر سلوک کرنے اور ان کی ہر ممکن مدد کرنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ اسلام سے قبل ایسے لوگوں سے عام طور پر اچھا سلوک نہیں کیا جاتا تھا انہیں معاشرے میں تحقیر کی نگاہ سے دیکھا جاتا۔ ان کا مذاق اڑایا جاتا اور معمولی معمولی واقعات میں ان سے درگذر کی بجائے انہیں اذیت دی جاتی انہیں معاشرے میں مہذب لوگ تصور نہ کیا جاتا اور وہ اپنی کمزوری کی بناء پر دن بدن مزید نیچے ہی گرتے جاتے انہیں کوئی سنبھالا دینے والا نہ ہوتا۔ اس لئے اسلام نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ ایسے کمزور لوگوں کی نہ تو تضحیک کی جائے اور نہ ان پر ظلم کیا جائے بلکہ ان پر سے دکھ درد اور ظلم کو دور کیا جائے اور اپنے مال و دولت کو ان پر خرچ کر کے ان کی حالت کو بہتر بنایا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں ارشاد فرمایا۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ○

(بقرہ 2/215)

آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں فرما دیجئے جو خرچ کرو، اس میں والدین اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کی بہتری مدنظر رکھو اور جو نیکی تم کرو گے بے شک اللہ اسے خوب جانتا ہے۔

Marfat.com

اسلام نے ایسے افراد سے جنت کا وعدہ کیا ہے جو معاشرے کے کمزور لوگوں کی مدد کرتے ہیں اور انہیں دنیا کی زندگی باعزت گزارنے کے لئے دامے، درمے یا سخنے اپنی حمایت سے نوازتے ہیں یہ وعدہ بھی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

قَالَ ثَلاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ يَسَّرَ اللهُ حَتْفَهُ وَاَدْخَلَهُ جَنَّتَهُ رِفْقٌ بِالضَّعِيفِ وَشَفَقَةٌ عَلَى الْوَالِدَيْنِ وَاِحْسَانٌ اِلَى الْمَمْلُوكِ

(رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب)

فرمایا: جس کے اندر تین باتیں ہوں اللہ تعالیٰ اس کے لئے موت کو آسان کر دیتا ہے اور آگے جنت میں داخل فرمائے گا۔ کمزور کے ساتھ نرمی، والدین کے ساتھ مہربانی اور غلاموں سے حسن سلوک (ترمذی)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيْرِ فَيُزْجِي الضَّعِيفَ وَيُرْدِفُ وَيَدْعُوا لَهُمْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیچھے رہتے، چنانچہ کمزور کو چلاتے اور پیچھے بٹھا لیتے نیز ان کے لئے دعا فرمایا کرتے۔

(ابوداؤد)

1- بیوہ اور یتیم کے حقوق

بیوگان اور یتیم معاشرے کے بے بس و مجبور لوگ ہوتے ہیں جنہیں اکثر معاشی مجبوریوں سے واسطہ پڑتا ہے اس لئے اسلام میں ان کے خصوصی حقوق متعین کئے گئے ہیں اور تمام مسلمانوں کو ان کی بحالی کا حکم دیا گیا ہے اور ان پر رحم، شفقت کو عبادت کا درجہ دیا گیا ہے اور جو لوگ یتیم اور بیوگان کی بحالی کے لئے کوشش کرتے ہیں انہیں مجاہدین اور دن رات عبادت کرنے والے لوگوں کے برابر مقام عطا کیا گیا ہے اور اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بیوگان اور یتیم لوگوں کی عدم توجہ کی بناء پر زندگی کی بنیادی ضروریات سے محروم نہ ہو جائیں اور پھر وہ اس پستی میں نہ گر جائیں جہاں سے انہیں نکالنا مشکل ہو جائے اس لئے قرآن وحدیث میں ان کی ہر ممکن مدد کا حکم ہے

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ السَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمَلَۃِ وَالْمِسْکِیْنِ کَالْمُجَاھِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوِالْقَآئِمِ اللَّیْلَ الصَّآئِمِ النَّھَارِ

ترجمہ:۔ "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! بیوہ اور مکسین کی مدد کے لئے بھاگ دوڑ کرنے والا ایسا ہے جیسے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا یا راتوں کو قیام کرنے والا یا دنوں کو روزے رکھنے والا"۔ (بخاری جلد سوم کتاب النفقات حدیث 321)

اَنَا وَکَافِلُ الْیَتِیْمِ فِی الْجَنَّۃِ ھٰکَذَا وَقَالَ بِاِصْبَعَیْہِ السَّبَابَۃَ وَالْوُسْطٰی (بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث:943)

میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح نزدیک ہوں گے اور آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے ذریعے یہ بات بتائی۔

یعنی یتیم کی کفالت ایک نیک عمل ہے جس سے آخرت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب جگہ ملے گی جبکہ وہ لوگ اسلام کے نزدیک بہت برے ہیں جو یتیموں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یتیموں کو اپنے بچوں کی طرح رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اور ان سے ہر موقع پر اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں میں سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ نیک سلوک ہوتا ہو۔ اور سب سے بدترین وہ گھر ہے جس میں یتیم کے ساتھ برا سلوک ہوتا ہو۔ (ابن ماجہ جلد دوم ابواب الادب:1473)

حضرت ابوبکر صدیق کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس امت کے اکثر افراد غلام اور یتیم ہیں فرمایا ان کی ایسی ہی عزت کرو جیسے اپنی اولاد کی کرتے ہو جو تم کھاؤ انہیں کھلاؤ۔ (ابن ماجہ جلد دوم ابواب الادب حدیث 1485)

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا یتیم کے کام آنا

عید کا دن تھا۔ مرد عورتیں بچے جوان بڑے چھوٹے سب اپنے اس دینی تہوار کی آمد پر خوش تھے۔ سب نے حسب مقدور عمدہ سے عمدہ کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھے۔ سب ایک دوسرے کے گلے مل رہے تھے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے اللہ کا ایک بندہ اس خوشی کے دن بھی مغموم نظر آرہا تھا اور بڑا متفکر تھا۔

حضرت سری سقطی (متوفی 257ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ عید کے دن بھی حضرت معروف کرخی (متوفی 201ھ) کھجوریں چن رہے ہیں۔ میں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ سامنے والا یتیم بچہ اس لئے اداس ہے کہ تمام بچے نئے لباس میں ملبوس ہیں اور اس کے پاس کپڑے تک نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ یتیم بچہ بھی عید کی خوشی منائے۔ اس لئے میں کھجوریں چن کر فروخت کرنا چاہتا ہوں تا کہ اس کے لئے کپڑے فراہم کرسکوں۔ حضرت سری سقطی نے عرض کیا یہ کام تو میں بھی انجام دے سکتا ہوں۔ آپ کیوں زحمت فرماتے ہیں۔ چنانچہ میں بچے کو ہمراہ لے آیا اور اس کو نیا لباس پہنا دیا۔

2۔ مساکین کے حقوق

اسلام کی نظر میں وہ لوگ مسکین ہیں جو اپنی پوری کوشش کے باوجود معاشی لحاظ سے اپنی روزمرہ زندگی کی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل نہیں ہوتے اور انہیں زندگی کے کئی مراحل میں روپے پیسے کے نہ ہونے سے مایوسیوں سے سامنا کرنا پڑتا ہے اگر وہ بیمار پڑجائیں تو علاج معالجہ کروانے کی ہمت نہیں رکھتے۔ روزانہ خوردونوش کے لئے مناسب وسائل نہیں رکھتے۔ رہائش و معاش میں کئی مسائل سے دو چار ہوتے ہیں بچوں کی مناسب وضروری تعلیم و تربیت کے وسائل نہیں رکھتے اور اسی طرح اپنی بچیوں کو اپنی غربت کی بناء پر باعزت رخصت کرنے سے معزور ہوتے ہیں ان لوگوں کی صاحب حیثیت مسلمانوں پر مدد ضروری کر دی گئی ہے کیونکہ اسلام نے اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ دولتمندوں کے مالوں میں اللہ تعالیٰ نے غریبوں مسکینوں کا حق ملا دیا ہے اب

انہیں چاہئے کہ وہ یہ حق زکوٰۃ، صدقات، خیرات یا خصوصی مدد کی صورت میں محرومین تک پہنچائیں اور دنیا و آخرت میں سرخرو ہو جائیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مساکین کی مدد کا اس طرح حکم دیا ہے۔

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (الروم 30/38)

پس رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرو، یہ ان کے لئے بہتر ہے جو اللہ کی رضا کے طالب ہیں یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اور احادیث میں مساکین کی بحالی کا حکم یوں دیا گیا ہے:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! سلام عام کرو مسکینوں اور محتاجوں کو کھانا کھلاؤ، رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو اور رات کو اس وقت نماز پڑھو جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں عذاب سے محفوظ ہوتے ہوئے جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(ترمذی، مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ باب فضل الصدقۃ فصل اول)

مساکین میں سے بعض لوگ اتنے مجبور ہوتے ہیں کہ وہ کوشش کے باوجود دو وقت کے کھانے کا انتظام نہیں کر پاتے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مساکین کو کھانا کھلانے کے عمل کو بہترین عمل قرار دیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلاً سَاَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَىُّ الْاِسْلاَمِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتقْرَأُ السَّلاَمَ مَنْ اَعْرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفُ

(نسائی ج ۳ ص ۳۷۰)

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے ایک شخص نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کون سا اسلام افضل ہے آپ نے فرمایا (محتاجوں، تن دستوں، غریبوں) کو کھانا کھلانا اور ہر اس شخص کو سلام کرنا جس کو جانتے ہو یا نہ جانتے ہو۔

Marfat.com

مساکین پر خرچ کرنے کا ثواب

جن افراد کے وسائل ان کی ضروریات سے زیادہ ہوں ان پر خرچ کرنا اجروثواب کا عمل ہے اور رشتہ دار مساکین پر خرچ اور بھی ثواب کا کام ہے۔

عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرِ الضَّبِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَعَلٰى ذِى الْقَرَابَةِ اثْنَتَانِ صَدَقَةٌ وَّصِلَةٌ ۔

ترجمہ: حضرت سلمان بن عامر الضبی فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسکین پر صدقہ کرنا صدقہ ہے اور رشتہ دار پر صدقہ بھی ہے اور صلہ بھی۔ (ابن ماجہ جلد اول کتاب الزکوٰۃ ۱۹۱۱)

عَنْ عَمِّهَا سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى تَمْرٍ فَاِنَّهٗ بَرَكَةٌ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ تَمْرًا فَالْمَآءُ فَاِنَّهٗ طَهُوْرٌ وَقَالَ الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَهِىَ عَلٰى ذِى الرَّحِيْمِ اِثْنَتَانِ صَدَقَةٌ فَصِلَةٌ ۔

ترجمہ: حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی (روزہ) افطار کرے تو کھجور سے کرے کیونکہ اس میں برکت ہے اگر کھجور نہ پائے تو پانی سے افطار کرے کیونکہ یہ پاک ہے نیز فرمایا مسکین کو صدقہ دینا صرف صدقہ ہے لیکن رشتہ دار پر صدقہ دو چیزیں ہیں صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔

(ترمذی جلد اول کتاب الزکوٰۃ حدیث ۶۳۶)

3- معذوروں کی مدد

جسمانی لحاظ سے معذور افراد اس قابل نہیں ہوتے کہ وہ اپنی ضروریات کو پورا کرسکیں اس لئے اسلام نے ان کے کچھ حقوق متعین کئے ہیں۔ اور تندرست افراد کو

Marfat.com

حکم دیا ہے کہ وہ ان کی ہر ممکن مدد کریں تاکہ انہیں اپنی محرومیوں اور مایوسیوں میں کوئی سہارا مل سکے۔ ذیل کی ایک جامع حدیث میں اس بات کا یوں حکم دیا گیا ہے۔

وعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَبَسُّمُكَ فِیْ وَجْہِ اَخِیْكَ صَدَقَةٌ وَّاَمْرُكَ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَّنَهْیُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَّاِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِیْ اَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ وَّنَصْرُكَ الرَّجُلَ الرَّدِیْءُ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ وَّاِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِیْقِ لَكَ صَدَقَةٌ وَّ فِرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِیْ دَلْوِ اَخِیْكَ لَكَ صَدَقَةٌ

(ترمذی، مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ باب فضلِ صدقہ فصل دوم)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا مسکراتے چہرے سے اپنے بھائی سے ملنا صدقہ اور تیرا نیک کام کا حکم دینا صدقہ ہے۔ اور برے کام سے روکنا صدقہ ہے۔ اور تیرا کسی بھولے ہوئے کو راستہ دکھانا صدقہ ہے اور نابینا انسان کی مدد کرنا صدقہ ہے اور تیرا راستہ سے پتھر، کانٹے اور ہڈی وغیرہ) دور کرنا صدقہ ہے۔ اور تیرا اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں ڈالنا بھی صدقہ ہے۔

ایسے لوگ جو آنکھ، کان، زبان اور ہاتھ پاؤں سے معزور ہوں وہ اپنے اہل خانہ رشتہ داروں اہل محلّہ اور حکومت کے لئے آزمائش ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صرف وہی لوگ ان کے سلسلے میں عہدہ براہوں گے جو ان سے اچھا سلوک کریں؛ ان کی رہائش، لباس اور خوراک کا رضائے الٰہی کے لئے خیال رکھیں، ان کو زیادہ سے زیادہ سہولیات بہم پہنچائیں۔ مخیرّ حضرات ان کے لئے سائیکل یا کوئی ہاتھ سے چلانے والی ریڑھی وغیرہ کا بندوبست کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخرو ہو سکتے ہیں اگر ایسے لوگوں سے صلہ رحمی نہ کیا جائے تو ان کے لواحقین اور متعلقہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جوابدہ ہوں گے۔

Marfat.com

4- مریض کی دیکھ بھال

انسان حالتِ مرض میں بڑا مجبور اور قابلِ رحم ہوتا ہے اور وہ اپنے رشتہ داروں، دوستوں محلے داروں اور حکومت کی طرف سے بہت ہی توجہ کا محتاج ہوتا ہے جب مریض کی عیادت کی جاتی ہے تو وہ اپنے ہمدرد افراد کو دیکھ کر بیماری میں صبر کرنے کی ہمت پاتا ہے اسے دلی سکون محسوس ہوتا ہے لیکن اگر مریض کو بالکل بیماری کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے تو اس پر دوگنا حزن و ملال چھا جاتا ہے اور وہ بیماری میں مزید اندرونی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر ہمت ہار جاتا ہے اس لئے احادیث میں اس کی ہر ممکن مدد کا حکم ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مریض کی عیادت کر کے یا کسی دینی بھائی سے ملاقات کرے تو ایک منادی پکارتا ہے کہ تو پاک ہو تیرا چلنا بھی پاکیزہ ہو اور تو نے جنت میں اپنی جگہ بنالی۔

(ترمذی ابواب البر والصلۃ حدیث:2075)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم فرمایا بیمار کی عیادت کرنا، جنازے کے ساتھ جانا، چھینکنے والے کو جواب دینا، کمزور کی مدد کرنا، مظلوم کی مدد کرنا، سلام پھیرنا، قسم کا پورا کرنا۔

(بخاری جلد سوم کتاب الاستذان:1165)

اسلام میں مسلمانوں کے ایک دوسرے پر مذکورہ بالا حقوق عائد کرنے کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس طرح ایک دوسرے کی ہر ممکن اخلاقی و مادی مدد کرنے کیلئے تیار ہو جائیں۔ اس لئے جب وہ کسی مریض کی عیادت کے لئے جائیں گے تو اس کی حالت کو دیکھ کر اس کی دوائی وغیرہ لانے میں مدد کریں گے اور جس چیز کی ضرورت اسے لاچار کر رہی ہو گی وہ اس ضرورت کو پورا کرنے کا بندوبست کریں گے جبکہ اگر اس قسم کے مریضوں، مسکینوں، بھوکوں مسافروں کی مدد نہ کی جائے گی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز متعلقہ لوگوں سے اس طرح باز پرس فرمائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ عزوجل فرمائے گا: اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہیں کی! وہ شخص کہے گا: اے میرے رب! میں تیری کیسے عیادت کرتا حالانکہ تو رب العالمین ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا، اے ابن آدم، میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا! وہ شخص کہے گا: اے میرے رب! میں تجھے کھانا کیسے کھلاتا حالانکہ تو رب العالمین ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا اگر تو اس کو کھانا کھلا دیتا تو تو اس کو میرے پاس پاتا، اے ابن آدم میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا وہ شخص کہے گا اے میرے رب! میں تجھ کو کیسے پانی پلاتا حالانکہ تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا اگر تو اس کو پانی پلا دیتا تو تو اس کو میرے پاس پاتا۔ (مسلم کتاب البر وصلہ باب فضل عیادۃ المریض حدیث 6433)

ایک غریب الوطن کی خدمت کی حکایت

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ سفر میں رہتے تھے۔ وہ کسی شہر میں چالیس دین نہیں ٹھہرتے تھے، جہاں بھی وہ جاتے چالیس دن سے کم ٹھہرتے۔ پھر وہاں سے دوسری جگہ روانہ ہو جاتے۔ ان کا عمر بھر یہی معمول رہا۔ ایک دفعہ ایک نوجوان نے ان کے ساتھ رہنے کی التماس کی، ابراہیم خواص نے کہا تم میرا ساتھ نہیں دے سکتے۔ میں کبھی اس شہر میں ہوں، کبھی اس شہر میں۔ کبھی تو سامان ہوتا ہے اور کبھی سرے سے کوئی سامان ہوتا ہی نہیں، تم میرے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ وہ نوجوان ان کی یہ بات سن کر بھی باز نہ آیا۔ اس نے کہا، میں تو آپ کا ضرور ساتھ دوں گا۔ جب اس نے بہت اصرار کیا تو ابراہیم خواص مان گئے۔ الغرض ابراہیم خواص اپنے مقرر شدہ دستور کے مطابق شہر شہر گھومنے لگے وہ جہاں بھی جاتے۔ چالیس دن سے کم ٹھہرتے۔ گھومتے گھومتے وہ ایک جگہ پہنچے جہاں تین مہینے ٹھہرے۔ بعد ازاں ایک دن اس نوجوان کا نان اور مچھلی کھانے کو جی چاہا، چنانچہ ابراہیم خواص سے اس کا ذکر کیا، ان کے پاس ایک گدھا تھا۔ جس پر

Marfat.com

وہ کبھی کبھی سفر کے دوران میں سوار ہو جایا کرتا تھا۔ اس گدھے کے علاوہ ان کے پاس کوئی اور سامان نہ تھا کہ جسے بیچنے سے انہیں کچھ پیسے مل جاتے۔ بہر حال انہوں نے وہ گدھا بیچ دیا اور اس نوجوان کی خواہش پوری کر دی۔ جب کچھ عرصہ گزرا اور وہ نوجوان قدرے صحت یاب ہو گیا تو خواجہ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ نے عزم سفر کیا۔ نوجوان نے ان سے کہا کہ آپ اپنا گدھا مجھے دے دیں تا کہ میں اس پر سوار ہو کر آپ کے ساتھ چل سکوں۔ اس وقت ابراہیم کو ضرورت پڑی کہ اس نوجوان کو صورت حال سے آگاہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے اسے بتایا کہ میں نے وہ گدھا بیچ دیا اور اس کی قیمت سے تمہارے نان اور مچھلی کا انتظام کیا۔ الغرض اس جگہ سے وہ دونوں ایک سمت کو روانہ ہو گئے اور تین دن تک خواجہ ابراہیم اس نوجوان کو اپنی پشت پر اٹھائے چلتے رہے۔

(فوائد الفواد، ص340)

کوسوں دور مریض کے حقوق کی ادائیگی کی حکایت

بعض اہل علم سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں بغداد میں ایک تاجر رہتا تھا۔ میں اس کو ہمیشہ صوفیا کی برائی کرتے سنتا، اس کے بعد میں نے اسے دیکھا کہ ہر وقت ان کی صحبت میں رہتا تھا اور اپنا سارا مال ان پر خرچ کر دیا۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ تو تو ان سے باز رہتا تھا، کہنے لگا کہ میں نے ایک دن جمعہ کی نماز پڑھی، میں نے حضرت بشر کو دیکھا کہ سرعت کے ساتھ جامع مسجد سے نکل کر جا رہے تھے۔ میں نے اپنے جی مین کہا کہ دیکھوں اس شخص کو جو بڑا صوفی مشہور ہے اور ایک لحظ مسجد میں نہیں ٹھہرتا ہے۔ یہ کہاں جاتا ہے۔ اس نے بازار میں نانبائی کے یہاں سے نرم نرم روٹیاں خریدیں، میں اپنے دل میں کہنے لگا کہ صوفی ہیں، نرم نرم روٹیاں خریدتے ہیں۔ پھر کبابی کے یہاں سے ایک درہم کے کباب خریدے، میرا غصہ اور زیادہ ہوا۔ وہاں سے حلوائی کے یہاں آکر فالودہ خریدا ایک درہم کا۔ میں اپنے دل میں کہتا تھا جب یہ کھانے بیٹھے گا تو اس پر عیش تلخ کر دوں گا اور اس نے جنگل کا راستہ لیا۔ مجھے یہ خیال آیا کہ اسے سبزہ زار کی تلاش ہے۔ وہاں بیٹھ کر کھائے گا۔ چنانچہ میں بھی اس کے پیچھے

Marfat.com

پیچھے ہو لیا۔ وہ عصر تک چلتا رہا۔ عصر کے وقت ایک گاؤں میں پہنچا اور ایک مسجد میں داخل ہوا اور وہاں ایک مریض تھا۔ اس کے سرہانے بیٹھ کر اسے کھلانے لگا۔ میں گاؤں دیکھنے کے ارادے سے نکلا اور تھوڑی دیر کے بعد واپس لوٹا تو انہیں نہ پایا۔ میں نے اس مریض سے پوچھا کہ بشر کہاں گئے؟ اس نے کہا کہ وہ بغداد کو لوٹ گئے۔ میں نے دریافت کیا کہ بغداد کا یہاں سے کس قدر فاصلہ ہے، اس نے کہا چالیس فرسخ یعنی پانچ منزل ہے۔ میں نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ میں نے اپنے اوپر یہ کیا مصیبت ڈالی۔ نہ میرے پاس اتنے دام ہیں جو کوئی سواری کرایہ پر کروں نہ اتنی طاقت ہے کہ اتنی دور چل سکوں۔ اس مریض نے کہا' ان کے پھر آنے تک یہاں قیام کرو چنانچہ دوسرے جمعہ تک وہاں رہا اور بشر اسی وقت پر پہنچے اور ان کے ساتھ وہی مریض کی خوراک تھی۔ جب کھلا چکے تو اس مریض نے کہا، اے ابونصر، یہ شخص تمہارے ساتھ جمعہ گذشتہ میں آیا تھا اور ایک ہفتہ تک یہاں پڑا رہا اسے پہنچا دو، سوداگر کہتا ہے کہ انہوں نے غصہ سے مجھے گھورا اور کہا' کیوں میرے ساتھ آیا تھا۔ میں نے کہا خطا ہوئی، کہا اٹھ چل میں ان کے پیچھے مغرب تک چلا۔ جب شہر کے قریب پہنچے تو پوچھا تمہارا محلّہ کونسا ہے' میں نے کہا فلاں محلّہ ہے۔ کہا اچھا جاؤ پھر دوبارہ ایسا مت کیجیو۔ جب سے میں نے توبہ کی اور ان کی صحبت اختیار کی اور میں اسی توبہ پر قائم ہوں۔

(نزہتہ البساتین اردو ترجمہ روضۃ الریاحین، ص245)

5- مزدور کے حقوق

مزدور کی حالت ہر دور میں قابلِ رحم رہی ہے اگر دیکھا جائے تو اس دنیا کے نظام کے چلانے میں جن افراد کی قوتِ بازو شامل ہوتی ہے وہ طبقہ مزدور ہے یہ وہ طبقہ ہے جس نے زمین کے سینے کو ہموار کر کے اسے قابل کاشت بنایا، اس نے دریاؤں کے طوفانی پانیوں کو بندوں میں مقید کر کے خشک زمینوں تک پہنچایا، جس نے صنعتی دور میں مشینوں کا پرزہ بن کر تمام لوگوں کو ضروریات زندگی مہیا کیں، جو نڈر ہو کر بلند و بالا عمارتوں کو اپنے خون پسینے کو بہا کر معرض وجود میں لاتا ہے اور اپنی مزدوری سے پہلے بے

Marfat.com

پناہ قوت کو صرف کرتا ہے سخت گرمی میں اپنے جسم کا پسینہ بہا بہا کر اپنا کام مکمل کرتا ہے سخت سردی میں مشکل کام کرنے سے اپنے جسم کو گرم کرتا ہے اس لئے اسلام نے اس کی مزدوری کو اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ حدیث میں ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ثَلَاثَۃٌ اَنَا خَصمُھُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ رَجُلٌ اَعْطٰی بِیْ ثُمَّ غَدَرَ وَ رَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَکَلَ ثَمَنَہٗ وَرَجُلٌ اسْتَاْجَرَ اَجِیْرًا فَاسْتَوْفٰی مِنْہُ وَلَمْ یُعْطِہٖ اَجْرَہٗ

(بخاری جلد اول کتاب الاجارہ حدیث:2114)

کہ اللہ فرماتا ہے کہ میں قیامت کے روز تین افراد کا دشمن ہوں گا، ایک وہ شخص جس نے میرے نام سے عہد کیا پھر اسے توڑ دیا، دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد فرد کو فروخت کر دیا اور اس کی قیمت کھا گیا تیسرا وہ شخص ہے جس نے کسی مزدور کو کام پر لگایا اور پھر اس کی مزدوری کھا گیا۔

یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس آدمی کا دشمن ہوگا جس نے مزدور کی مزدوری کو جبراً ہڑپ کر لیا اور مزدور کو مایوس و نامراد کیا اسے غمگین کیا ایسا فعل اللہ تعالیٰ کے نزدیک ظلم ہے اس لئے مسلمانوں کو اس ظلم سے منع کیا گیا ہے۔

اسلام کی رو سے کوئی آدمی بھی اپنے اثر و رسوخ اور طاقت و اقتدار کی بناء پر جبراً بغیر معاوضہ کے دوسرے افراد سے کام لینے کا مجاز نہیں، ایسے افراد جو غریب لوگوں سے مفت بیگار لیتے ہیں یا ان سے کام لیکر ان کی اجرت اپنی طاقت و ظلم کی بناء ادا نہیں کر تے، ایسے ہی لوگوں کا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں دشمن ہوگا۔

اچھی بات کہہ کر کسی کو آرام پہنچانا

اگر کوئی فرد کسی مجبور کی مدد نہ کر سکے تو ان کی بہترین اور امید افزا باتوں کے ذریعے دلجوئی کرے تا کہ اسے اپنے غم کے لمحات میں سکون مل سکے اس پر ثواب بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں باقاعدہ صدقہ و خیرات کے مترادف ہوگا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ

Marfat.com

سُلَامٰى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَّيُعِيْنُ الرَّجُلَ عَلٰى دَآبَّتِهٖ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا اَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ وَّالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَّكُلُّ خَطْوَةٍ يَّخْطُوْهَا اِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ وَّيُمِيْطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے ہر عضو پر جب دن کا سورج طلوع کرتا ہے صدقہ لازم ہوتا ہے۔ اگر وہ دو انسانوں کے درمیان انصاف کرتا ہے تو وہ صدقہ ہوتا ہے۔ اگر کسی کو سواری پر چڑھنے میں مدد دیتا ہے یا اس کا سامان اٹھا کر دیتا ہے۔ یہ بھی صدقہ ہے اور اگر کسی سے کلمہ خیر کہتا ہے یہ بھی صدقہ ہے اور نماز کیلئے ہر قدم صدقہ ہے اسی طرح راستہ سے کسی تکلیف وہ چیز کو ہٹا دینا صدقہ ہے۔

مسلم جلد اول کتاب الزکوۃ باب صدقہ ۲۲۳۱)

7-صوفیاء کرام کے ہاں کمزوروں کے حقوق کی پاسداری

کمزور افراد کی اللہ تعالیٰ کے لئے مدد کرنے میں ایک انوکھا مزہ ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے حاجتمند بندوں کی خدمت کرنے والوں کو عجیب قسم کے روحانی وایمانی کیف سے فرحت بخشتا ہے اس لئے اولیاء اللہ نے ہر دور میں صحت و مال کے لحاظ سے کمزور افراد کی دل کھول کر مدد کی اور دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے بے پناہ انعامات کو حاصل کیا۔ اگر دنیا میں ان افراد کو وقعت کی نظر سے دیکھا گیا تو وہ صرف صوفیاء کے ہاں دیکھا گیا ہے صوفیاء کرام کے کمزوروں کی خدمت کے واقعات کو پڑھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے آیئے اس واقعہ کو پڑھ کر ایمان تازہ کیجئے۔

حضرت شیخ الاسلام الحاج خواجہ قمر الدین سیالوی نے فرمایا، حضرت کریم بخش

Marfat.com

تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت خواجہ حافظ صاحب کے پاس ان کا ایک خاص غلام ایک کتاب لایا، جس میں تمام شہر کے یتیم، مسکین، بیواؤں، غربا اور بے نوا لوگوں کے نام درج تھے۔ اور ہر ایک نام کے ساتھ ان کا وظیفہ ماہانا سالانہ تحریر شدہ تھا۔ مثلاً فلاح کے بیس روپے فلاں کے تیس روپے اور سو وغیرہ وغیرہ کسی کے نام گندم کی مقدار اور کسی کے نام آٹا وغیرہ ساتھ ہی کتاب پیش کرنے والے نے عرض کیا کہ دوسرے وظیفوں اور عبادات کے علاہ حضرت کریم اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ کا ایک یہ بھی وظیفہ تھا جو اپنے جانشین کے لئے فرما گئے ہیں اور لطف یہ ہے کہ اس کتاب کا علم اس غلام خاص کے سوا کسی اور کو نہ تھا۔ قائم مقام خلف الرشید حضرات تک بے خبر تھے۔ عمر بھر اس قسم کی سخاوت اختیار فرمائی جو فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تھی۔ حدیث پاک میں ہے کہ داہنے ہاتھ سے اس طرح فی سبیل اللہ دو کہ بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو۔ چنانچہ جب سردی کا موسم آتا تو آپ بہت سے نئے لحاف بنوا کر غرباء لوگوں کے گھروں میں راتوں رات جا کر صحن میں ڈال دیا کرتے۔

بندہ عشق شدی تک نسب کن جامی
کندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

(انوارِ قمریہ، ص 237)

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا غرباء پر خرچ

آپ درویشوں میں سے مال کے لحاظ سے بھی بہت مالدار تھے اس لئے ہمیشہ دل کھول کر غرباء، مساکین اور بیوگان پر خرچ کرتے تھے اور خرچ کرنے کے دوران ختم ہونے کا خیال دل میں ہرگز نہ لاتے تھے۔ اس لئے آپ ملتان میں بڑے سخی اور جواد اللہ کے دوست مشہور تھے اور قحط وخشک سالی میں حاکم ملتان کی مدد کیا کرتے تھے۔ آپ کی مالی خدمت کا ذیل میں ایک واقعہ دیا گیا ہے۔

نقل ہے کہ شیخ بہاؤ الدین زکریا ایک روز اپنی خانقاہ میں بیٹھے تھے۔ خادم کو حکم دیا کہ جاؤ اور وہ صندوق لے آؤ جس میں پانچ ہزار سرخ دینار ہیں خادم خزانے کی طرف

Marfat.com

گیا' خزانے کا سامان ادھر ادھر کیا، اس صندوق کا کوئی نشان نہیں دیکھا۔ جب وہ صندوق نہیں ملا تو حضرت شیخ کی خدمت میں آیا اور حال بیان کیا کہ وہ صندوق تو موجود نہیں ہے۔ حضرت شیخ نے کچھ دیر تامل کیا' آنکھیں کھولیں اور فرمایا' الحمد اللہ۔ کہتے ہیں کہ کچھ دنوں کے بعد خادم نے حضرت شیخ الاسلام کو اطلاع دی کہ فلاں صندوق جو اس روز نہیں ملا تھا اب کچھ سامان کے نیچے مل گیا ہے۔ حضرت شیخ نے کچھ دیر غور فرمایا اور زبان مبارک سے الحمد اللہ فرمایا، خادم مذکور کو صندوق لینے کے لیے بھیجا اور حاضرین مجلس سے لطیف انداز میں فرمایا کہ دونوں حالتوں میں الحمد اللہ کہنا اس وجہ سے تھا کہ اہل اللہ کے سامنے دنیا کا وجود و عدم برابر ہے۔ اس کے جانے کا کوئی غم نہیں اور نہ اس کے آنے کی کوئی خوشی۔ اس کے بعد وہ پانچ ہزور دینار مستحقین میں تقسیم فرما دیئے اور اس پر اپنی توجہ نہیں کی۔ (سیر العارفین "مترجم" ص159)

باب نمبر 3

اسلام میں ملازموں کے حقوق

ہر قسم کے ملازم کئی معاملات میں کمزور سمجھے گئے ہیں بعض افراد اپنی مجبوریوں کے باعث صاحب حیثیت افراد کے گھریلو ملازم کے طور پر کام پر مامور اور کچھ لوگ بڑے بڑے زمیداروں، مالداروں کے ہاں ملازم ہیں اسلام نے ذاتی گھریلو اور کاروباری ملازموں کے ساتھ نرمی اور شفقت کرنے کا حکم دیا ہے انہیں معمولی معمولی باتوں میں گالیاں دے کر یا مار پیٹ کر اذیت دینے سے منع کر دیا ہے کیونکہ ایسے لوگ اکثر ایسے بے بس ہوتے ہیں کہ اپنے اوپر کئے جانے والے ظلم وستم اور استحصال کے خلاف آواز اٹھانے کی ہمت نہیں رکھتے، اس لئے اسلام نے ان کے حقوق کی پاسداری کی ہے۔ ان سے ان کی ہمت اور طے شدہ معاوضہ سے زیادہ کام لینے سے منع کر دیا ہے اور نہ ہی ہلاکت میں ڈالنے والے خطرناک اور بھاری کام کروانے کی اجازت دی ہے۔ بلکہ اسلام نے ملازموں کو بھائیوں کی طرح رکھنے کی ترغیب دی ہے اور ان کی اشد و بڑی ضروریات میں ان کی دادرسی کرنے کا حکم دیا ہے اور مشکل وقت میں زائید معاوضہ دینے کی ترغیب دی ہے اور اللہ کے نام پر ان کی مالی خدمت کا حکم دیا ہے۔

ملازم رکھنے والوں کو ملازموں کے معاملے میں خوف خدا مدنظر رکھنا چاہئے اور ڈرتے رہنا چاہئے کیونکہ ملازموں جیسے حالات ان پر وارد کئے جاسکتے ہیں۔

1- اولاد کی طرح عزت کرنے کا حکم

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلاموں کو اولاد کی طرح عزیز رکھتے ہیں مثال

Marfat.com

کے طور پر آپ نے اپنے غلام حضرت زید بن حارثہ سے اس قدر شفقت فرمائی کہ اسے اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا۔ جب حضرت زید کے والدکئی سال کی جدائی کے بعد روتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اپنے بیٹے کی باز یافت کا سوال کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر زید اپنی مرضی سے تمہارے ساتھ جانا چاہے تو ہماری طرف سے اجازت ہے۔ لیکن حضرت زید نے شفقت پدری پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامانِ لطف وکرم کو ترجیح دی۔ اس کے علاوہ بھی کئی واقعات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی کسی غلام پر ظلم ہوتے ہوئے دیکھتے تو آپ کا دل مبارک تڑپ جاتا۔ اور آپ اس کی ہر ممکن دادرسی فرماتے۔ اور ان کے مالکوں کو ان کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرنے کی تاکید فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غلام کے ساتھ نشت و برخاست کرنے میں عار محسوس نہ کرتے۔ ان کی دعوت کو قبول فرماتے۔ اگر بھرے بازار میں ایک لونڈی آپ سے دادرسی کی فریاد کرتی تو آپ اس کی مدد فرماتے اور اس کے ساتھ چل کر اس کے کام آتے۔ الغرض حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غلاموں کی حالتِ زار پر بہت غم وملال ہوتا تھا۔ اس لئے آپ نے ان کے لئے بہتر اخلاقی تعلیمات کو اہل اسلام کے لئے رائج العمل کیا۔ آپ کے دل میں غلاموں کی فلاح و بہبود کیلئے کتنا درد تھا اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہوسکتا ہے کہ جب آپ کا اس دنیا سے آخرت کی طرف سفر جاری تھا تو آپ نے آخری وصیت بھی غلاموں سے بہتر سلوک کرنے کے بارے میں ارشاد فرمائی چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الصَّلٰوةَ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

(بیہقی، مشکوۃ کتاب العتق)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت کے وقت فرماتے تھے نماز کو لازم پکڑو اور غلاموں کے حق پورے کرو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ

Marfat.com

وسلم نے فرمایا: بداخلاق شخص جنت میں داخل نہ ہوگا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے ہمیں یہ نہیں بتا دیا تھا۔ کہ اس امت کے اکثر افراد غلام اور یتیم ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کی ایسی ہی عزت کرو جیسے اپنی اولاد کی کرتے ہو اور جو تم کھاؤ انہیں کھلاؤ۔ پھر صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہمیں ایسی عبادت بتایئے جو ہمارے لیے نفع بخش ہو۔ آپ نے فرمایا اگر کوئی گھوڑا تم جہاد کیلئے باندھ کر رکھو پھر اس پر جہاد کرو یہ تمہارے لئے کافی ہے۔ تمہارا غلام بھی تمہارے لئے کافی ہے اور اگر نمازی ہو تو وہ تمہارا بھائی ہے۔

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الادب حدیث 1485)

2- ملازموں پر خرچ کرنا ثواب ہے

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملازموں پر ان کی تنخواہ وغیرہ کی صورت میں اجرت کے علاوہ خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے ان کی بیماری، اہم ضروریات، بچیوں کی شادی یا کسی مصیبت میں اللہ کے لئے مال خرچ کرنے پر ابھارا ہے ان پر خرچ کیا ہوا مال اللہ تعالیٰ کے ذمہ قرضِ حسنہ ہوگا جو خرچ کرنے والے کو کئی گنا اضافے کے ساتھ لٹا دیا جائے گا اس لئے ذیل میں حدیث میں ان پر خرچ کی ترغیب دی گئی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِنْدِیْ دِیْنَارٌ قَالَ اَنْفِقْهُ عَلٰی نَفْسِكَ قَالَ عِنْدِیْ اٰخَرُ قَالَ اَنْفِقْهُ عَلٰی وَلَدِكَ قَالَ عِنْدِیْ اٰخَرُ قَالَ اَنْفِقْهُ عَلٰی اَهْلِكَ قَالَ عِنْدِیْ اٰخَرُ قَالَ اَنْفِقْهُ عَلٰی خَادِمِكَ قَالَ عِنْدِیْ اٰخَرُ قَالَ اَنْتَ اَعْلَمُ ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ میرے پاس ایک دینار ہے (میں اس کا کیا کروں) نبی علیہ السلام نے فرمایا اپنے اوپر خرچ کرو تو اس نے کہا کہ ایک دینار اور بھی ہے تو آپ نے

Marfat.com

فرمایا اپنی اولاد پر خرچ کرو۔ سائل نے کہا کہ دو دینار کے علاوہ بھی ہے تو آپ نے فرمایا رشتہ داروں پر خرچ کرو تو وہ کہنے لگا کہ تین سے ایک اور زیادہ بھی ہے تو آپ نے فرمایا اس کو اپنے خادم پر خرچ کرو۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ ایک اور بھی ہے تب سرکار نے فرمایا اب تمہیں اختیار ہے اور تم بہتر جان سکتے ہو۔ (ابوداؤد' نسائی)

3- ملازموں اور غلاموں سے حسن سلوک

اسلام نے غلاموں سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور ان سے حسن سلوک کو عبادت و نیکی قرار دیا ہے ان سے برے سلوک کی حوصلہ شکنی کی ہے اور اسے گھر میں بے برکتی کا باعث کہا ہے۔

عَنْ رَّافِعِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بْنِ مَکِیْثٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ حُسْنُ الْمَلَکَۃِ یُمْنٌ وَّسُوْءُ الْخُلْقِ شُوْمٌ ۔ (رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَلَمْ اَرْفِیْ غَیْرَ الْمَصَابِیْحِ مَازَادَ عَلَیْہِ فِیْہِ مِنْ قَوْلِہٖ وَالصَّدَقَۃُ تَمْنَعُ مِیْتَۃَ السُّوْءِ وَالْبِرُّ زِیَادَۃٌ فِی الْعُمْرِ

رافع رضی اللہ عنہ بن مکیث سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے غلاموں سے حسنِ سلوک کرنا باعث برکت ہے اور غلاموں سے برا سلوک کرنا بے برکتی کا سبب ہے۔ نیز صدقہ بری موت سے بچاتا ہے اور نیکی سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔ (ابوداؤد)

ایک اور حدیث میں غلاموں اور ضعیفوں سے بہتر سلوک کو جنت میں داخلے کا باعث قرار دیا گیا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مَّنْ کُنَّ فِیْہِ یَسَّرَہُ اللّٰہُ حَتْفَہٗ وَاَدْخَلَہٗ جَنَّتَہٗ رِفْقٌ بِالضَّعِیْفِ وَشَفَقَۃٌ عَلَی الْوَالِدَیْنِ وَاِحْسَانٌ اِلَی الْمَمْلُوْکِ

جابر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں تین چیزیں ہوں اس کے لئے مرنا اللہ تعالیٰ آسان کر دیتا ہے اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ ضعیف

Marfat.com

(ترمذی)

کے ساتھ نرمی کرنا۔ ماں باپ سے شفقت کرنا اور اپنے غلاموں سے احسان کرنا۔

4۔ ستر بار معاف کرنے کا حکم

اسلام نے غلاموں اور ملازموں کو معمولی کوتاہیوں پر معاف کرنے کا حکم دیا خواہ یہ کوتاہیاں ان سے دن میں ستر بار سرزد ہوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے اسلام کس قدر غلاموں اور ماتحتوں کی فلاح و بہبود کا داعی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ كَمْ نَعْفُوْ عَنِ الْخَادِمِ فَسَكَتَ ثُمَّ اَعَادَ عَلَيْهِ الْكَلَامَ فَصَمَتَ فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ قَالَ اعْفُوْا عَنْهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً

(ترمذی جلد اول ابواب البر والصلۃ حدیث 2015)

عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر سے روایت ہے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا اے اللہ کے رسول ہم اپنے لونڈی اور غلاموں سے کتنی بار تقصیرات معاف کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ پھر لوٹایا مذکورہ کلام کو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار کی تیسری دفعہ پھر مذکورہ کلام کو لوٹایا۔ آپ نے فرمایا ایک دن میں ستر بار معاف کرو۔

5۔ بہتر لباس و خوراک کا انتظام

اسلام نے غلاموں اور خادموں کو بہتر خوراک و لباس دینے کا حکم دیا ہے بلکہ یہاں تک تاکید کی گئی ہے کہ تم بالکل اسی طرح کا لباس و خوراک انہیں مہیا کرو جس طرح کا تم خود استعمال کرتے ہو۔ چنانچہ صحابہ کرام نے اس حدیث پر کماحقہ عمل کیا۔ اور اپنے ماتحتوں سے اس قسم کا سلوک کیا جیسے کہ ایک بار لوگوں نے دیکھا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اور ان کے غلام کا لباس ایک جیسا تھا ایک دفعہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے اپنے خادم کے لئے اپنی ذات سے بھی بہتر کپڑا پسند فرمایا یہی وجہ تھی کہ غلاموں کو اس دور میں اپنی غلامی کی زندگی میں ذرا بھر بھی تاسف و تردد نہ تھا۔ بلکہ وہ ایسے

Marfat.com

لوگوں کی خدمت کو اپنے لئے باعث صد افتخار سمجھتے تھے۔ چنانچہ احادیث میں غلاموں کے کھانے اور لباس کی تاکید ہمیں اس طرح سے ملتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّآئَمَکُمْ مِّنْ مَّمْلُوْکِیْکُمْ فَاَطْعِمُوْهُ مِمَّا تَاْکُلُوْنَ وَاکْسُوْهُ مِمَّا تَکْسُوْنَ وَمَنْ لَّا یُلَائِمُکُمْ مِنْهُمْ فَبِیْعُوْهُ وَلَا تُعَذِّبُوْا خَلْقَ اللّٰهِ ۔(احمد، ابوداؤد)

ابوذر سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو غلام یا لونڈی تمہاری اطاعت کرے اس کو اپنے ساتھ کھلاؤ جو کھاتے ہو اور پہناؤ جو خود پہنتے ہو اور جو تمہاری اطاعت نہ کرے اس کو فروخت کر دو۔ اللہ کی مخلوق کو عذاب نہ کرو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو جَآءَهُ قَهْرَمَانٌ لَّهُ فَقَالَ لَهُ اَعْطَیْتَ الرَّقِیْقَ قُوْتَهُمْ قَالَ لَاقَالَ فَانْطَلِقْ فَاَعْطِهِمْ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ کَفٰی بِالرَّجُلِ اِثْمًا اَنْ یَّحْبِسَ عَمَّنْ یَّمْلِكُ قُوْتَهُ وَفِیْ رِوَایَةٍ کَفٰی بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ یُّضِیْعَ مَنْ یَّقُوْتُ ۔

(مسلم، مشکوٰۃ، کتاب العتق)

عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو سے روایت ہے ان کے پاس ان کا مختار آیا عبداللہ نے اس کو کہا تو نے لونڈیوں کو ان کی خوراک دی ہے اس نے کہا نہیں عبداللہ نے کہا جا کر ان کو خوراک دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے لئے اتنا گناہ کافی ہے کہ وہ اپنے غلاموں کو خوراک نہ دے ایک دوسری روایت میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کو گنہگار ہونے میں کفایت کرے گا یہ کہ انکی خوراک ضائع کرے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِشِرَارِکُمُ الَّذِیْ یَاْکُلُ وَحْدَهُ وَیَجْلِدُ عَبْدَهُ وَیَمْنَعُ دَفْدَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو بروں کے متعلق خبر نہ دوں وہ ہے جو اکیلا کھائے اور اپنے غلام کو مارے

(رزین، مشکوٰۃ کتاب العتق)

اور اپنی بخشش نہ دے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَنَعَ لِاَحَدِکُمْ خَادِمُهٗ طَعَامُهٗ ثُمَّ جَاءَ بِهٖ وَقَدْ وَلِیَ حَرَّهٗ وَدُخَانَهٗ فَلْیُقْعِدْهُ مَعَهٗ فَلْیَاْکُلْ فَاِنْ کَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوْهًا قَلِیْلاً فَلْیَضَعْ فِیْ یَدِهٖ مِنْهُ اُکْلَةً اَوْ اُکْلَتَیْنِ

(مسلم)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس وقت ایک تمہارا خادم اس کے لئے کھانا تیار کرے پھر اس کے پاس کھانا لائے حالانکہ اس نے اس کی گرمی برداشت کی ہے اور اس کا دھواں چاہئے کہ اس کو اپنے ساتھ بٹھاوے اور کھلاوے اگر کھانا تھوڑا ہے اور کھانے والے بہت ہیں تو اس کے ہاتھ پر ایک لقمہ یا دو لقمے رکھ دے۔

6- ملازموں سے برے سلوک کی ممانعت

اسلام نے غلاموں کو بلاوجہ تنگ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور جو شخص معمولی غلطیوں پر غلاموں پر تشدد کرتا ہے اسے ایک طرف تو جہنم کا سزاوار کہا گیا ہے۔ تو دوسری طرف اسلام نے قانون حدود و قصاص کو بھی متحرک کیا ہے۔ اس کے مطابق کوئی مالک اپنے غلام کی آنکھ، کان، ناک ضائع نہیں کرسکتا اور نہ ہی اس کی ہڈی توڑ سکتا ہے اگر وہ ایسا کام کرتا ہے تو قانونِ اسلام کی رو سے اس شخص کے متعلقہ اعضاء کو اس کے جرم کے بدلے توڑا جائیگا اور غلام کے قتل کی صورت میں اسے قصاص کے طور پر سولی پر لٹکایا جائیگا یا قتل خطاء کی صورت میں دیت ادا کرنا ہوگی چنانچہ اس موضوع پر چند احادیث یوں ہیں۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ضَرَبَ اَحَدُکُمْ خَادِمَهٗ فَذَکَرَ اللّٰهَ فَارْفَعُوْا اَیْدِیَکُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم سے کوئی اپنے خادم کو مارے وہ اللہ کو یاد کرے اپنے ہاتھ ان سے اٹھالو۔

(ترمذی جلد اول ابواب البر والصلۃ حدیث 2014)

Marfat.com

اَلْاِیْمَانِ لٰکِنْ عِنْدَہٗ فَلْیُمْسِكْ بَدَلَ فَارْفَعُوْا اَیْدِیَکُمْ

عَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَیِّیءُ الْمَلَکَةِ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے ہیں۔ فرمایا اپنے غلاموں کے ساتھ برائی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (ترمذی جلد اول البر وصلۃ حدیث 2011)

عَنْ اَبِیْ اَمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَھَبَ لِعَلِیٍّ غُلَامًا فَقَالَ لَا تَضْرِبْہُ فَاِنِّیْ نُھِیْتُ عَنْ ضَرْبِ اَھْلِ الصَّلٰوةِ وَقَدْ رَاَیْتُہٗ یُصَلِّیْ ھٰذَا اللَّفْظُ الْمَصَابِیْحِ وَفِی الْمُجْتَبٰی لِلدَّارِ قُطْنِیِّ اَنَّ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ نَھَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ضَرْبِ الْمُصَلِّیْنَ

(مشکوۃ کتاب العتق)

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک غلام علی رضی اللہ عنہ کو دیا ساتھ ہی فرمایا اس کو مارنا نہیں اس لیے کہ میں نمازیوں کو مارنے سے منع کیا گیا ہوں اور میں نے اس کو نماز پڑھتے دیکھا ہے یہ مصابیح کے لفظ ہیں۔ مجتبیٰ کتاب میں ہے دار قطنی کے لئے کہ عمر بن خطاب نے کہا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے نمازیوں کو مارنے سے منع کیا ہے۔

7- ناجائز سزا کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے غلام کو مار رہا تھا۔ کہ پیچھے سے کسی کہنے والے کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا "ابو مسعود "جان لو"ابو سعید " جان لو" میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے تھے۔ آپ نے فرمایا البتہ اَللّٰہُ اَقْدَرُ عَلَیْكَ مِنْكَ اللہ تعالیٰ تجھے (سزا دینے میں) اس کی نسبت زیادہ قادر ہے حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں فَمَا ضَرَبْتُ مَمْلُوْ کًا لِیْ بَعْدَ ذٰلِكَ تو

Marfat.com

میں نے اس کے بعد کبھی بھی غلام کو نہیں مارا۔ (ترمذی جلد اول کتاب البر والصلہ حدیث 2012)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا ضَرَبَ اَحَدُکُمْ خَادِمَہٗ فَذَکَرَ اللّٰہَ فَارْفَعُوْا اَیْدِیَکُمْ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے خادم کو مار رہا ہو اور وہ اللہ کا واسطہ دے تو اس سے اپنا ہاتھ اٹھا لے۔

(ترمذی جلد اول۔ ابواب البر والصلۃ حدیث 2014)

8- غلام کو طمانچہ مارنے پر آزاد کر دینا

اسلام نے مسلمانوں کو زمانہ جاہلیت کی طرح غلاموں کو پیٹنے سے منع فرما دیا ہے اور ان سے ہر طرح کے جابرانہ و ظالمانہ سلوک کرنے سے روک دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ کوئی دوسرے پر زیادتی کی راہ نہ ڈھونڈے۔ اس حکم سے بھی اللہ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلاموں کی عزت و تکریم کو بحال کیا ہے۔ اور دوسرے طرف ظالموں کا ٹھکانہ دوزخ قرار دیا ہے چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ کُنْتُ اَضْرِبُ غُلَامًا لِّیْ فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِیْ صَوْتًا اَعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ اَللّٰہُ اَقْدَرُ عَلَیْکَ مِنْکَ عَلَیْہِ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا ھُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھُوَ حُرٌّ لِّوَجْہِ اللّٰہِ فَقَالَ اَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْکَ النَّارُ اَوْ لَمَسَّتْکَ النَّارُ۔

(مسلم، کتاب العتق)

ابومسعود رضی اللہ عنہ انصاری سے روایت ہے کہا میں اپنے غلام کو مارتا تھا میں نے اپنے پیچھے سے آواز سنی اے ابومسعود خبردار ہو اللہ تجھ پر تیرے غلام پر قادر ہونے سے زیادہ قادر ہے میں نے اپنے پیچھے دیکھا اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے میں نے کہا اے اللہ کے رسول یہ اللہ کے لیے آزاد ہے فرمایا اگر تو اس کو آزاد نہ کرتا تو تجھ کو دوزخ کی آگ جلاتی یا فریاما تجھ کو دوزخ کی آگ لگتی۔

لیکن غلام کو تادیب کے لیے ہلکی پھلکی سزا دینا جائز ہے اس میں نیت اس کو بہتر

Marfat.com

آداب سکھانا ہو مگر اس کے چہرے پر پھر بھی نہ مارا جائے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب میں سے (غلام کے نقصان وغیرہ کرنے پر) اپنے غلام پر خفا ہو تو چہرے پر مارنے سے بچے۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ ضَرَبَ غُلَامًا لَّهُ حَدًّا لَّمْ يَاْتِهِ اَوْلَطَمَهُ فَاِنَّ كَفَّارَتَهُ اَنْ يُّعْتِقَهُ

(مسلم، کتاب العتق)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا جو شخص اپنے غلام کو بغیر وجہ کے حد لگائے یا طمانچہ مارے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو آزاد کرے۔

9-ناجائز ذہنی اذیت دینے کی ممانعت

اسلام نے ہرگز کسی آقا کو اس بات کی اجازت نہیں دی کہ وہ خواہ مخواہ اپنے غلام کو ذہنی اذیت پہنچائے اور نہ ہی اس پر کوئی ناجائز تہمت لگائے۔ کیونکہ تہمت سے انسان کی معاشرے میں عزت خاک آلود ہو جاتی ہے۔ اس لیے اسلام نے انسان کو ایک انسان پر حق ملکیت رکھتے ہوئے بھی اس بات کا اجازت نامہ نہیں دیا کہ وہ دوسروں کی عزت خود غرضی سے پائمال کرتا پھرے۔ اس بارے میں حدیث شریف میں اس طرح آتا ہے کہ

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهُ وَهُوَ بَرِیْءٌ مِّمَّا قَالَ جُلِدَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ كَمَا قَالَ

(بخاری، کتاب العتق)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو زنا کی تہمت لگائے اپنے غلام پر اور وہ اس سے پاک ہے تو قیامت کے دن مالک کو کوڑے مارے جائیں گے۔ مگر یہ کہ غلام اسی طرح ہو جیسے مالک نے کہا۔

10-قوت سے زیادہ کام لینے کی ممانعت

زمانہ جاہلیت میں ملازموں سے ان کی طاقت سے زیادہ کام لیا جاتا تھا۔ جبکہ

Marfat.com

انہیں خوراک بہت کم دی جاتی تھی یہ مشقت ملازموں پر بہت شاق گزرتی تھی اسلام نے اپنے ماننے والوں کو اس سے منع فرما دیا ہے چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِلْمَمْلُوْكِ طَعَامُهٗ وَكِسْوَتُهٗ وَلَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا يُطِيْقُ

(مسلم، کتاب العتق)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غلام کے لئے روٹی کپڑا اور اس کو تکلیف نہ دی جائے کام سے مگر وہ جتنی طاقت رکھے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ فَمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ اَخَاهُ تَحْتَ يَدَيْهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَاِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَاَعِيْنُوْهُمْ ۔

(بخاری جلد اول کتاب العتق حدیث 2365)

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں اللہ نے ان کو تمہارے تحت کر دیا ہے جسکو اللہ کسی کے تحت کر دے۔ چاہیے کہ غلام کو کھلائے جس سے آپ کھاتا ہے جو آپ پہنے اسی سے اس کو پہنائے۔ اس کام کی تکلیف نہ دو جوان سے نہ ہو سکے۔ اگر ان کام کی ان کو تکلیف دے جو اس سے نہیں ہو سکتا تو خود اس کی مدد کرے۔

اس حدیث میں مالک کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے خادم و ملازم کی طاقت سے زیادہ کام نہ لے اگر کام زیادہ سخت ہو تو اس کی مدد کی جائے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک لونڈی آئی جس کو اس کے آقا نے مارا تھا یا اس کے جسم سے لگائی تھی تو آپ نے اسے آزاد کروا دیا۔ (موطا امام مالک تکاب العتق والولاء حدیث 7)

9-غلاموں کے لئے قانونی مساوات

اسلام سے قبل غلاموں کے لئے قانونی چارہ جوئی کا حق بالکل موجود نہ تھا وہ دنیا

Marfat.com

میں کسی جگہ بھی کسی فرد یا عدالت سے اپنے اوپر ڈھائے گئے ظلم و زیادتی کے متعلق رجوع نہ کر سکتے تھے آقا غلام کی معمولی غلطی پر اسے موت کے گھاٹ اتار سکتا تھا ظالم آقا غلام کے ہاتھ پاؤں تک بھی کاٹ دیتا تو کوئی قانون اس پر لاگو نہ ہوتا تھا غرضیکے آقا اپنے غلام کو کوئی بھی اذیت ناک سزا دے سکتا تھا۔ مگر کوئی اس سے گلہ شکوہ تک کرنے کا روادار نہ تھا۔ مگر جب اسلام آیا تو اس نے جہاں غلاموں پر اور کئی بے پناہ احسانات کئے وہاں ان پر ایک بڑا احسان یہ بھی کیا کہ انہیں معاشرے کے معزز ترین شخص کے مساوی قانونی حقوق عطا کئے، ایک معمولی غلام کو قتل کرنے والے با اثر فرد کو تختہ دار پر لٹکانے کا حکم صادر فرمایا، قصاص و دیت میں انہیں مساوی قانونی حق عطا کیا اور آقاؤں کو اپنے غلاموں کو سخت سزا دینے سے قانوناً منع کر دیا۔ بلکہ معمولی سزا پر انہیں آزادی کا پروانہ عطا کیا۔ چنانچہ قرآنِ مجید میں آتا ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلْقِصَاصُ فِى ٱلْقَتْلَى ط ٱلْحُرُّ بِٱلْحُرِّ وَٱلْعَبْدُ بِٱلْعَبْدِ وَٱلْأُنثَىٰ بِٱلْأُنثَىٰ (پ2بقرہ178)

اے ایمان والو! تم پر فرض ہے کہ جو لوگ ناحق قتل کیئے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو، آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام، عورت کے بدلے عورت۔

اور حدیث میں آتا ہے جو حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: جس نے اپنے غلام کو قتل کیا ہم اسے قتل کریں گے اور جس نے اپنے غلام کا کوئی عضو کاٹا تو ہم اس کا عضو کاٹیں گے (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ) نسائی کی دوسری حدیث روایت میں ہے جس نے اپنے غلام کو خصی کیا ہم اسے خصی کریں گے۔

(مشکوٰۃ جلد دوم کتاب القصاص حدیث 3321)

ان حقوق کی موجودگی میں غلام کو وہ تمام قانونی حقوق حاصل تھے جو کسی بھی آزاد آدمی کو حاصل ہیں اور جو غلاموں پر اسلام کا عظیم احسان ہے اور پھر اس کی تعلیمات کے مطابق غلامی ختم ہو گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

باب نمبر 4

سائلین کے حقوق

سائلین کون؟

اسلام میں ایسے افراد کو سائلین کا درجہ دیا گیا ہے جو اپنی کسی جائز مجبوری کی بناء پر دوسرے افراد سے مدد حاصل کرنے کے لئے سوال کرتے ہیں دین اسلام میں ان افراد کو مستحق سائلین قرار دیا گیا ہے۔ جن کو حالات، جسمانی معزوریوں، بیماریوں، مالی نقصان، جھوٹے مقدمات ظالموں کے ظلم نے مفلوک الحال کر دیا ہو۔ ان کے پاس پریشانیوں میں وقتی طور پر اپنا روزگار چلانے کے لئے کچھ نہ بچا ہو۔ تو ایسے افراد اپنے صالح صاحب حیثیت عزیز و اقارب اور دیگر مسلمانوں سے مدد کی درخواست کر سکتے ہیں ان حالات میں ایک لاچار مریض کی مدد عبادت ہے جس کے پاس علاج معالجے کے لئے کچھ نہ ہو اور ایسے معزور کی خدمت کرنا نیکی ہے جو خود کما کر روزی پیدا کرنے کے قابل نہ ہو، اور ایسے افراد کی مالی، قانونی و اخلاقی مدد کرنا صالح عمل ہے۔ جسے ظالموں نے جھوٹے مقدمات میں جکڑ رکھا ہو۔ اس فرد کی مدد بہت بڑے اجر کا باعث ہے جس کا مال طوفان، زلزلے ڈاکہ زنی یا کسی حادثے کی بناء پر تباہ ہو گیا ہو اور ایسے مسکین کو باعزت روزگار کے لیے مدد دینا اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا ہے جو بے سہارا، عیالدار اور شریف النفس ہو۔ ایک سفید پوش معزز آدمی کی مالی مدد سے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ جو کہ بالکل بے بس ہو چکا ہو اور بے سہارا، غریب، یتیم و مسکین بچیوں کی شادی کے لئے خرچ کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا جن کے پاس روپیہ پیسہ نہ تھا۔ اور رقم کے نہ ہونے کی وجہ سے انہیں مناسب رشتہ نہ مل رہا ہو نہ ہی ان کے پاس ضروری خرچ ہو۔

Marfat.com

مستحق سائلین کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

وَفِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ

اور اغنیاء کے اموال میں سائلین اور محرومین کا حصہ ہے (پ26 ذاریات:19)

ایک اور آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا:

یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ (بقرہ: 219)

آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں فرمادیں جو کچھ ضرورت سے بچ جائے

وَالَّذِیْنَ فِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (پ29 المعارج 24,25)

اور ان اغنیاء کے اموال میں ایک معلوم حصہ سائلوں اور محروموں (زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جانے) والوں کا حصہ ہے۔

اور حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو انہیں دیگر وصیتوں کے بعد ارشاد فرمایا

فَاَخْبِرْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَیْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَآءِ هِمْ تُرَدُّ عَلٰی فُقَرَآءِ هِمْ

انہیں کہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ کو لازم قرار دیا ہے جو ان کے اغنیاء سے لیکر فقراء میں تقسیم کی جائے گی۔

(بخاری جلد اول کتاب الزکوٰۃ ح1402)

جس مال میں سے صدقہ،خیرات نہ دیا جائے اور مانگنے والوں کا حق نہ نکالا جائے۔ایسا مال اس حدیث کی رو سے باعثِ عذاب ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو صاحبِ خزانہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے گا اس کے خزانہ کو جہنم کی آگ میں گرم کر کے صاحبِ خزانہ کے پہلوؤں اور پیشانی کو داغا جائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بندوں کا فیصلہ فرمادے قیامت کے روز جو پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔

(مسلم جلد اول کتاب الزکوٰۃ ح2188)

مجبوری میں اغنیاء سے سوال کرنے کی اجازت

Marfat.com

بے بس کر دینے والی لاچاری ، مالی نقصان ، بیماری، غریب الوطنی میں اغنیاء اور نیک افراد سے سوال کرنے کی اجازت ہے دین اسلام نے اپنے ماننے والوں کو سائیلین سے نرمی کے ساتھ پیش آنے کا حکم دیا ہے اور حسب توفیق ان کی مدد کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اگر کوئی سائل اچھی وضع کا آدمی ہو اور سواری پر سوار ہو کر بھی آئے تو اس کی بات پر ہمدردانہ غور کرنا چاہئے کیونکہ ایک معزز آدمی سوائے مجبوری کے کسی کے سامنے سائل بننے کی ذلت پسند نہیں کرتا۔ اس لئے یتیم، بچوں ، بیوگان، بوڑھے مرد و خواتین کی مدد کی التجا پر کچھ نہ کچھ ضرور مدد کرنا چاہئے، اسی طرح مقروض آدمی کی زیادہ سے زیادہ مدد کی جائے کیونکہ اس کی مدد کا زیادہ اجر ہے ایک تو وہ مجبور ہے اور دوسرا مقروض، اسی طرح قرض خواہوں کو چاہئے کہ وہ اپنے مقروضوں کی مجبوری پر مزید مہلت دیں اور قرض کے تقاضا میں نرمی سے کام لیں انشاء اللہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان سے نرمی فرمائے گا اور ان سے درگذر فرما کر بخش دے گا ذیل کی احادیث سے سائلین کے حقوق کا درس دیا گیا ہے۔

عَنِ ابْنِ الْفَرَاسِیْ قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ءَ اَسْئَلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنْ کُنْتَ لَا بُدَّ فَسْئَلِ الصّٰلِحِیْنَ

(اشعۃ جلد سوم کتاب الزکوۃ ص80)

حضرت ابن فراسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا میں لوگوں سے سوال کر لیا کروں تو آپ نے فرمایا اگر مانگنے کے علاوہ چارہ کا نہ ہو تو صالح لوگوں سے مانگ لیا کرو۔

سوال کرنے والے کے بارے میں زیادہ وقت تحقیق کرنے میں گزار کر ٹالنا مناسب نہیں بلکہ اسے کچھ نہ کچھ ضرور عطا کر دینا چاہئے اور اس سے ترشی اور جھڑکی کے ساتھ کلام نہ کرنا چاہئے بعض اوقات وہ سائل انسان کے لئے آزمائش ہوتا ہے اگر اس پر غضب کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے تو خوشحالی تنگی میں بدل سکتی ہے جیسا کہ اس حدیث پاک میں آیا ہے۔

اَلاَ اُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ رَجُلٌ يَسْأَلُ بِاللّٰهِ وَلاَ يُعْطِي بِهٖ (ترمذی، نسائی، دارمی، مشکوٰۃ)

کیا میں تمہیں سب سے برا شخص نہ بتلاؤں، یہ وہ شخص ہے جس سے اللہ کے نام پر کچھ مانگا جائے اور وہ نہ دے۔

اس حدیث پاک میں اس شخص کو برا آدمی کہا گیا ہے جو اپنے پاس کچھ ہونے کے باوجود سائل کو اللہ کے نام پر نہ دے جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سائل کو جھڑکنے سے منع کر دیا ہے کیونکہ وہ ضرورت و پریشانی کے عالم میں انتہائی رنجیدہ خاطر ہوتا ہے۔ اور ہر رنجیدہ خاطر مغموم فرد کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اس لئے ایسے لوگوں کی دل آزاری نہ کی جائے جیسے کہ قرآن کریم میں آیا ہے:

وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (پ30 الضحیٰ)

اور اے سننے والے سائل کو نہ جھڑکو بلکہ اپنے رب کی نعمتوں کا ذکر کرو۔

سائل کو عطا کرنے کا حکم

اگر دکان، مکان یا کسی مقام پر کوئی سائل اللہ تعالیٰ کے نام پر خیرات مانگے تو اسے ضرور کچھ نہ کچھ عطا کیا جائے اگر وہ سائل مستحق ہوگا تو وہ اس پر دعا کرے گا اگر اسے کوئی فرد بھی خیرات نہ دے گا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کرے گا جو کہ نہ دینے والوں کے لیے وبال بن سکتی ہے اس بات کی اہمیت کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جا سکتا ہے۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ وہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس میرے خاوند (زبیر رضی اللہ عنہ) کے دیئے ہوئے کے سوا کچھ نہیں۔ کھانے کو یا خرچ کرنے کو اگر میں اس سے کچھ خرچ کروں تو کیا اس سے مجھے گناہ ہوگا (فقیروں اور محتاجوں کو) آپ نے ارشاد فرمایا۔

فَقَالَ اُرْضِخِيْ مَا اسْتَطَعْتِ وَلَا تُوْكِيْ فَيُوْكِيَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْكِ۔

جہاں تک تم سے ہو سکے تو تم صدقہ دیا کرو اور جھڑ کو مت وگرنہ اللہ جل شانہ بھی تم سے روک لے گا۔ (نسائی جلد دوم کتاب الزکوٰۃ ۲۵۵۵)

سائلین کے لئے اسلام کا ضابطہ کار

اگر چہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سائلین کو عطا کرنے کا حکم دیا ہے مگر اتنی حد تک جس سے سرے دست مشکل سے نکل سکے۔ اس کے بعد دوسروں سے سوال کو پیشہ نہ بنائے اور نہ مانگنے والا اپنی عزت نفس کو در بدر دھکے کھا کر برباد کرے، بلکہ صحت و عافیت کے ہوتے ہوئے کوئی محنت، مزدوری، یا کام، ملازمت کر کے اپنی ضروریات کا بندوبست کرے ورنہ جو آدمی تندرست ہونے کے باوجود محنت سے فرار حاصل کر کے گداگری پر انحصار کرے گا وہ ہمیشہ کے لئے اس سے نکل نہ سکے گا جیسا کہ ان احادیث میں آیا ہے۔

عَنْ حَكِيمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِىْ ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَاَعْطَانِىْ ثُمَّ قَالَ لِىْ يَاحَكِيمُ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ فَمَنْ اَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَمَنْ اَخَذَهُ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَّمْ يُبَارَكَ لَهُ فِيْهِ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنْ يَدِ السُّفْلٰى قَالَ حَكِيْمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَرْزَأُ بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى اُفَارِقَ الدُّنْيَا

(بخاری بحوالہ اشعۃ جلد سوم ص 71)

حضرت حکیم بن حزام فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی چیز مانگی آپ نے وہ چیز مجھے عطا فرمادی میں نے پھر سوال کیا آپ نے مجھے عطا فرمایا پھر مجھے فرمایا اے حکیم! یہ مال سبز اور میٹھا ہوتا ہے جو اسے سخاوت (بے رغبتی سے ضرورت کے مطابق) کے ساتھ لیتا ہے اسے اس میں برکت دی جاتی ہے جو اسے انتظار (لالچ) کے انداز میں لیتا ہے تو اس کے لئے اس مین کوئی برکت نہیں ہوتی۔ اور اس کی مثال اس شخص کی سی ہوتی ہے جو کھاتا جاتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔ اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے میں

Marfat.com

نے عرض کیا، یا رسول اللہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں آپ کے بعد اپنی موت تک کسی سے سوال نہ کرونگا۔

حضرت حبشی بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الْمَسْئَلَةَ لَا تَحِلُّ لِغَنِيٍّ وَّلَا لِذِیْ مِرَّةٍ سَوِیٍّ اِلَّا فَقْرٍ مُدْقِعٍ اَوْ غُرْمٍ مُفْظِعٍ وَمَنْ سَئَالَ النَّاسِ لِيُثْرِیَ بِهٖ مَالَهٗ كَانَ خَمُوْشًا فِیْ وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَرَضْفًا يَاْكُلُهٗ مِنْ جَهَنَّمَ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُقِلَّ وَمَنْ شَآءَ فَلْيُكْثِرْ

(ترمذی بحوالہ اشعۃ کتاب الزکوٰۃ ص 77)

سوال غنی کے لئے حلال نہیں اور نہ ایسے شخص کے لئے جو مضبوط صحتمند ہو اس کے اعضاء درست ہوں ہاں اس کے لئے حلال ہے جس کی محتاجی نے اسے خاک میں ملا دیا ہو یا اس مقروض کے لیے جسے قرض نے رسوا کر دیا ہو جو آدمی اس مقصد کے لئے گداگری کرتا ہے کہ اس کا مال زیادہ ہو تو وہ گداگری اس کے چہرے پر زخموں کی صورت میں نمودار ہو گی اور یہ مال آتش جہنم میں گرمی کیا ہوا پتھر بن کر اس کے منہ میں ڈالا جائے گا جس کا جی چاہے وہ اپنے لئے یہ عذاب کم کرے یا زیادہ کرے۔

Marfat.com

باب نمبر 5

مظلوم افراد کے حقوق

معاشرے کے مظلوم افراد

عدل واحسان کی ضد کا نام ظلم ہے کسی چیز کو اس کے جائز مقام سے ہٹا دینا ظلم ہے جیسے کہ دستار کو پاؤں پر رکھنا اور جوتے کو سر پر رکھنا ظلم ہے مخلوقِ خدا پر ظلم کی کئی اقسام ہیں جیسے کہ معاشرے میں غریبوں، یتیموں، مسافروں، ضعیفوں، بچوں، عورتوں، ملازموں یا غلاموں کو کمزور سمجھا جاتا ہے ان افراد کے جائز حقوق کو ادا نہ کرنا ان پر ظلم قرار دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے خود بعض افراد کو مال و زر، قوت اور صحت کے لحاظ سے کمزور تخلیق کیا ہے اور ان کے جملہ فرائض ان کے قریبی رشتہ داروں، محلے داروں، حکمرانوں اور دیگر صاحب حیثیت افراد پر ڈال دیئے ہیں، یتیم بچوں کا مال دوسرے لوگوں کے لئے زبردستی وصول کرنا حرام قرار دیا گیا ہے جو ان کا مال ظلم یا غصب کے ذریعے ہتھیالیں گے وہ مال ان کے لئے دوزخ کا ایندھن ثابت ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم دیا ہے اور اسے بہترین فرد قرار دیا ہے جو یتیموں سے اچھا سلوک کرتا ہوں۔

بچے سب سے زیادہ رحم کے مستحق ہوتے ہیں ان سے رحم یہ ہے کہ ان کی غلطیوں پر درگذر کی جائے، اور غریبوں، ملازموں یا کمزور اقوام کے بچوں کے لئے بھی ایک آزاد، صحت مند، آبرومندانہ فضا موجود ہو جہاں ان غریب، یتیم بچوں کی جسمانی، روحانی اور اخلاقی طور پر بہترین تربیت ہو سکے جبکہ ان پر ظلم یہ ہے کہ معاشرے میں ان کا غریب،

Marfat.com

یتیم، مظلوم اور کمزور و محروم گھرانوں سے تعلق کی وجہ سے استحصال کیا جائے، ان پر زبردستی طور پر ذہنی ذلت و پسماندگی کو ٹھونس دیا جائے۔ کسی مخصوص طبقہ سے تعلق کی بناء پر ان کے لئے شفقت و رحم کے دروازے بند کئے جائیں اور ان کی معمولی معمولی غلطیوں پر اس قسم کی سزا دی جائے کہ وہ ہمیشہ کے لئے ذہنی طور پر مفلوج ہو جائیں کہ ان میں سے قوت اعتماد جاتی رہے اور وہ پروان چڑھنے کے بعد اپنی عزت نفس کا تحفظ نہ کر سکیں، ظالم افراد نے ہمیشہ محکوم و محروم اقوام کے بچوں سے عزت، وقار اور قوتِ اعتقاد کا حق چھین کر ان پر بے پناہ مظالم ڈھانے کی تاریخ دھرائی ہے۔ اگر ایسے ظالم لوگ اللہ تعالیٰ کی آخرت میں زبردست گرفت پر نگاہ ڈالیں تو کبھی اس قسم کے مظالم کا ارتکاب نہ کریں۔

عورتوں میں تخلیقی کمزوری رکھی گئی ہے وہ بچی کی صورت میں بے پناہ شفقت کی مستحق ہے کیونکہ اس نے آگے چل کر نسلِ انسانیت کے دوام کا باعث بننا ہے زمانہ قدیم میں اس پر بے پناہ مظالم ڈھائے گئے آج بھی حالتِ یتیمی میں اسے بے پناہ مسائل کا سامنا ہے اور پھر بہو کی صورت میں اسے اپنے کئی حقوق سے محروم ہونا پڑا ہے ظالم افراد کے ہاتھوں ان کا پیٹا جانا، گہرے زخم کھانا اور جان سے ہاتھ دھو بیٹھنا جیسے مظالم موجود ہیں بعض اوقات وہ اتنی بے بس ہوئی کہ اسے سوائے خدا کے کوئی مددگار نہ ملا اور اس نے روتے سسکتے ہوئے اپنی زندگی کے دن پورے کئے بعض ہوس پرستوں نے اس کی عصمت کو بھی داغدار کرنے سے بھی دریغ نہ کیا اور اس کے بچوں کی بعض جائز ضرورتوں کو پورے کرنے کے لئے مناسب معاوضہ بھی نہ دیا جس کی بناء پر وہ اپنے بچوں کو عصری تعلیم دلوانے کے قابل بھی نہ ہو سکی۔ پروردگار عالم نے ایسی صابرہ، شاکرہ، پاک دامن شکر گزار عورتوں کی خدمات کا ذمہ ان کے قریبی رشتہ داروں، حکومت اور معاشرے پر ڈالا ہے اور آخرت میں ان کے لئے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

گھروں میں کام کرنے والے زرخرید غلام بھی مجبور محض ہیں بات بات ان سے ذلت آمیز رویہ ان کی قوت سے زیادہ کام لینا، ان کا معاوضہ نہ دینا، ظلم ہے اسی طرح معمول کے مطابق کسی نقصان کے سرزد ہونے پر انہیں مارنا ظلم ہے۔ کسی مسافر کا مال

ہڑپ کر جانا ظلم ہے۔ قسم کھا کر ناجائز طور پر کسی کے مال کو کھانا، زبردستی کسی کی جائیداد یا دولت پر قبضہ کرنا غصب ہے۔ ڈاکہ زنی اور چوری کے ذریعے لوگوں کا مال لے جانا ظلم ہے کسی فرد سے زبردستی بغیر معاوضہ کے کام لینا ظلم ہے اسی طرح اپنے اثر و رسوخ کے ذریعے لوگوں کی مال، جان اور عزت کو نقصان پہنچانا ظلم کے زمرے میں آتا ہے انہیں بات بات پر نیچ ذات، اچھوت، کم تر طعنہ دے کر انہیں ذہنی اذیت دینا ظلم و جہالت ہے پروردگار عالم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تمام مظالم سے روکا ہے ان کے متعلق مکمل طور پر رہنمائی دی ہے اور نہ رکنے والوں کو آخرت کے عذاب سے ڈرایا ہے بلکہ پروردگار عالم نے ظالموں کی اخلاقی، مالی و قانونی مدد سے بھی منع فرما دیا ہے اور ظالموں اوران کے مددگاروں کو آگ کے عذاب سے ڈرایا ہے۔ اور فرمایا ہے۔

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ○

اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں پھر مدد نہ پاؤ گے۔ (پ ۱۲ ہود ۱۱۳)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس بات کی بھی وضاحت فرما دی کہ آخرت کے روز اللہ تعالیٰ کسی کو ظلم کے طور پر عذاب نہ دے گا بلکہ ظالموں کے اعمال ہی ایسے ہوں گے جن کی بناء پر انہیں عذاب جہنم سہنا ہوگا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ

بے شک اللہ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا ہاں لوگ ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

(پ ۱۱ یونس ۴۴)

ظلم کا راستہ ایسا برا ہے کہ جو آدمی بھی ظلم کا عادی ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت نہ کرے گا تو اس وجہ سے اس کا قلب سیاہ ہو جائے گا اس سیاہی پر ڈٹے رہنے کی بناء پر وہ خود کو نور ہدایت سے محروم کر لیں گے جیسے کہ فرمایا

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ

اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

(آل عمران:3/86)

Marfat.com

2-ظلم کی ممانعت

ظلم بہت ہی ناپسندیدہ عمل ہے اس لئے پروردگار عالم نے لوگوں کو ظلم سے روک دیا ہے جو لوگ آج طاقت و اختیار کے نشے میں آکر اپنے سے کمزور افراد پر ظلم کرنے سے نہیں گھبراتے اور ظلم کے ساتھ لوگوں کے مال و دولت ہڑپ کر جاتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہونے سے ڈرنا چاہئے اور اس حدیث پاک سے نصیحت حاصل کرنی چاہئے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوْا دِمَاءَ هُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ

(مسلم ج7: صلہ و ادب ج6453)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ظلم سے بچو، کیوں کہ ظلم قیامت کے دن کی تاریکیاں ہیں، اور بخل سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو بخل نے ہلاک کر دیا، اس بخل نے ان کو خونریزی کرنے اور حرام کو حلال کرنے پر برانگیختہ کیا۔

3-ظلم سے قیامت کے روز تاریکی

ظلم ایسا گناہ ہے کہ اس سے قیامت کے روز ظلم کے لئے سخت اندھیرا ہوگا اور وہ اندھیرے میں گرتا ہوا میدان محشر میں لایا جائے گا اس طرح ظالم آدمی کو قیامت کے روز سخت تکلیف، عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا جیسے کہ اس حدیث میں آیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظلم قیامت کے دن کی تاریکیاں ہیں۔

(مسلم ج7: بر وصلۃ و ادب ج6453)

4- ظالم سے قیامت کے روز بدلہ

ہر فرد کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے اور اپنے سے کمزور اور ماتحت افراد پر ظلم کرنے سے رک جانا چاہئے کیونکہ کوئی فرد بھی اپنی دولت وقوت کی بناء پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے چھٹکارا حاصل نہ کر پائے گا، جن افراد پر ظلم کیا تھا انہیں بدلہ چکانا پڑے گا، اگر پاس نیکیاں ہونگی تو وہ نیکیاں مظلوم افراد کو دے دی جائیں گی اگر نیکیاں نہ ہوں گی تو پھر مظلوموں کے گناہ اٹھانا پڑیں گے۔ جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَتْ عِنْدَهٗ مَظْلِمَةٌ لِّاَخِیْهِ فَلْیَتَحَلَّلْهُ مِنْهَا فَاِنَّهٗ لَیْسَ ثَمَّ دِیْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یُّؤْخَذَ لِاَخِیْهِ مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَخِیْهِ

(بخاری ۳: الرقاق: ح ۱۴۵۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے کسی بھائی پر ظلم کیا ہو تو اسے چاہئے کہ معاف کروالے کیونکہ اس روز روپے پیسے تو ہوں گے نہیں، چنانچہ اس سے پہلے کہ اس کی نیکیاں اس کے بھائی کو دی جائیں۔ اگر کسی کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو اس کے بھائی کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔

جھوٹی قسم کے ذریعے مال کھانے والے پر اللہ تعالیٰ کا غضب

ہر مسلمان کو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرنا چاہئے اور اس بات کو مدنظر رکھ کر مخلوق پر ہر قسم کے ظلم سے رک جانا چاہئے بھول کر بھی جھوٹی قسم کے ذریعے دوسرے افراد کا مال نہ کھانا چاہئے وگرنہ اسے اپنے اس انجام کو پڑھ لینا چاہئے جو اس حدیث میں جھوٹی قسم کے ذریعے مال کھانے والوں کا ہوگا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ بِیَمِیْنٍ کَاذِبَةٍ

ابووائل نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی

لَقِیَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ عَبْدُاللهِ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهٗ مِنْ كِتَابِ اللهِ جَلَّ ذِكْرُهٗ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِاللهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلاً اُوْلٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ الْاٰية

(سورہ آل عمران آیت ۷۷) بخاری ۳ التوحید ح ۲۹۳

مسلمان کا مال جھوٹی قسم کے ذریعے ہضم کیا تو اللہ تعالیٰ سے وہ اس حالت میں ملے گا کہ اس پر وہ غضبناک ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کا بیان ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے فرمان کی تائید میں قرآن مجید سے یہ آیت پڑھی۔ وہ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے ذلیل دام لیتے ہیں آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں اور اللہ ان سے بات نہیں کرے گا۔

جبکہ دوسری حدیث میں یوں آیا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَةٌ لَّا يُكَلِّمُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى سِلْعَةٍ لَقَدْ اُعْطِيَ بِهَا اَكْثَرَ مِمَّا اَعْطٰى وَهُوَ كَاذِبٌ وَّرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ وَّ رَجُلٌ مَّنَعَ فَضْلَ مَآءٍ فَيَقُوْلُ اللهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْيَوْمَ اَمْنَعُكَ فَضْلِيْ كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَا لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ

(بخاری ۳ التوحید ح ۲۲۹۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر فرمائے گا۔ ایک وہ آدمی جو اپنے سامان کے بارے میں قسم کھائے کہ مجھے اس سے زیادہ قیمت مل رہی تھی جو تم نے دی ہے اور ہو وہ جھوٹا۔ دوسرا وہ جو عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائے تا کہ کسی مسلمان کا مال ہڑپ کر سکے اور تیسرا وہ آدمی جو زائد پانی کو روک رکھے۔ پس اللہ قیامت کے روز اس سے فرمائے گا کہ آج میں تجھ سے اپنے فضل کو روکتا ہوں جیسے تو نے زائد از ضرورت چیز کو روکا جو تیرے

Marfat.com

ہاتھوں کی بنائی ہوئی نہ تھی۔

عورتوں پر طلاق کے دوران ظلم نہ کیا جائے

اگر کسی وجہ سے شوہر اور بیوی کے تعلقات خراب ہو جائیں اور بات طلاق تک پہنچ جائے تو اس صورت میں مردوں کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ وہ اچھے طریقے سے انہیں طلاق دے کر رخصت کر دیں اور ان پر اپنی طاقت کی بناء کسی قسم کے ظلم کی راہ نہ اپنائیں اسی طرح اگر عورت کے خاندان والے اثر و رسوخ رکھتے ہوں تو وہ مرد پر ظلم کی راہ نہ اپنائیں اور طرفین اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اپنے معاملے کو قرآن کریم کی اس آیت کریمہ کے مطابق سلجھالیں۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

(بقرۃ:۲۲۹)

طلاق صرف دو بار ہی (یعنی جب دو دفعہ طلاق دیدی جائے تو) پھر (عورتوں کو) یا تو بطریق شائستہ (نکاح میں) رہنے دینا چاہیے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دینا۔ اور یہ جائز نہیں کہ جو مہر تم انکو دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لے لو۔ ہاں اگر زن و شوہر کو خوف ہو کہ وہ خدا کی حدوں کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو اگر عورت (خاوند کے ساتھ سے) رہائی پانے کے بدلے میں کچھ دے ڈالے تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں یہ خدا کی (مقرر کی ہوئی) حد میں ہیں ان سے باہر نہ نکلنا۔ اور جو لوگ خدا کی حدوں سے باہر نکل جائیں گے وہ گنہگار ہوں گے۔

ظلم کے ساتھ یتیموں کا مال کھانے کی ممانعت

جن لوگوں کو یتیموں کے مال اور جان کے تحفظ کا امین بنایا جائے۔ وہ لوگ یتیموں

کے مال کو ناجائز حربوں سے ضائع نہ کریں بلکہ یتیموں اور ان کے مال کی اپنے اہل و عیال کی طرح حفاظت کریں اگر صاحبِ حیثیت ہوں تو اپنے مال سے ان کی خدمت کریں اور جو لوگ ظلم کے ساتھ ان کا مال کھائیں گے وہ دراصل اپنے پیٹوں میں جہنم کی آگ بھر رہے ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ط وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا (نساء: ۱۰)

ترجمہ: وہ لوگ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور عنقریب انہیں بھڑکتی آگ میں ڈالا جائے گا۔

پروردگار عالم نے یتیموں کی کفالت کرنے والے کو احسن ترغیب کے ذریعے ان پر ظلم سے روکا ہے اور انہیں سمجھایا ہے کہ ڈرو اگر قضا کی بناء پر تمہارے ساتھ ایسا ہو جائے کہ تمہیں موت آجائے اور تمہارے پیچھے تمہاری اولاد ہو تو تمہیں ان کا کس قدر دکھ ہوگا پس اللہ سے ڈرو اور سنو۔

وَلْیَخْشَ الَّذِیْنَ لَوْ تَرَکُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّیَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَیْهِمْ فَلْیَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْیَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ○ (پ 9 نساء 4/9)

چاہیے کہ وہ لوگ ڈریں کہ اگر اپنے پیچھے کمزور اولاد چھوڑتے تو انہیں ان کے متعلق ڈر رہتا پس اللہ سے ڈرتے رہیں اور سیدھی بات کریں۔

قتل کی صورت میں ظلم کی ممانعت

اگر بندہ اپنے ہاتھ کو دوسرے افراد پر چھوٹے چھوٹے مظالم کرنے سے نہیں روکتا، تو پھر شیطان اس سے قتل جیسا گناہ کروا ڈالتا ہے۔ جس کی بناء پر اسے پروردگار عالم کے حضور جوابدہ ہونا ہے کیونکہ جب کسی کو ظلماً قتل کیا جاتا ہے اس کی آہیں رب تعالیٰ سنتا ہے اور اس کے وارثوں کی دعاؤں کو سنتا ہے جبکہ وہ حد سے نہ بڑھیں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

قرآن مجید میں آیا ہے: وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا

Marfat.com

فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَاَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا یعنی جو کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ ہمیشہ کے لئے جہنم ہے۔ اور اس پر اللہ کا غضب اور لعنت ہے اور اس کے لیے بڑا عذاب تیار کیا گیا ہے۔ (نساء: ۹۳)

اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلے جن امور کا فیصلہ کیا جائے گا وہ خون کے ہوں گے۔ (بخاری ج ۳)

قیامت کے روز مقتول اسی حالت میں اللہ کے حضور لایا جائے گا اور اس کا خون بہہ رہا ہوگا تو اللہ تعالیٰ خود فرمائے گا فَبِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلْتَ اے بندے تجھے کس جرم میں قتل کیا گیا ہے مگر یہ حکم اس مقتول کو ہوگا جسے ناحق قتل کیا گیا ہوگا۔

قتل کا عذاب

لیکن اگر دو مسلمان آپس میں لڑ پڑیں اور دونوں کا ارادہ اپنے مد مقابل کو قتل کرنے کا ہو تو اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: جب دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑیں تو قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ قاتل کی بات تو سمجھ میں آئی لیکن مقتول کیوں فرمایا وہ بھی تو اپنے مد مقابل کو قتل کر دینے کا خواہش مند تھا۔ (بخاری ج ۳)

نیز فرمایا کہ میرے بعد کفر کی جانب نہ لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردن اڑانے لگو۔ (بخاری ج ۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو قتل کرنا کافروں کا کام ہے۔

9۔ جہاد کے دوران مسلمان کو قتل کرنے پر وعید

صحابہ کرام کو سرور کائنات کا حکم تھا کہ جہاد کے دوران اگر کوئی کافر تمہاری تلوار کی زد میں آجائے اور اسی دوران لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دے تو اسے چھوڑ دو چنانچہ ایک جنگ میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو قتل کر دیا جس نے قتل ہونے سے پہلے کلمہ پڑھ لیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض

کیا۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے اسے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کے بعد قتل کر دیا؟ ان کا بیان ہے کہ حضور بار بار مجھ سے یہی فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ میں آرزو کرنے لگا کہ آج سے پہلے میں مسلمان نہ ہوتا تھا۔ (بخاری ج ۳)

موجودہ دور میں بھی قتل و غارت گری کا دور شروع ہو چکا ہے اب قتل کرنا معمولی کھیل سمجھا جاتا ہے ذرا سی بات پر آج لوگ مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ جیسے کہ موجودہ دور میں پوری دنیا میں قتل و غارت کا بازار گرم ہے اور ہر روز کئی بے گناہ لوگوں کا قتل معمول بن چکا ہے ایسے لوگ شاید دنیا میں تو قانون کی گرفت سے بچ جائیں لیکن کل قیامت کے روز انہیں اس سمیع وبصیر رب کی عدالت سے کون رہائی دلائے گا۔ اس لیے اے دوست روز قیامت کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اپنے آپ کو اس قبیح گھناؤنے جرم سے باز رکھ بلکہ اپنے دل میں بھی اس گناہ کا تصور نہ آنے دے۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو اس گناہ عظیم سے بچانے کے لئے طرح طرح سے ہدایت فرمائی ہے۔

10- مسلمان کی طرف ہتھیار نہ کرو

- یہ ارشاد نبوی ہے کہ جو شخص ہتھیار سے اپنے مسلمان بھائی کی طرف اشارہ کرے اس پر فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔ (ترمذی ج ۲) مسلمان کو قتل کرنا تو کجا بلکہ اس حدیث میں تو مسلمان کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنا بھی قابلِ نفرت اور لعنت کا موجب قرار دیا گیا ہے۔

11- دورِ فتنہ میں حکم

اسی طرح ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دورِ فتنہ میں تم اپنی تلواروں کو توڑ دینا، چلو کو کاٹ دینا اور اپنے گھروں میں بیٹھ جانا اور حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے (ہابیل) کی طرح ہو جانا۔ (ترمذی جلد ۲) یعنی اگر تمہارے کوئی درپے قتل ہو تو اس صورت میں بھی تم اسے قتل نہ کرنا بلکہ ہابیل کی طرح مقتول بن جانا تا کہ تم قیامت کے روز تو رب کے حضور سرخرو ہو سکو۔

Marfat.com

11- کبیرہ گناہوں کی صورت میں ظلم کی حرمت

چند گناہ ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روکا ہے کیونکہ ان کا ارتکاب کرنے والا دوسرے افراد پر ظلم کرتا ہے ان کے حقوق چھینتا ہے۔ ان کی عزت خراب کرتا ہے انہیں۔ ذہنی، بدنی اور روحانی تکلیف دے کر بے سکون کرتا ہے یا پھر خود اپنی جان پر یہ گناہ کر کے ظلم کرتا ہے اگر ان گناہوں پر سے توبہ کیے بغیر مر جائے گا تو ان کی وجہ سے ہلاکت میں پڑ جائے گا اور جہنم کا ایندھن بن جائے گا جس کا ثبوت اس حدیث سے ملتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اجْتَنِبُوْا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبٰو وَاَكْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ۔

(متفق علیہ، مشکوٰۃ فی ایمان ح ۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا سات مہلک چیزوں سے بچو۔ حاضرین نے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ کا شریک ٹھہرانا، جادوگری کرنا اور اس شخص کو قتل کرنا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا مگر حق کی وجہ سے، سود کھانا، یتیم کا مال ہضم کر جانا، لڑائی کے دن پیٹھ دکھانا اور ایماندار بے خبر پاکدامن خواتین پر تہمت لگانا۔

ایک اور حدیث میں دس کبیرہ گناہوں کا ذکر یوں ہے:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے سرکار نے نصیحت فرمائی کہ میں دس باتوں پر عمل کروں۔ (۱) اگر مجھے جان سے مارے جانے یا جلائے جانے کا بھی خوف ہو جب بھی اللہ کی وحدانیت میں کسی کو شریک نہ کروں۔ (۲) اگر والدین تجھے یہ حکم دیں کہ اہل وعیال کو چھوڑ دے جب بھی ان کی نافرمانی نہ کروں۔ (۳) جان بوجھ کر فرض نماز کو ترک نہ کروں کیونکہ جو جان بوجھ کر نماز کو ترک کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

ذمہ میں نہیں رہتا۔ (۴) شراب نوشی سے احتراز کروں کیونکہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ (۵) ارتکاب گناہ سے بچوں کیونکہ گناہ غضب الٰہی کا سبب بنتے ہیں۔ (٦) اگر جنگ میں لوگ مرکٹ بھی رہے ہوں تو بھی جنگ سے نہ بھاگو۔ (۷) اگر کہیں وبا کی وجہ سے اموات ہونے لگیں تو وہیں ٹھہرو اور وہاں سے نہ بھاگو۔ (۸) اور استطاعت کے مطابق اہل وعیال کی کفالت کرو۔ (۹) اور ان کی تربیت سے غافل نہ رہو۔ (۱۰) اور ان کو خشیت الٰہی کی تعلیم دو۔ (مشکوٰۃ فی ایمان ح ۱۱)

12-مظلوم افراد کی مدد

انسان پر جب جذباتِ حیوانیت کا غلبہ ہو جاتا ہے تو وہ اخلاق، رحم اور شفقت سے عاری ہو کر اپنے ہم جنس افراد کو اپنے ظلم کا نشانہ بنا کر بہت مسرور ہوتا ہے جبکہ مظلوم شخص کے دکھ درد اور تکلیف کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ ایسے ظالم شخص پر بہت ناراض ہوتا ہے اور مرنے کے بعد وہ اس سے بدلہ لے گا مگر اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ مظلوم افراد کی ہر ممکن مدد کریں اور انہیں ظالم کے ظلم سے بچائیں اور ریاستی سطح پر ظلم پر قانونی عملداری کی جائے اور ظالم کو اس کے ظلم پر شریعت کے مطابق سزا دی جائے جبکہ معاشرے میں بھی ہر مقام پر کمزور افرادِ مسلم، کو ظالموں کے حوالے نہ کیا جائے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مظلوم کی مدد کا تمام مسلمانوں کو حکم دیا ہے۔

اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یُسْلِمُہٗ وَمَنْ کَانَ فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ کَانَ اللّٰہُ فِیْ حَاجَتِہٖ وَمَنْ فَتَحَ عَنْ مُّسْلِمٍ کُرْبَۃً فَرَّجَ اللّٰہُ عَنْہُ کُرْبَۃً مِّنْ کُرُبَاتِ یَوْمِ

عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ تو اس پر ظلم کرے اور نہ ظالم کے حوالے کرے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت بر آری میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات پوری کرتا ہے جو شخص کسی مسلمان سے مصیبت

اَلْقِیٰمَۃِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ

(بخاری جلد اول کتاب المظالم حدیث 2267)

دور کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی مصیبتیں دور کرے گا جس نے کسی مسلمان کی ستر پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب چھپائے گا۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا اَنْنْصُرُہُ فَکَیْفَ نَنْصُرُہُ ظَالِمًا قَالَ تَاْخُذُہُ فَوْقَ یَدَیْہِ

(بخاری جلد اول کتاب المظالم حدیث:2269)

انس روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے ظالم یا مظلوم بھائی کی مدد کرو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ مظلوم کی مدد کا مفہوم تو واضح ہے لیکن ظالم کی مدد کا کیا مطلب؟ فرمایا اس کا ہاتھ پکڑ لو، (یعنی ظلم سے باز رکھو) مظلوم کی مدد ہے۔

ایمان کا کمزور ترین تقاضہ یہ ہے کہ ظالموں سے قلبی نفرت رکھی جائے بہترین ایمان مظلوموں کو ظالموں کے ظلم سے عملاً بچانا ہے اور انہیں عدالت، پنچائت یہ طاقت کے ساتھ ان کا حق واپس دلانا ہے۔

13-مظلوم کے لئے احتجاج کا حق

اللہ تعالیٰ نے مظلوم کو یہ حق دیا ہے کہ وہ ظالموں کی طرف سے کئے گئے ظلم کے خلاف آواز اٹھائے اور قانون نافذ کرنے والے اداروں اور صاحب اقتدار سے مدد حاصل کرے۔ جیسا کہ فرمایا۔

لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ سَمِیْعًا عَلِیْمًا ○

اللہ پسند نہیں کرتا بری بات کا اعلان کرنا مگر مظلوم سے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

(پ ٦ نساء ١٤٨)

مظلوم کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد

اللہ تعالیٰ نے مظلوم کو اپنے اوپر ہونے والے ظلم کا قانون کے ساتھ انصاف حاصل کرنے کا حق دیا ہے اگر اسے یہ حق نہ مل سکے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی

مدد فرمائیگا جیسے کہ ارشاد ربانی ہے:

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ○

(پ۱۷ حج ۶۰)

بات یہ ہے اور جو بدلہ جیسی تکلیف پہنچائی گئی تھی پھر اس پر زیادتی کی جائے تو بیشک اللہ اس کی مدد فرمائیگا بیشک اللہ معاف کرنیوالا بخشنے والا ہے۔

ظالموں پر ظالموں کا تسلط

اگر ظالم نہتے و کمزور افراد کو اپنا لقمۂ ظلم بنانے سے نہ رکیں تو پھر اللہ تعالیٰ ان پر کوئی ان سے بھی بڑا ظالم مسلط کر دیتا ہے تا کہ ظالموں کو دنیا میں بھی اپنے ظلم پر عذاب ہو اور آخرت میں بھی گرفتار عذاب ہوں۔

وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○

اور یونہی ہم ظالموں میں ایک کو دوسرے پر مسلط کرتے ہیں بدلہ ان کے کئے کا۔

(پ۸ انعام ۱۲۹)

قیامت کے روز معذرت قبول نہ ہوگی

کسی بندے کا ظلم کی صورت میں گناہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معاف نہ کیا جائے گا جب تک کہ مظلوم خود معاف نہ کر دے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خبر دی ہے کہ قیامت کے روز ظالموں سے کسی قسم کا بہانہ قبول نہ کیا جائے گا اور نہ انہیں نفع حاصل ہوگا۔

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ○

(روم : 30/57، پ21)

پس اس دن ظالموں کی معذرت قبول نہ کی جائے گی اور نہ ان سے توبہ طلب کی جائے گی۔

جانوروں پر ظلم کی بناء پر عذاب

وہ جانور جو انسان کی خدمات پر مامور ہیں ان پر ظلم یہ ہے کہ ان سے کام ان کی قوت سے زیادہ لیا جائے، جبکہ ان کی غذا کا خیال نہ رکھا جائے۔ اسی طرح گھروں میں

Marfat.com

بعض جانوروں اور پرندوں کو باندھ کر رکھا ہوتو ان کی خوراک وضروریات کا خیال رکھا جائے اور جو شخص انہیں بھوکا مارے گا تو وہ بارگاہِ الٰہی میں جوابدہ ہو گا اور اسے اس حدیث سے عبرت حاصل کرنا چاہئے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ عن رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَتِ امْرَأَةُ النَّارَ مِنْ جَرَّآءِ هِرَّةٍ لَّهَا اَوْ هِرٍّ رَبَطَتْهَا فَلاَهِيَ اَطْعَمَتْهَا وَلاَ هِيَ اَرْسَلَتْهَا تُرَمِّمُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ حَتّٰى مَاتَتْ هَزْلاً

(مسلم ج7: بروصلتہ وادب ح6555)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی احادیث روایت کیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک عورت اپنی بلی ہی کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہو گئی جس کو اس نے باندھ کر رکھا تھا، اس کو خود کھلایا نہ چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے ہی کھالیتی حتیٰ کہ وہ لاغری سے مر گئی۔

اس حدیث اور دیگر کئی احادیث سے یہ استدلال کیا جاسکتا ہے کہ آزاد فضا میں رہنے والے پرندے مثلاً طوطے، چڑیاں، کبوتر، باز، بلبلیں وغیرہ کو قید نہ کرنا چاہئے کیونکہ نہ جانے وہ مقید زندگی میں تنہا کتنا رنج اٹھاتے ہیں بعض علماء کے نزدیک ان جانوروں اور پرندوں کو اس صورت میں قید رکھنا جائز ہے جبکہ ان کو مناسب ماحول اور خوراک مہیا کر دی جائے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ بندہ خود کو جانوروں کی قید کے سلسلے میں آزمائش میں نہ ڈالے۔

ظلم کی بناء پر گذشتہ اقوام پر عذاب الٰہی

گزشتہ اقوام کو پروردگار عالم نے اس وقت تک مہلت دی جب تک کہ وہ کمزور افراد پر ظلم سے بچے رہے اور جب انہوں نے معاشرے کے کمزور و نہتے افراد پر ہر قسم کے ظلم کو جائز قرار دے لیا اور اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام کی بات نہ مانی، جیسے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے کم تولنے کی صورت میں ظلم برپا کیا اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے مہمانوں اور رہگزرنے والوں کے ساتھ زبردستی عملِ لواطت شروع کر

دیا تو ایسی بستیوں کو پروردگار نے ان کے ظلم کی بناء پر عذاب میں گرفتار کرلیا۔

عَنْ اَبِیْ موسی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُمْلِیْ لِلظَّالِمِ فَاِذَا اَخَذَہٗ لَمْ یُفْلِتْہُ ثُمَّ قَرَأَ وَکَذٰلِکَ اَخْذُ رَبِّکَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰی وَھِیَ ظَالِمَۃٌ اِنَّ اَخْذَہٗ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ

(ھود 11/102)

(مسلم ج 7: بر وصلۃ وادب ح 6457)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے اور جب اس کو پکڑ لیتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: (ترجمہ) اور اسی طرح آپ کے رب کی گرفت ہے، جب وہ ظلم کرنے والی بستیوں کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے، بے شک اس کی گرفت سخت دردناک ہے۔

قومِ عاد وثمود نے اپنی طاقت کے نشے میں آکر ظلم کو عادت بنالیا اور پروردگار نے ان کے ظلم اور سرکشی کی بناء پر انہیں ہلاک کر کے ہمیشہ کے لئے عذاب میں مبتلا کرلیا۔ جیسے کہ فرمایا

وَاَنَّہٗٓ اَھْلَکَ عَادَا نِ الْاُوْلٰی ○ وَثَمُوْدَا فَمَآ اَبْقٰی ○ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ اِنَّھُمْ کَانُوْا ھُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰی ○ وَالْمُؤْتَفِکَۃَ اَھْوٰی ○ فَغَشّٰھَا مَا غَشّٰی ○ (پ ۲۷ نجم ۵۰ تا ۵۴)

اور یہ کہ اسی نے پہلی قومِ عاد کو ہلاک فرمایا اور ثمود کو تو باقی نہ چھوڑا اور ان سے پہلے نوح کی قوم کو بے شک وہ ان سے بھی ظالم اور سرکش تھے اور اس نے الٹنے والی بستی کو نیچے گرایا۔ تو اس پر چھایا جو کچھ چھایا۔

آخرت کے روز ظالموں کا برا حال ہوگا جب انہیں ذاتِ حی القیوم کے سامنے پیش کیا جائے گا تو انہیں اپنے ظلم کا بوجھ اٹھانا پڑے گا جیسے کہ ارشاد ربانی ہے۔

وَعَنَتِ الْوُجُوْہُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ ط وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ○

(پ ۱۶ طٰہٰ ۱۱۱)

اور سب منہ جھک جائیں گے اس زندہ قائم رکھنے والے کے حضور اور بیشک نامراد رہا جس نے ظلم کا بوجھ لیا۔

ظلم ترک کر کے صاف دل ہو جا

اے دوست! یہ دنیا کی زندگی انتہائی مختصر ہے اور ہم اپنی زندگی کا کتنا ہی حصہ گزار

چکے ہیں اس لئے ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان ارشادات سے نصیحت حاصل کرنا چاہئے اور اپنی طبیعت سے ظلم کو نکال دینا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں پر ہر قسم کے ظلم سے دور رہنا چاہئے بلکہ اپنے نفس کی اصلاح کرنا چاہئے اور تقویٰ کی راہ اختیار کر کے گناہوں کی دلدل سے نکل جائیں اور اپنا دل پاکیزہ کر لیں کہ اس میں کبھی گناہ وظلم کا خیال بھی پیدا نہ ہو۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ النَّاسِ اَفْضَلُ قَالَ کُلُّ مَخْمُوْمِ الْقَلْبِ صَدُوْقُ اللِّسَانِ قَالُوْا صَدُوْقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُہٗ فَمَا مَخْمُوْمُ الْقَلْبِ قَالَ ھُوَالتَّقِیُّ النَّقِیُّ لَا اِثْمَ فِیْہِ وَلَا بَغْیَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ.

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الزہد: ۲۰۱۹)

عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے عرض کیا یا نبی اللہ کون سا شخص افضل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا صاف دل اور زبان کا سچا شخص، صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ زبان کا سچا کون ہوتا ہے لیکن صاف دل سے کیا مراد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ پاک باز و پرہیزگار جس کا دل اتنا صاف اور پاک ہو کہ جس میں نہ کبھی گناہ کا خیال ہو نہ بغاوت کا نہ کینہ کا نہ حسد کا۔

حدیث کی رو سے مومن وہ ہے جو ہر اس عمل کو ترک کر دے جس میں ذرا بھر بھی برائی ہو۔

عَنْ عَطِیَّۃَ السَّعْدِیِّ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَبْلُغُ الْعَبْدُ اَنْ یَّکُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ حَتّٰی یَدَعَ مَالَا بَاْسَ بِہٖ حَذَرًا لِمَا بِہِ الْبَاْسُ

(ابن ماجہ جلد دوم ابواب الزہد: ۲۰۱۸)

عطیۃ السعدی کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بندہ اس وقت تک متقین کا درجہ حاصل نہیں کرسکتا جب تک کہ اس کام کو جس میں برائی نہ ہو چھوڑ دے اور اس کام سے ڈرے جس میں برائی ہو۔

Marfat.com

باب نمبر 6

اسلام سے قبل غلاموں کا حال

غلامی کی تاریخ ہزاروں سال قبل از مسیح سے ملتی ہے۔ وہ کون سے حالات تھے جن کی بدولت انسان کو انسان کا زرخرید مال بننا پڑا۔ اس کے بارے میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ کچھ اہل قلم کا کہنا ہے کہ غلامی کی سب سے بڑی وجہ انسانوں کی باہمی جنگیں بنیں۔ اس لئے کہ جنگ میں فاتح اپنے مفتوح کے مردوں کو قتل کر کے ان کے بچوں اور عورتوں کو اپنے کارہائے خدمت سرانجام دینے کے لئے زندہ رکھ لیتے۔ اس کے علاوہ مسافروں کے قافلوں کو لوٹ کر انہیں غلام بنانا اور پھر فروخت کر دینا بھی ایک وجہ تھی۔ مزید براں کمزور ہمسائے ممالک پر غلاموں کے حصول کے لئے حملہ کر دیا جاتا۔ جب پوری دنیا میں غلاموں کی کثرت ہوگئی۔ تو غلاموں کی تمام ممالک میں منڈیاں لگنے لگیں اور لوگ اپنے کام کاج، زمینوں کی کاشت کے لئے، گھریلو امور کی نجام دہی کے لئے اپنے پاس غلاموں کی ریل پیل کی خاطر ان منڈیوں سے غلاموں اور لونڈیوں کی خرید و فروخت کرتے۔ اس طرح زمانہ قدیم کے تمام مہذب ملکوں میں لاکھوں کی تعداد میں غلام معاشرے میں انسان نما جانور کی صورت میں موجود تھے۔ اور ان کے معاشرے میں کسی بھی قسم کی تمدنی وسماجی حقوق سرے سے موجود ہی نہ تھی۔

دنیا کے تمام معاشروں میں غلاموں کے موجود ہونے کے باوجود ان کی دادرسی کے لیے کہیں بھی اخلاقی و قانونی پناہ گاہ موجود نہ تھی۔ ان پر ظلم وتشدد کے وقت کوئی بھی آہ بھرنے والا نہیں تھا۔ جب وہ ستم کی چکی کے زد میں آتے تو کوئی انہیں چھوڑانے والا نہ تھا۔ زمانے کے کسی بھی انقلاب نے مظلوم انسانوں کی فلاح و بہبود کو اپنے دستور میں

Marfat.com

شامل نہ کیا۔ مارک غلامی کی تعریف اس طرح کرتا ہے کہ ایک ایسا حق ہے کہ آقا ہی اس سے دستبردار ہوسکتا ہے لیکن اس کو ملک محض نہیں کہا جا سکتا قانون اور عرف نے نہ غلام کوئی بھی کچھ حقوق دیئے ہیں لیکن سید امیر علی اس پر یوں رقمطراز ہیں کہ غلامی تو دراصل وہ ہے جو یورپ میں پائی جاتی ہے اسلام کے قانون میں کوئی دفعہ ایسی نہیں جس پر انگریزی اصطلاح کے مطابق "غلامی" کے لفظ کا اطلاق ہو سکے۔

(بحوالہ اسلام میں غلامی کی حقیقت سعید احمد اکبر آبادی)

غلام انسان اپنے آپ کو گردش زمانہ کے ایسے بھنور کا شکار سمجھتے تھے جس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ اگر وقتی راحت کا کچھ سامان موجود تھا تو وہ صرف اس صورت مین تھا۔ کہ غلام آقا کی خدمت کے لئے خون کا آخری قطرہ بھی بہادے شاید اس سے اس کا آقا خوش ہو کر اس کی اذیتوں میں کچھ تخفیف کر دے۔ غلام اور لونڈیاں اپنے آقاؤں کا بکاؤ مال تھا۔ اور آقا جانوروں کی طرح ان کی ذرا سی کوتاہی پر انہیں موت کا پروانہ عطا کرنے پر کلی طور پر قادر تھے۔ اور ان پر تشدد کو تو وہ اپنے لئے راحت وسکون کا سامان سمجھتے تھے۔ اور اکثر معاشرے میں اپنی شقاوتِ قلبی کے اظہار کے لئے ان معصوم انسانوں کو اَن گنت تازیانے لگانا ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ الغرض! دنیا کے تمام معاشروں میں غلامی کی صورت میں مجبور انسانیت کا کوئی عزت و وقار نہ تھا۔ ان کے ساتھ مجلس کرنا شرفاء شہر کے شایانِ شان نہ تھا۔ بلکہ وہ ان کو اس قدر منحوس و کمتر سمجھتے کہ جیسے وہ غلاظت کے کیڑے مکوڑے ہوں۔

حوا کی بیٹیاں لونڈیوں کی صورت میں اپنی عصمت وعزت کا کوئی پاسدار نہ رکھتی تھیں۔ ان کا آقا ان کی عصمت اپنے مہمانوں کے ہاں رہن رکھ کر میزبانی کا اہتمام کرتا یا وہ ان کی پارسائی کے عوض قحبہ گری کی صورت میں دوکانِ روزگار کو چمکاتا۔ اور وہ مجبور و مقہور ہوس پرست کی ہوس کا بے جان کھلونا رہتیں۔ اس طرح جو اُن کی اولاد بھی ہوتی تو وہ بھی مالک کی ملکیت بن جاتی۔ یہ وہ مصائب والم کی چکی کی مشقِ ستم تھی جو صدیوں سے ان پر ڈھائی جاتی تھیں۔

عہد روما میں غلاموں کی حالت زار

اہل روم اپنی عیش و عشرت کے سامان کی فراہمی کے لئے غلاموں کو دن کے وقت کھیتوں میں محوِ مشقت رکھتے۔ مگر اس کے باوجود کھانا اتنا کم دیتے کہ جس سے ان ننھے انسانوں کی آتشِ پیٹ بھی سرد نہ ہو پاتی۔ جبکہ انہیں رات کے وقت ایسے قید خانوں میں پابندِ سلاسل کر دیا جاتا۔ جس میں غلاظت و گندگی کا تعفن موجو ہوتا۔ معمولی غلطی پر ان کی پیٹھ پر چالیس پچاس کوڑے برسائے جاتے۔ وہ آقا اپنے غلاموں کو اذیتیں پہنچا کر لذت محسوس کرتے۔ اس کی معمولی سی جھلک ہمیں اہل روم کے اس دل پسند کھیل سے نظر آتی ہے جس میں غلام اپنے آقاؤں کی ضیافتِ طبع کے لئے برہنہ تلواروں سے ایک دوسرے کے گوشت کو نوچتے اور بالآخر سب ایک دوسرے کو قتل کر کے خس و خاشاک ہو جاتے اور اگر اس خون کے کھیل سے کوئی خوش قسمت بچ جاتا تو ان کے آقا اسے خوب داد دیتے۔ اس کھیل سے اہل روم کی مذہبیت اور اخلاقی حالت کا بھی ایک بھیانک تصور آنکھوں کے سامنے آتا ہے۔ کہ وہ کس قدر انسان خوار تھے۔ غلام و نیچ طبقات میں پھینکے گئے انسانوں کو اذیت دے کر مسرتِ طبع پانا آج بھی چند تہذیبوں کے باسیوں کو اپنے آباؤ اجداد کی وراثت سے حصہ میں ملا ہے۔ میں اہل روم کے اس موضوع پر مزید رویوں کو طوالت کے باعث تحریر کرنے سے قاصر ہوں۔

2- یونان میں غلاموں کی حالت

یونان میں غلاموں کی حالت کا اندازہ ارسطو کے اس کے قول سے بخوبی ہو جاتا ہے کہ غلام ایک آلہ ہے مگر ذی روح، اور ایک کھلونا ہے مگر جاندار"۔ یونان کے ایک اہل علم کا تصور غلاموں کے بارے میں اس قدر بھیانک ہے تو اس کے جابر لوگوں کا کیا حال ہو گیا۔ یونان میں بعض قسم کے غلاموں کی خرید و فروخت جاگیروں کے ساتھ کر دی جاتی۔ اور دوسرے قسم کے غلام کلی طور پر اپنے آقاؤں کے رحم و کرم پر ہوتے۔ یونان میں غلامی کی عام سزا پچاس کوڑے تک تھی۔ مزید سزائیں پاؤں میں بیڑیاں اور قید کی صورت میں دی جاتی تھی۔ یونان میں انیتا نامی بازار میں ان کی عام خرید و فروخت ہوتی

Marfat.com

تھی۔

اہل چین

چین میں غلاموں کے ساتھ ہر قسم کا سلوک روا رکھا جاسکتا تھا مگر ان کے ہاں غلاموں کے بارے میں اخلاقی تعلیمات قدرے بہتر تھیں اور مالکوں کو اپنے غلاموں سے بہتر سلوک روا رکھنے کا حکم دیا گیا تھا۔

موجودہ مغربی اقوام اور غلامی

مغربی اقوام میں غلامی کا رواج انیسوی صدی کے نصف تک رہا۔ اس کے بعد قانوناً اس کو ختم کر دیا گیا۔ لیکن اس سے پہلے تک غلاموں کی حالت ان کے ہاں قابلِ رحم تھی۔ اس کا اندازہ فرانس میں شائع کئے گئے ۱۶۶۵ء کے سیاہ قانون سے ہوتا ہے۔ جس کی رو سے کسی حبشی کو کسی شریف آدمی پر محض زبان درازی کرنے یا سرقہ کے سبب قتل کیا جاسکتا تھا۔

غلام کے بھاگ جانے پر اس کے جسم کو داغا جاتا۔ اور دوسری بار بھاگنے کی صورت میں کان کاٹے جاتے اور تیسری مرتبہ بھاگنے پر قتل کر دیا جاتا۔ اس قانون کے تحت انگلستان میں کثرت سے غلام قتل کیے گئے فرانس میں یہ حالت ۱۸۴۸ء کے انقلاب تک رہی۔

جنوبی امریکہ

جنوبی امریکہ میں غلام بنانے کا نظام انتہائی ظالمانہ تھا۔ سیاہ قانون کا مفاد یہ تھا۔ اگر کوئی شریف کسی باندی سے نکاح کرلے گا تو اس کو نوآبادیات میں کوئی عہدہ نہیں مل سکتا۔ ان کے قوانین میں اس امر کی تصریح تھی کہ آقا کو اپنے غلام پر ہر طرح کا اختیار حاصل ہو۔ یہاں تک کہ زندہ رکھنے اور مار ڈالنے کا بھی۔ مالک اپنے غلام کو رہن رکھ سکتا تھا۔ اجرت پر دے سکتا تھا۔ اور اس پر قمار کھیل سکتا تھا۔ سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ غلام شہر کی سڑکوں پر بغیر سرکاری اجازت نامہ کے نہیں چل سکتا تھا، اور اس

پر طرف یہ کہ کسی سڑک پر کہیں سات غلام اکٹھے نظر آجاتے تو ہر شخص کو اختیار حاصل تھا کہ انہیں قید کرادے خواہ اس کے پاس سرکاری اجازت ہو یا نہ ہو۔ صرف سفید فام ہونا ہر طرح کی سختی کا عذر تھا۔ غلاموں کی نسبت ان لوگوں کی " کتابِ اخلاق " کا سرِ عنوان یہ جملہ تھا کہ " غلام ایک جسم بے روح و بے عقل اور اس کی زندگی ہمارے ہاتھ میں ہے"۔

۱۷۱۲ء اور ۱۷۴۱ میں نیویارک میں غلاموں نے انتہائی سختیوں سے تنگ آ کر بغاوت کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جو غلام گرفتار ہو کر آتے تھے یا تو گاڑیوں کے پہیوں کے نیچے دبوا دیے جاتے اور یا زندہ آتش کر دئے جاتے تھے۔

(ماخوذ از اسلام میں غلامی کی حقیقت، از قلم سعید احمد اکبرآبادی)

عرب میں غلامی

دیگر اقوام کی طرح عربوں میں بھی غلامی کا دھندہ پورے عروج پر تھا۔ عرب غلاموں کے اتنے رسیا تھے۔ کہ وہ ان کے حصول کے لئے باقاعدہ جنگیں کرتے اور مفتوح قبائل کو ہمیشہ کے لئے غلامی کی زنجیروں جکڑ دیتے۔ مخالف قبائل پر اچانک حملہ کر کے ان کے مرد و زن کو گرفتار کر کے لے جاتے۔ اس وقت قیدیوں کے تبادلے کا کوئی قانون نہ تھا۔ صرف جنگی قیدی کے لیے اصول ہمیشہ کی غلامی کی صورت میں کار فرما تھا۔ قافلوں کو لوٹ کر، فریق مخالف کے بیوی بچوں کو غلام بنانے کا بھی دستور تھا۔ مزید براں غلاموں لونڈیوں کی خرید و فروخت کے سالانہ بازار بھی لگتے تھے۔ جس سے لوگ حسبِ ضرورت غلام حاصل کر لیتے تھے۔

عرب غلاموں کی کثرت اپنی شان و شوکت کے اظہار کے لئے بھی ضروری سمجھتے تھے۔ دیگر اقوام کی طرح وہ اپنی تجارت کے انتظام و انصرام مویشیوں کی دیکھ بھال اور ذاتی خدمات کے لئے وہ غلام لونڈیوں کا ہونا لازمی سمجھتے تھے۔ گویا اس وقت غلام معاشی مضبوطی کا جزوِ لاینفک سمجھے جاتے تھے۔ اس لئے گردشِ زمانہ نے اس نہتی انسانیت کو نظامِ معیشت کا بے جان پرزہ بنا کر رکھ دیا تھا۔

دیگر اقوام کی طرح عربوں میں بھی غلاموں کے بارے مین کوئی اخلاقی ضابطہ موجود نہ تھا۔غلام مویشی کی طرح نجی ملکیت سمجھا جاتا تھا۔اور اس کا آقا اس سے کسی بھی قسم کا سلوک کر سکتا تھا۔ذرا سی غلطی پر شدید سزا، اور بڑی غلطی پر ہاتھ پاؤں کاٹنا یا جان سے مار دینا عام تھا۔گویا مالک کے تشدد سے بچانے کیلئے انہیں کوئی پناہ گاہ میسر نہ تھی۔ ان کا معاشرتی مقام یہ تھا۔شرفاء کی مجلس میں ان کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔اہم معاملات میں شرفاءِ عرب غلاموں سے نشست و برخاست اپنے لئے کسرِ شان تصور کرتے۔ وہ اپنے غلاموں سے ان کی طاقت و ہمت سے زیادہ کام لینے میں عزت محسوس کرتے۔ گویا اسلام سے قبل ان کی حالت انتہائی قابل رحم و دگرگوں تھی۔اس وقت تک ان کی فلاح و بہبود کے لئے دنیاء کی کسی بھی قوم کے پاس کوئی چارٹر موجود نہ تھا۔

Marfat.com

باب نمبر 7

غلامی کے خاتمہ کے لئے اسلام کے اقدامات

جب اسلام کا ظہور ہوا تو اس وقت پوری دنیا میں بالعموم اور عرب میں بالخصوص، شرک و بت پرستی، شراب و جواء سود و حرام خوری، کمزور لوگوں پر ظلم و ستم، جہالت و گمراہی، عورتوں کی بے بسی و بچیوں کی زندہ درگوری جیسے عظیم جرائم پوری آب و تاب سے موجود تھے۔ انہی مسائل میں سے غلامی بھی ایک سنگین مسئلہ تھا۔ گویا دیگر مسائل کی طرح غلامی بھی اسلام کو سر پڑے مسئلے کی طرح ملا۔ اسلام نے جس طرح تدریجاً اپنی اخلاقی و روحانی تعلیمات و قانونی گرفت سے دیگر معاشرتی برائیوں کا خاتمہ کیا اسی طرح غلامی کے مرض کو بھی اپنی حکیمانہ تعلیمات کے ذریعے مختصر عرصہ میں ختم کیا۔ اسلام نے غلاموں کے مساویانہ حقوق مقرر کیے۔ ان کی خوراک، رہائش کے لئے ہمدردانہ اصول و وضع کئے۔ انہیں جانوروں کی طرح سزا دینے سے منع فرمایا۔ ان کے لئے زنجیر عدل کو بلند فرمایا۔ غلاموں کے آقاؤں کو ان سے شفقت و محبت سے پیش آنے کا حکم صادر فرمایا۔ انہیں یہاں تک تاکید کی کہ وہ تو ان کے بھائی ہی ہیں جن کو اللہ نے ان کے ماتحت کر دیا ہے۔ غلاموں کو عزت بھرے القابات سے بلانے کا حکم دیا۔ ان کو عار دلانے والے و بے عزت کرنے والے ناموں سے بلانے کی ممانعت کی۔ ان تعلیمات کا فوری اثر یہ ہوا۔ کہ غلاموں کو مختصر عرصہ میں معاشرہ میں باعزت مقام حاصل ہو گیا۔ ان میں سے کئی ایک کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی اہم مناصب پر فائز کیا اور کئی معرکوں میں سپہ سالار مقرر فرمایا۔ جس سے ان کا وقار بلند ہو گیا۔ اور ہر طرف انہیں عزت سے پکارا جانے لگا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جو کل تک اپنے آقا کے ہاں مشق

Marfat.com

ستم بنے ہوئے تھے اسلام میں داخل ہوئے تو انہیں سیدنا بلال کے لقب سے پکارا جانے لگا۔

اگرچہ اسلام نے فوری و دفعتاً غلامی کا خاتمہ نہ کیا۔ مگر غلاموں کی فلاح و بہبود کیلئے ایسی اخلاقی تعلیمات وضع کیں جن سے فوری طور پر تو غلامی کا خاتمہ نہ ہو سکا۔ مگر ان تعلیمات سے یہ ضرور ہوا کہ یہ غلامی صرف لفظی حد تک محدود ہو گئی۔ اور اسلامی معاشرے میں غلاموں کو وہ مقام حاصل ہوا کہ وہ غلامی پر فخر کرنے لگے۔ کس طرح اسلام کی حکیمانہ، قانونی اور اخلاقی تعلیمات سے تقریباً دو صدیوں کے دوران بالکل ختم ہو گئی۔ وہ کونسی تعلیمات ہیں جن سے غلامی اسلامی دنیا سے حرف غلط کی طرح مٹ گئی آیئے ہم ذیل میں اس پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں۔

1-قرآن کریم میں غلاموں کی آزادی کا حکم

قرآن مجید میں غلاموں کی آزادی کے متعلق خصوصی ہدایات موجود ہیں اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید میں صدقات کی رقوم میں سے غلاموں کی آزادی کا حکم دیا گیا ہے اور پھر انہیں اس قابل بنانے کی بھی اسلام نے تاکید کی ہے کہ وہ معاشرے میں معاش و رہائش کے قابل ہو جائیں اور آزاد زندگی بسر کر سکیں چنانچہ قرآن مجید میں غلاموں کی آزادی کے متعلق معاشی وسائل کا تعین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ہے زکوٰۃ صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو فقراء، اور نادار اور زکوٰۃ اکٹھا کرنے والے ہیں اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دلانا مقصود ہو نیز گردنوں کو آزاد کرانے یعنی غلاموں کی آزادی کے لئے، اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لئے یہ سب اللہ کی طرف سے فرض ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔ (پ10 توبہ 60)

مستشرقین کا یہ پروپیگنڈہ کرنا کہ اسلام میں غلاموں کے متعلق اخلاقی و قانونی تعلیمات کا موجود ہونا یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسلام نے بھی غلامی کو رواج دیا ہے ایسے لوگ غلطی پر ہیں کیونکہ اسلام نے تمام معاشرتی برائیوں کو مرحلہ وار ختم کیا ہے جیسے کہ شراب کو کئی مرحلوں کے بعد مکمل طور پر حرام کر دیا، اسی طرح کیونکہ اس وقت عرب معاشرے

Marfat.com

میں غلاموں کی کثرت تھی اور غلام طبقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ ذہنی پستی کا شکار تھے، وہ عرب کے معاشرہ میں اپنا آزاد وجود قائم نہ رکھ سکتے تھے اس لئے پہلے مرحلے میں غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا اور انسانی مساوات سے نوازا گیا پھر جب معاشرہ مہذب بنا دیا گیا تو مسلمانوں کو ترغیب دی گئی کہ وہ ایسے لوگوں کو آزاد کر کے جنت حاصل کریں، جو عرب معاشرے میں رہ کر اپنا معاشی وجود برقرار رکھنے کے قابل ہوں، پھر انہیں زکوٰۃ اور ریاستی خزانہ سے وظائف سے بھی ہمکنار کیا گیا، حتیٰ کہ مسلمانوں نے بعض غلاموں سے اپنی بچیوں کے نکاح بھی کر دیئے اور پھر آزاد کئے گئے لوگوں میں سے بڑے بڑے جلیل القدر علمی وروحانی افراد پیدا ہوئے۔ جن کا پوری اسلامی دنیا میں احترام کیا جاتا ہے اور اس طرح رفتہ رفتہ اسلامی دنیا سے غلامی ختم ہو گئی۔

2- غلاموں کی آزادی کے فضائل

محسنِ انسانیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے گفتار و کردار سے جس قدر غلاموں کو آزادی دی ہمیں دنیا کے کسی اور شخصیت کی تعلیمات میں اس کا عکس تک نظر نہیں آتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر موقع پر اس مظلوم انسانیت کی مدد فرمائی اور ان کی حریت و آزادی کے لئے نئی نئی راہیں کھولیں۔ اور اپنے ماننے والوں کو پوری شد و مد سے اس کام کی ترغیب دی اور آزادیٔ نفس کو اجر عظیم کی حامل نیکی قرار دیا اور اپنے ماننے والوں کو ہر لحاظ سے باور کرایا کہ غلاموں کو آزاد کرنے سے انسان اللہ کا رضا پا لیتا ہے دوزخ سے رہائی حاصل کر لیتا ہے اور جنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطمعِ نظر صرف غلاموں کی آزادی تک ہی محدود نہ تھا بلکہ آپ ان کو معاشرے کے باثر افراد بنانے کے بھی متمنی تھے اس لئے انہیں آزادی دینے کے بعد ان کی معاشی طور پر بحالی کا بھی حکم دیا ہے۔ آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جسمانی و ذہنی طور پر مفلوج انسانیت کی کن دلپذیر الفاظ میں دادرسی کی ہے۔

Marfat.com

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلِّمْنِیْ عَمَلاً یُّدْخِلُنِیْ الْجَنَّۃَ قَالَ لَئِنْ قُلْتَ اَقْصَرْتَ الْخُطْبَۃَ لَقَدْ اَعْرَضْتُ الْمَسْئَلَۃَ اَعْتِقِ النَّسْمَۃَ وَفُکَّ الرَّقَبَۃَ قَالَ اَوَلَیْسَا وَاحِدًا قَالَ لَا عِتْقُ النَّسْمَۃِ اَنْ تَفَرَّدَ بِعِتْقِھَا وَفَکُّ الرَّقَبَۃِ اَنْ تُعِیْنَ فِیْ ثَمَنِھَا وَالْمِنْحَمَۃَ الْوُکُوْفَ وَالْفَیْءَ عَلٰی ذِی الرَّحْمِ الظَّالِمِ فَاِنْ لَّمْ تُطِقْ ذٰلِکَ فَاَطْعِمِ الْجَائِعَ وَاسْقِ الظَّمْاٰنَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ فَاِنْ لَّمْ تُطِقْ ذٰلِکَ فَکُفَّ لِسَانَکَ اِلَّا مِنْ خَیْرٍ ۔

(بیہقی فی شعب الایمان)

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا عرض کی کہ مجھے کوئی عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کردے فرمایا تو نے بیان میں کوتاہی کی اور سوال لمبا کیا ہے جان کو آزاد کر اور غلام کو آزادی دے۔ اعرابی نے کہا یہ دونوں ایک نہیں۔ فرمایا جان کو آزاد کرنا چاہے اس کو آزاد کرنے میں اکیلا ہو اور غلام کا آزاد کرنا چاہے تو قیمت میں اس کی مدد کرے۔ اور دودھ دینے والی بھینس یا بکری وغیرہ دے۔ رشتہ دار ظالم پر بھی احسان کر اگر تو یہ نہ کرسکے تو بھوکے کو کچھ کھلا اور پیاسے کو پلا اور اچھی بات کا حکم کر اور برے کام سے منع کر اگر تو یہ بھی نہ کرسکے تو اپنی زبان کو بھلائی کے غیر پر بند کر۔

عَنْ سَمُرَۃَ بْنُ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصَّدَقَۃِ الشَّفَاعَۃُ تَفُکُّ الرَّقَبَۃُ

سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا افضل صدقہ سفارش کرنا ہے جس کے سبب گردن کو آزاد کیا جائے۔ (بیہقی)

3- غلام کی آزادی پر جنت کا حصول

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ اَعْتَقَ اللّٰہُ

سعید بن مرجانہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی

Marfat.com

رَقَبَةً مُّسْلِمَةً اَعْتَقَ اللّٰہُ بِکُلِّ عُضْوٍ مِّنْہُ عُضْوًا مِّنَ النَّارِ حَتّٰی فَرْجَہٗ بِفَرْجِہٖ

(بخاری جلد سوم کتاب الایمان والنذ ورحدیث 1619)

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے کسی مسلمان غلام یا لونڈی کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کے ہر عضو کو جہنم کی آگ سے بچائے گا یہاں تک کہ اس کی شرم گاہ کے بدلے اس کی شرم گاہ بچائے گا۔

عَنْ شُرَحْبِیْلَ ابْنِ السَّمْطِ اَنَّہٗ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ عَبَسَۃَ حَدِّثْنَا حَدِیْثًا سَمِعْتَہٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُّؤْمِنَةٍ کَانَتْ فِدَآءَہٗ مِنَ النَّارِ۔

(ابوداؤد جلد سوم کتاب العتق باب ثواب العتق: 568)

شرجیل بن السمط کا بیان ہے کہ میں حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض گزار ہوا۔ ہم سے کوئی حدیث بیان فرمایئے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہو؟ ارشاد ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ جس نے ایمان والی کسی گردن کو آزاد کیا تو وہ جہنم سے آزاد ہونے کا آزاد کرنے والے کے لئے فدیہ ہو جائے گا۔

عمرو رضی اللہ عنہ بن عبسہ سے روایت ہے کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسجد بنائے تاکہ اللہ کا ذکر کیا جائے اس کے لئے جنت میں ایک بڑا محل بنایا جائے گا جو شخص ایک مسلمان کی جان آزاد کرے اس نفس کے بدلے میں اسے آزاد کر دیا جائے گا اور جو شخص اللہ کی راہ میں بوڑھا ہُوا تو اس کا بڑھاپا قیامت کے دن نور ہو گا۔ (مشکوٰۃ کتاب العتق)

4- غلام عورتوں کی آزادی

عَنْ شُرَحْبِیْلِ بْنِ السَّمْطِ اَنَّہٗ قَالَ لِکَعْبِ بْنِ مُرَّۃَ اَوْ مُرَّۃَ بْنِ کَعْبٍ

شرجیل بن السمط نے حضرت کعب بن مرہ یا حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

حَدِّثْنَا حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مَعْنٰى مُعَاذٍ اِلٰى قَوْلِهٖ وَاَيُّمَا امْرِئٍ اَعْتَقَ مُسْلِمًا اَوْ اَيُّمَا امْرَأَةٍ اَعْتَقَتِ امْرَأَةً مُّسْلِمَةً وَزَادَ اَيُّمَا رَجُلٍ اَعْتَقَ امْرَأَتَيْنِ اِلَّا كَانَتَا فَكَالَهُ مِنَ النَّارِ يَجْزِىْ مَكَانَ كُلِّ عَظْمَيْنِ مِنْهُمَا عَظْمٌ مِّنْ عِظَامِهٖ

(ابو داؤد کتاب العتق حدیث 569)

سے عرض کی کہ ہم سے ایسی حدیث بیان فرمایئے۔ جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہو؟ تو انہوں نے روایت کیا کہ جس مرد نے دو مسلمان عورتوں کو آزاد کیا تو وہ اس کے لئے جہنم سے کفارہ ہو جائیں گی۔ اور دونوں کی ہڈیاں اس کی ہر ہڈی کے بدلے میں جہنم سے کفایت کریں گی۔

عَنْ اَبِىْ نَجِيْحٍ نِ السُّلَمِيِّ قَالَ حَاصَرْ نَامَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَصْرِ الطَّائِفِ بِحِصْنِ الطَّائِفِ كُلُّ ذٰلِكَ سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُ دَرَجَةٌ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَسَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَيُّمَا رَجُلٍ مُّسْلِمٍ اَعْتَقَ رَجُلًا مُسْلِمًا فَاِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ وِقَآءَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ عِظَامِهٖ عَظْمًا مِّنْ عِظَامِهٖ مُحَرِّرِهٖ مِنَ النَّارِ وَاَيُّمَا امْرَأَةٍ اَعْتَقَتِ امْرَأَةً مُّسْلِمَةً فَاِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ وِقَآءَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ

ابو نجیح کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ طائف کے محل میں پہنچے۔ معاذ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد محترم کو فرماتے ہوئے سنا کہ طائف کے قلعے میں محل کے اندر اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جسے اللہ کی راہ میں ایک تیر لگا تو اس کے لئے ایک درجہ ہے اور باقی حدیث بیان کی۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان کسی مرد کو آزاد کرے تو اللہ تعالیٰ اس (غلام) کی ہر ہڈی کے بدلے آزاد کرنے والی کی ہر ہڈی کو جہنم سے بچائے گا اور جو عورت کسی مسلمان عورت کو آزاد کرے تو اللہ تعالیٰ اس (لونڈی) کی ہر ہڈی کے بدلے

عِظَامِهَا عَظْمًا مِنْ عِظَامِ مُحَرِّرِهَا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

(ابوداؤد جلد سوم کتاب العتق: 567)

آزاد کرنے والی کی ہر ہڈی کو قیامت کے روز جہنم سے بچائے گا۔ (یعنی لونڈی غلام ان کی طرف سے کفارہ ہو جائیں گے۔

5- قیمتی غلام کی آزادی کا راز

اسلام نے قیمتی غلام کی آزادی پر زیادہ زور دیا ہے اس لئے کہ ہنر مند غلام معاشرہ میں اپنا آزاد وجود برقرار رکھ سکتا ہے۔ نیز وہ اپنے اہل وعیال کا بھی باعزت طریقہ سے پیٹ پال سکے گا اس میں ایک طرف تو مسلمانوں کو ایسے غلام افراد کو آزاد کرنے کا حکم دیا تو دوسرے طرف غلاموں کو اس بات کی ترغیب دی ہے کہ وہ اپنے اندر ہنر مندی اور سلیقہ مندی کے جوہر پیدا کریں تا کہ وہ دنیا میں آزادی حاصل کر ، کے باوقار زندگی بسر کرسکیں چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِیْ سَبِیْلِهٖ قَالَ قُلْتُ فَاَیُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ قَالَ اَغْلَاهَا ثَمَنًا وَّاَنْفُسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا

(بخاری جلد اول کتاب الرہن حدیث 2339)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کونسا عمل بہتر ہے فرمایا اللہ پر ایمان لانا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ حضرت ابوذر نے کہا میں نے عرض کیا کہ کون سا غلام بہتر ہے فرمایا جو قیمت میں مہنگا ہو اور مالک کو زیادہ پیارا ہو۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا وَاَغْلَاهَا ثَمَنًا

(ابن ماجہ جلد دوم کتاب العتق حدیث 295)

حضرت ابوذر رضي اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کون سا غلام آزاد کرنا افضل ہے آپ نے فرمایا جو غلام اس کے مالکوں کو زیادہ پسند ہو۔ اور اس کی قیمت بھی زیادہ ہو۔

یعنی ایسا شخص آزادی حاصل کر کے معاشرے میں باعزت مقام حاصل کر سکے

Marfat.com

اور خود انحصاری کی زندگی بسر کرنے کے قابل ہو ایسا نہ ہو کہ غلام آزادی تو حاصل کر لے مگر آزادی کے بعد کسی ہنر کے نہ ہونے کی بناء پر دوبارہ بھکاری کی شکل اختیار نہ کر لے جو اس کے لئے اور بھی زیادہ باعثِ ذلت ہو۔

6-تندرسی میں غلام آزاد کرنے کی ترغیب

اسلام نے مسلمانوں کو ابھارا کہ جب ان کے پاس مال و دولت اور معاشرے میں غلاموں کی صورت میں انسان موجود ہوں تو انہیں چاہئے کہ وہ اپنے مال و دولت کو انسانیت کی آزادی جیسے کارِ خیر میں خرچ کر کے اللہ کی رضا حاصل کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ ساری عمر تو دولت کو سینے سے لگائے رکھے اور جب موت کا وقت قریب آ جائے تو پھر غلام آزاد کر کے نیکی کمانا چاہے اگر چہ یہ بھی جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ غلاموں کو ایسے وقت میں آزاد کیا جائے جب کہ آزادی کے بعد بھی انہیں مزید فائدہ پہنچا سکے۔ تا کہ غلامی کے بعد ایسے لوگوں کی بہتر طریقے سے معاشرے میں شمولیت ہو سکے اور وسائل روز گار کی بدولت وہ مزید بہتر زندگی بسر کر سکیں۔ چنانچہ تندرستی کی حالت میں غلام آزاد کرنے کے بارے میں اس حدیث میں یوں ترغیب دی گئی ہے۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یُعْتِقُ عِنْدَ الْمَوْتِ یُھْدِیْ اِذْ شَبِعَ

حضرت ابو درداء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مرتے وقت غلام آزاد کرنے کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی پیٹ بھر کر کھانا دوسرے کو دے دے۔

(ابوداؤد جلد سوم کتاب العتق:570)

یہ احکامات صرف غلاموں کے لئے ہی نہیں بلکہ یہ غریب، مسکین، یتیم اور ذاتی ملازموں کے لئے بھی ہیں یعنی مسلمان صاحبِ ثروت لوگوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اپنی کوشش، اخلاقی و مادی حمایت سے ایسے لوگوں کو بحال کرنے میں تعاون کریں، ان کو معاوضہ دینے میں احسان کا پہلو سامنے رکھیں ان کی بعض مجبوریوں میں ان سے خصوصی مالی تعاون کریں تو اس طرح دکھی انسانیت سے تعاون کرنے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے

انہیں اجر عظیم دیا جائے گا دنیا میں ان کے مال میں برکت رکھ دی جائے گی اور آخرت کے روز انہیں بخش دیا جائے گا اور دنیا میں کمزور انسانوں کی بھلائی کے لئے کی گئی ہر سعی پر اجر دیا جائے گا۔

7- مشترک غلام کی آزادی

اگر ایک غلام میں کئی آدمی شریک ہوں اور اگر ایک شخص اپنا حصہ آزاد کرتا ہے۔ تو اس صورت میں صرف وہ حصہ ہی نہیں بلکہ پورا غلام آزاد ہو جائے گا۔ اگر آزاد کرنے والا شخص مالدار ہے۔ تو اس پر دوسرے شرکارء کے حصوں کو ادا کرنا ضروری ہے۔ ورنہ غلام کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ سعی وکسب کر کے دوسرے شرکاء کو قیمت ادا کرے گا۔ اس کے ادا کرنے کے بعد وہ آزاد ہو جائے گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ عَتَقَ شِقْصًا لَّهٗ فِیْ عَبْدٍ اُعْتِقَ كُلُّهٗ اِنْ كَانَ لَهٗ مَالٌ وَاِلَّا یَسْتَمِعُ غَیْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَیْهِ ۔

(بخاری جلد اول کتاب الرہن حدیث 2348)

بشر بن نہیک نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کسی غلام کو اپنے حصے کا آزاد کرے تو اگر اس کے پاس مال ہے تو سارا ہی آزاد کر دے ورنہ اسے مزدوری کے وقت مشقت میں نہ ڈالا جائے۔

عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْتَقَ بَیْنَ اثْنَیْنِ فَاِنْ كَانَ مُوْسِرًا قُوِّمَ عَلَیْهِ ثُمَّ یُعْتَقُ

(بخاری جلد اول کتاب الرہن حدیث 2342)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایسے غلام کو آزاد کرے جو دو آدمیوں میں مشترک ہو تو اگر وہ گنجائش والا ہے تو مصنفانہ قیمت ادا کر کے غلام کو آزاد کر دے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْتَقَ شِقْصًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ

Marfat.com

لَّـهُ اَوْ شِقِيْصًا لَّـهُ فِى مَمْلُوْكٍ فَخَلَاصُهُ عَلَيْهِ فِى مَالِهِ اِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ مَالٌ قُوِّمَ الْعَبْدُ قِيْمَةَ عَدْلٍ ثُمَّ اُسْتُسْعِىَ لِصَاحِبِهٖ فِى قِيْمَتِهٖ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ فِى حَدِيْثِهِمَا جَمِيْعًا فَاسْتُسْعِىَ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ ۔

(ابوداؤد جلد سوم کتاب العتق حدیث 540)

وسلم نے فرمایا:۔ جوکسی غلام میں اپنے حصے یا حصوں کے مطابق آزاد کروائے جبکہ اس کے پاس مال ہو۔ اگراس کے پاس مال نہ ہوتو غلام کی انصاف کے ساتھ قیمت لگوائی جائے گی۔ پھر جتنی قیمت واجب الادا ہے اس کے مطابق مالک کے لئے غلام سے محنت کروائی جائے لیکن غلام کو مشقت میں نہ پھنسایا جائے۔ امام ابوداؤد نے اپنی دونوں حدیثوں میں کہا کہ مشقت میں ڈالے بغیراس سے محنت لی جائے گی۔

احادیث سے اس بات کی تصریح بھی ملتی ہے کہ مشترک غلام کے متعدد مالکوں میں سے ایک آزاد کردے تو تو کلی طور پر آزاد ہو جاتا ہے جیسے کہ حدیث میں آتا ہے:

عَنْ اَبِى الْمَلِيْحِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ اَبِيْـهِ اَنَّ رَجُلًا اَعْتَقَ شِقْصًا مِّنْ غُلَامٍ فَـذُكِرَ ذَالِكَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَيْسَ لِلّٰهِ شَرِيْكٌ فَاَجَازَ عِتْقَهٗ ۔

(ابوداؤد جلد سوم کتاب العتق 535)

ابوملیح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں ایک شخص نے اپنے غلام کا حصہ آزاد کیا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیان کیا گیا فرمایا خدا کے لئے کوئی شریک نہیں آپ نے اس کے آزاد ہونیکی اجازت فرمائی۔

8- مال زکوٰۃ سے غلام آزاد کرنے کا حکم

اسلام نے غلاموں کی آزادی کے لئے صرف ترغیب وتحریص سے کام نہیں لیا بلکہ عملی طور پر بھی کئی ایسے اقدامات کیے جن سے غلامی کا خاتمہ ہو گیا مثال کے طور پر زکوٰۃ کی ادائیگی اسلام کا اہم ترین رکن ہے اور ہر صاحب استطاعت پر فرض ہے اسلام نے اس فرض کی مد میں غلاموں کی آزادی کے لئے ایک حصہ مقرر فرمایا اور مسلمانوں کو تاکید

کی کہ اس رقم کو غلاموں کی گردنیں چھڑانے پر صرف کریں اس سلسلے میں قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

(پ10 ع۱۴ توبہ ۶۰)

زکوٰۃ تو صرف ان کے لئے ہے جو فقراء اور نادار اور زکوٰۃ کو اکٹھا کرنے والے ہیں اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دلانا مقصود ہو نیز گردنوں کو آزاد کرنے اور مقروضوں کیلئے اللہ کی راہ میں اور مسافروں کیلئے یہ سب اللہ کی طرف سے فرض ہے اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔

فقہاء کرام کے نزدیک زکوٰۃ کی رقم کا پانچواں حصہ غلامی کی آزادی کے لئے مخصوص ہے جبکہ امام ابوحنیفہ وامام شافعی کے نزدیک یہ رقم مکاتبین کو دی جائے تاکہ وہ اپنی قیمت کی ادائیگی سے آزادی حاصل کرلیں حضرت امام مالک کا قول یہ ہے کہ اس رقم سے غلام خرید کر آزاد کئے جائیں۔ اسی طرح یہ رقم مسلمان قیدیوں کی رہائی کے لئے بھی خرچ کی جاسکتی ہے اس کے لئے دلیل یہ دی جاتی ہے کہ جب ایک مسلمان غلام کو اس کے مسلمان آقا کی غلامی سے آزاد کرانا جائز وعبادت ہے تو ایک مسلمان کو کافر کی غلامی سے آزاد کرانا تو اور زیادہ ضروری اور مناسب ہوگا۔ (قرطبی)

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وخلفاء راشدین اور اس کے مابعد ادوار میں اس رقم کو غلامی کے انسداد کے لئے خرچ کیا جاتا رہا یہاں تک کہ غلامی کا اسلامی ریاست کی حدود میں سے خاتمہ ہوگیا قرآن کی اس آیت سے اہل مغرب کے اس الزام کا بھی رد ہو جاتا ہے جس میں وہ خوب ڈھٹائی سے واویلہ کرتے ہیں کہ اسلام نے غلامی کے انسداد کے لئے کچھ نہیں کیا۔

9- غیر مسلم غلاموں کو آزادی دلانا

اسلام نے صرف اور صرف مسلمان غلاموں کی آزادی پر ہی زور نہیں دیا بلکہ

Marfat.com

اسلام نے غیر مسلم کو غلام کے پنجہ سے رہائی دلانے کو بھی نیکی قرار دیا ہے۔ اسلام پوری دنیا میں انسانوں کی حریت و آزادی کا علمبردار ہے چنانچہ قاضی شوکانی فرماتے ہیں کہ یہ بات کوئی قابل اختلاف نہیں ہے کہ غیر مسلم غلام آزاد کرنے سے بھی ثواب ملتا ہے امام مالک اس سے واضح طور پر فرماتے ہیں۔

وَلَا بَأْسَ اَنْ يَّعْتِقَ النَّصْرَانِيُّ وَالْيَهُوْدِيُّ وَالْمَجُوْسِيُّ تَطَوُّعًا

اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے، یہودی یا کسی نصرانی کو اجر و ثواب کیلئے آزاد کیا جائے۔

10-لونڈیوں سے نکاح کی بناء پر آزادی دینے کا حکم

اسلام سے قبل لونڈیوں سے نکاح معیوب تصور کیا جاتا تھا۔ اور لونڈیوں کو اپنی بیوی بنانا شرفاء عرب کیلئے کسی طرح بھی گوارا نہ تھا۔ اصل میں اس کی وجہ یہ تھی کہ لونڈیوں کو انتہائی ذلیل و خوار سمجھا جاتا تھا۔ وہ صرف ان کے لئے تعیش اور خادمہ کے طور پر مخصوص تھیں اس لئے وہ ان سے اپنی اولاد منسوب نہ کرنا چاہتے تھے۔ اسلام نے مسلمانوں کے ذہن سے زمانہ جاہلیت والی اس سوچ کو دفع کیا اور انہیں حکم دیا کہ جب تمہیں آزاد عورتیں نکاح کے لئے میسر نہ ہوں تو تم لونڈیوں کو اپنے نکاح میں لے لو۔ تمہارے لئے یہ مفید ہیں اس سے لونڈیوں کے سماجی مرتبہ کو بھی بلند کیا اور مسلمانوں کو یہ باور کرایا کہ حوا کی ان بیٹیوں سے نکاح کرنے میں کوئی عار والی بات نہیں اگر وہ سچی مسلمان خواتین ہوں چنانچہ قرآن مجید میں حکم آتا ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْ ۢ بَعْضٍ

(پ۵ نساء ۲۵)

اور تم میں سے جسے آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی استطاعت نہ ہو تو وہ اس عورت سے نکاح کرلیں جو تم میں سے کسی کی مملوکہ ہو۔ لیکن وہ تمہاری مسلمان باندیوں میں سے ہو اور اللہ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے (یعنی) تم باہم ایک

دوسرے کی نسل سے ہو (یعنی آزاد ہوں یا
باندی غلام سب ایک ہی آدم کی اولاد ہیں)

قرآن مجید کی اس آیت کے یہ الفاظ بعضکم من بعض قابل غور ہیں اصل میں ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ ازوات وقبائل سے تعلق رکھنے والے مردوں کے اذہان میں برتری وتفوق کے سمائے ہوئے بھوت پر گہری چوٹ لگائی ہے اور انہیں اس حقیقت کی طرف متوجہ کیا ہے۔ کہ تم سب کا مبداء ومرکز تو آدم وحواء ہیں اور تمہاری شکل وخون میں بھی کوئی خاص امتیاز نہیں لہٰذا اس گمانِ باطل سے باہر نکلو حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرو اور ایسی مجبور و بے بس خواتین کو اپنی زوجیت میں قبول کر کے غلامی کی لعنت کو دور کرنے کا سبب بنو۔ صاحب تفسیرِ مظہری اس آیت کی شرح میں فرماتے ہیں۔ کہ حدیث میں ہے کہ کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں مگر دین وتقویٰ کی وجہ سے۔ آدمی کے لئے بد زبان، فحاش اور بخیل ہونا پورا پورا بدنما ہے یہ دونوں۔ جملے اس لئے کہے کہ لوگ باندیوں سے نکاح کرنے کو عار نہ سمجھیں بلکہ ان کو اس طرف رغبت پیدا ہو۔ (مظہری ج ۳ ص ۴۰) قرآن کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی باندیوں سے نکاح کی ترغیب اپنے قول وفعل سے دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود بھی باندی سے نکاح فرمایا ان میں حضرت ام المومنین سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہ سے 5ہجری میں غزوہ ریسیع کے دوران اس وقت نکاح فرمایا جب وہ باندیوں کی صورت میں قیدی بنا کر لائیں گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی نسبت سے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے قبیلہ کے تمام افراد کو رہا کر دیا گیا یوں آپ رضی اللہ عنہا اپنے قبیلہ کے لئے باعث برکت ورحمت ثابت ہوئیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو بھی باندیوں سے نکاح کرنے کی ترغیب کچھ یوں دی ہے:

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ	ابو بردہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول

Marfat.com

كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ فَعَالَهَا فَاَحْسَنَ اِلَيْهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا كَانَ لَهُ اَجْرَانِ

(بخاری جلد اول کتاب العتق حدیث 2367)

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس لونڈی ہو اور وہ اس کی اچھے طریقے سے تربیت کرے پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لے تو اس کے لیے دوگنا اجر ہے۔

12- ذی رحم کی آزادی

اسلام نے ایسے افراد کو آزادی کا پروانہ دیا ہے۔ جو کسی طرح باپ، بیٹے، بھائی یا قریبی رشتہ داروں کی ملکیت میں آجائیں اسلام نے ان سب کو ذی رحم ہونے کی بناء پر آزادی عطا کر دی ہے اس کی وضاحت احادیث میں کچھ اس طرح سے ہے۔

عَنْ اَبِیْ هریرة قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْزِیْ وَلَدٌ وَّالِدَهٗ اِلَّا اَنْ يَّجِدَهٗ مَمْلُوْكًا فَيَشْتَرِيَهٗ فَيُعْتِقَهٗ

(شرح مسلم جلد رابع کتاب العتق باب فضل عتق الوالد:3689)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے باپ کے احسان کا بدلہ کوئی لڑکا نہیں دے سکتا مگر اس صورت میں کہ اس کا باپ غلام ہو اس کو خرید کر آزاد کر دے۔

عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَنْ مَّلَكَ ذَارَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔ جو اپنے ذی رحم محرم کی ملکیت میں آ گیا وہ آزاد ہے۔

(ابوداؤد جلد سوم کتاب العتق حدیث 552)

عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَّلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ

(ابوداؤد کتاب العتق حدیث 553)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ سمرہ سے روایت کرتے ہیں سمرہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو ذی رحم محرم کا مالک ہو وہ آزاد ہے۔

Marfat.com

13- ام ولد کی آزادی

ام ولد اس لونڈی کو کہتے ہیں جس کے بطن سے اس کے مالک کے لئے بچہ پیدا ہو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ آقا کے مرنے کے بعد وہ آزاد ہو جائے گی۔ حدیث میں آتا ہے: اَعۡتَقَهَا وَلَدُهَا یعنی اس باندی کو اس کے بچے نے آزاد کر دیا۔

عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا رَجُلٍ وَلَدَتۡ اَمَتُهٗ مِنۡهُ فَهِیَ مُعۡتَقَةٌ عَنۡ دُبُرٍ مِّنۡهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس لونڈی کے مالک سے اولاد پیدا ہو گئی وہ مالک کے انتقال کے بعد آزاد ہو جائے گی۔

(ابن ماجہ ج ۲ ص 94)

ام ولد کو نہ تو بیچا جا سکتا ہے اور نہ اس کو ہبہ کیا جا سکتا ہے نہ اس کو وراثت میں منتقل کیا جا سکتا ہے۔

حضرت ابن عمر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ اِنَّهٗ نَهٰی عَنۡ بَیۡعِ اُمَّهَاتِ الۡاَوۡلَادِ قَالَ لَا یُبَعۡنَ وَلَا یُوۡهَبۡنَ وَلَا یُوۡرَثۡنَ یَسۡتَمۡتِعُ بِهَا السَّیِّدُ مَادَامَ ۔ حَیًّا وَاِذَا مَاتَ فَهِیَ حُرَّةٌ۔

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امہات اولاد کی بیع سے منع فرمایا اور فرمایا کہ ان کو بیچا جائے اور نہ ان کو ہبہ میں دیا جائے اور نہ ان کو وراثت میں منتقل کیا جائے مالک جب تک زندہ رہے اس سے تمتع کرتا رہے جب مر جائے تو وہ آزاد ہے۔

(موطا امام مالک، دار قطنی)

احادیث میں ایک واقعہ اس طرح آتا ہے کہ حضرت حباب بن عمرو کا انتقال ہو گیا تو ان کی لونڈی سے ان کا لڑکا تھا ورثا نے ان کی لونڈی سلامہ بنتِ معقل کو فروخت کرنا چاہا تو بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئیں اور اپنا قصہ بیان فرمایا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ان کے ورثاء سے آزادی دلا دی۔ (ابوداؤد)

10۔مُد بر کی آزادی

مدبر اس غلام یا باندی کو کہا جاتا ہے جسے اس کے مالک نے یہ کہہ دیا ہو جاؤ تم میری وفات کے بعد آزاد ہو۔آثار صحابہ و تابعین سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے بے شمار غلاموں کو مدبر کر کے آزادی کی نعمت سے سرفراز کیا۔ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے اپنے چھ غلاموں کو مدبر کیا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت کے تہائی اصول کے مطابق دو کو آزاد کر دیا اور باقی غلاموں کو ورثا میں تقسیم کر دیا۔

14-مکاتبت سے آزادی

اسلام نے ہنر مند اور قابل غلاموں کے لئے آزادی حاصل کرنے کی یہ بھی سہولت رکھی ہے کہ وہ اپنی قیمت ادا کر کے آزادی حاصل کر لیں۔اسلام میں اس کو مکاتبت کہتے ہیں۔اس سلسلے میں معاشرے کے لوگوں کو بھی ان کی اعانت کرنے کی ترغیب دی ہے اور وہ خود بھی اپنے ہنر و مزدوری کے ذریعے مطلوبہ رقم پیدا کر سکتا ہے۔
قرآن مجید میں ایسے غلاموں سے مکاتبت کرنے کا حکم اس طرح سے ہے۔

وَالَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ الْکِتٰبَ مِمَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ فَکَاتِبُوْھُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِیْھِمْ خَیْرًا وَّاٰتُوْھُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰہِ الَّذِیْٓ اٰتٰکُمْ

(پ۱۸ع۱۰ نور ۳۳)

اور تمہارے غلاموں میں سے جو مکاتب بننا چاہیں تو انھیں مکاتب بنا لو اگر تم ان میں بھلائی دیکھو۔ اور (مکاتبت کی رقم ادا کرنے میں) ان کی اللہ کے اس مال سے مدد کرو۔ جو اس نے تمہیں عطا کیا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں یحیٰ بن کثیر روایت بیان کرتے ہیں: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَاتِبُوْھُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِیْھِمْ خَیْرًا قَالَ اِنْ عَلِمْتُمْ فِیْھِمْ حِرْفَۃً وَلَا تُرْسِلُوْھُمْ کَلًّا عَلَی النَّاسِ ۔یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو قرآن شریف میں آتا ہے کہ "اگر تم غلاموں میں بھلائی پاؤ تو ان سے مکاتبت کرو بھلائی سے مراد پیشہ وغیرہ کی اہلیت ہے اور فرمایا تم ان کو ایسی حالت میں مت چھوڑو کہ وہ لوگوں پر بوجھ ہوں۔ (ابوداؤد بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

Marfat.com

یہاں مسلمانوں کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ اگر تمہارا غلام مکاتبت کیلئے تمہارے پاس آئے اور تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ اس معاہدہ کو پورا کر سکتا ہے۔ یا آزاد ہونے کے بعد وہ دوسروں کیلئے تکلیف کا باعث نہ ہوگا۔ تم اس کے ساتھ مکاتبت کا معاہدہ کر لو۔

(ضیاء القرآن ج ۳ ص ۳۲۲)

غلامی کے دور میں بے شمار غلاموں نے اسلام کی عطا کردہ اس سہولت سے استفادہ حاصل کر کے آزادی کا پروانہ حاصل کیا اور اپنی بقیہ زندگی ایک آزاد انسان کی طرح گزار کر زندگی کی خوشیوں سے لطف اندوز ہوئے۔

15- اظہار پر غلام آزاد کرنے کا حکم

اگر کوئی غصہ سے اپنی بیوی کو ماں بہن کہہ لے تو اسے اظہار کہا جاتا ہے اسلام نے اظہار سے مباشرت کو حرام کر دیا اور نکاح کو باقی رکھا۔ حرمت مباشرت کے لئے کفارہ کا قانون بنایا اور اس کفارے میں غلام کو آزاد کرنے کا بھی حکم شامل فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآءِ هِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○

(پ ۲۸ مجادلہ ۳)

اور جو لوگ اپنی بیویوں سے اظہار کرتے ہیں اور پھر اپنی کہی بات کی تلافی کرنا چاہتے ہیں تو ان کے ذمہ ایک غلام آزاد کرنا ہے مباشرت کرنے سے پہلے۔ اس کی تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

16- قسم توڑنے کے کفارہ میں آزادی

اسلام نے بعض حدود کے توڑنے کے ارتکاب پر بھی اپنے ماننے والوں کو غلام آزاد کرنے کا حکم دیا ہے تا کہ کسی نہ کسی صورت میں غلامی کے رواج میں کمی واقع ہو۔ اور اشرف المخلوقات کو غلامی کے جبر سے حریت نصیب ہو قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

Marfat.com

لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِکُمْ وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ ۚ فَکَفَّارَتُہٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَۃِ مَسٰکِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَہْلِیْکُمْ اَوْ کِسْوَتُہُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ ط فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ

(پ ۷ مائدہ ۸۹)

اللہ تمہاری لغو قسموں پر مواخذہ نہیں کرتا بلکہ مواخذہ اس قسم پر کرتا ہے جو تم نے پکی کی ہو۔ تو اس قسم (کے توڑنے) کا کفارہ دس مسکینوں کا کھانا کھلانا ہے اوسط درجہ کا جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کا کپڑا یا بردہ آزاد کرنا۔ اب اگر کسی کو کوئی چیز میسر نہ آئے تو اس کا (کفارہ) تین دن کے روزے رکھنا ہیں۔

علماء اسلام نے یہاں بھی رواداری کا ثبوت دیا ہے امام اعظم فرماتے ہیں قسم کے کفارے میں کافر غلام آزاد کیا جا سکتا ہے جبکہ امام مالک و شافعی کے نزدیک مومن غلام ہی آزاد کرنا چاہئے۔

17-سورج گرہن کے وقت غلاموں کی آزادی

اہل اسلام کو سورج گرہن کے وقت غلام آزاد کرنے کا حکم ہے۔

عَنْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَآءِ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ کُنَّا نُؤْمَرُ عِنْدَ الْخُسُوْفِ بِالْعَتَاقَۃِ

(بخاری جلد اول کتاب الرہن :2340)

فاطمہ بنت منذر کا بیان ہے حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ چاند گرہن کے وقت ہمیں غلام آزاد کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

18-چاند گرہن پر آزادی

عَنْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَآءِ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ اَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَاقَۃِ فِیْ کُسُوْفِ الشَّمْسِ

فاطمہ بنت منذر کا بیان ہے کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورج گرہن کے وقت غلام آزاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ (بخاری جلد اول کتاب الرہن 2341)

Marfat.com

19- قتلِ خطاء کے وقت آزاد کرنے کا حکم

اچانک بلا مقصد ہتھیار چل جانے یا شکار کو مارتے وقت غلط نشانہ سے یا ٹریفک میں غلطی سے مسلمان کے ہاتھ سے قتل کی صورت میں بھی غلام آزاد کرنے کا حکم دیا ہے اس کا مدعا یہ ہے کہ ایک طرف تو انسان کو آزادی حاصل ہو جائے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ قاتل کی خطا معاف فرما دے چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَئًا ج وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَئًا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ اِلَّا اَنْ يَّصَّدَّقُوْا

(پ۵ نساء ۹۲)

اور کسی مومن کیلئے جائز نہیں کہ وہ کسی مومن کو (ناحق) قتل کرے لیکن غلطی سے ہو جائے اور جس نے مومن کو بلا قصد قتل کر دیا پس اس کا کفارہ کسی مسلمان غلام کو آزاد کرنا ہے۔

20- ایصالِ ثواب کے لئے غلام آزاد کرنا

اسلام نے غلاموں کی آزادی کیلئے ایک راستہ یہ بھی کھولا ہے کہ وہ اپنے وصال شدگان کی طرف سے بردے آزاد کریں تا کہ بردوں کی آزادی سے وفات شدگان کو راحت نصیب ہو اور اللہ تعالیٰ اس عمل کے سبب ان کی بخشش فرما دے اکثر صحابہ کرام اپنے وصال شدگان کی طرف سے بردے آزاد کیا کرتے تھے چنانچہ احادیث میں وارد ہوتا ہے کہ

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ عُمْرَةَ الْاَنْصَارِىِّ اَنَّ اُمَّهٗ اَرَادَتْ اَنْ تُعْتِقَ فَاَخَّرَتْ ذٰلِكَ اِلٰى اَنْ تُصْبِحَ فَمَاتَتْ قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَيَنْفَعُهَا اَنْ اُعْتِقَ عَنْهَا فَقَالَ الْقَاسِمُ اَتٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن ابوعمرہ انصاری سے روایت ہے کہ اس کی ماں نے غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا پھر اس کے آزاد کرنے میں دیر لگائی صبح تک پھر وہ مر گئی۔ عبدالرحمٰن نے کہا میں نے قاسم بن محمد کو کہا اگر میں اپنی ماں کی طرف سے آزاد کروں تو یہ اس کو نفع دے گا قاسم نے کہا سعد بن

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُمِّیْ هَلَکَتْ فَهَلْ يَنْفَعُهَا اَنْ اُعْتِقَ عَنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ۔

عبادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے کہا کہ میری ماں مرگئی ہے۔ اگر میں اس کی طرف سے غلام آزاد کردوں کیا اس کو نفع دے گا فرمایا ہاں اس کو نفع دے گا۔

(مالک)

عَنْ يَحْيٰى رَضِیَ اللهُ عَنْهُ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ تُوُفِّیَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ فِیْ نَوْمٍ نَامَهٗ فَاَعْتَقَتْ عَنْهُ عَائِشَةُ اُخْتُهٗ رِقَابًا كَثِيْرَةً

یحییٰ رضی اللہ عنہ بن سعید سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر فوت ہوئے رات کو سوتے وقت ان کی بہن حضرت سیّدہ عائشہ نے ان کی طرف سے بہت غلام آزاد کئے۔ (مالک)

عَنْ سَفِيْنَةَ قَالَ كُنْتُ مَمْلُوْكًا لِاُمِّ سَلْمَةَ فَقَالَتْ اَعْتِقُكَ وَاَشْتَرِطُ عَلَيْكَ اَنْ تَخْدُمَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عِشْتَ فَقُلْتُ اِنْ لَّمْ تَشْتَرِطِیْ عَلَیَّ مَا فَارَقْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاعِشْتُ فَاَعْتَقَتْنِیْ وَاَشْتَرَطَتْ عَلَیَّ۔

حضرت سفینہ سے روایت ہے کہ میں ام سلمہ کا غلام تھا۔ ام سلمہ نے کہا کہ میں تجھ کو اس شرط پر آزاد کرتی ہوں کہ تو جب تک زندہ رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرتا رہے میں نے کہا اگر تو یہ شرط نہ بھی کرتی تب بھی میں زندگی بھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا رہتا۔ ام سلمہ نے مجھ کو آزاد کردیا اور شرط لگائی۔ (ابن ماجہ)

ہشام کا بیان ہے کہ مجھے میرے والد ماجد عروہ بن زبیر نے بتایا کہ حضرت حکیم بن حزام نے زمانہ جاہلیت میں سو غلام آزاد کیے اور سو اونٹ سواری کے لئے دیئے تھے۔ جب یہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے تو سو اونٹ خدا کے لئے دیئے اور سو غلام آزاد کئے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اور عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! ان کے بارے میں ارشاد فرمایئے کہ میں کفر کی حالت

كُنْتُ اَتَحَنَّثُ بِهَا يَعْنِیْ اَتَبَرَّزُ بِهَا

کے اندر جو نیک کام کیا کرتا تھا اور ان سے

قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْلَمْتَ عَلٰی مَا سَلَفَ لَکَ مِنْ خَیْرٍ ۔

(بخاری جلد اول کتاب الرہن: 2359)

میرا مقصود ثواب حاصل کرنا ہوتا تھا؟ ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم نے اسلام قبول کرلیا تو گزشتہ نیکیوں کا ثواب بھی ملے گا۔

21- ولاء

عرب کے ماحول میں آزاد زندگی بسر کرنا ناممکن تھا ہر شخص کے لئے کسی قبیلہ سے تعلق رکھنا لازم سمجھا جاتا تھا اس لئے اسلام نے بھی غلام کی آزادی کے بعد اس کے اس آقا کے ساتھ تعلق کو قائم رکھا اسی کو ولاء کہتے ہیں آزاد ہونے کے بعد اکثر باندی بے وارث رہ جاتی تھی مقررہ خاندان کا کوئی شخص بھی اس سے نکاح کے لیے تیار نہ ہوتا تھا۔ لیکن جب اس کو یہ معلوم ہو جاتا کہ اس باندی کا تعلق فلاں قبیلہ سے ہے تو اس کو نکاح کرنے میں کوئی تامل نہ ہوتا ولاء کا یہ بھی فائدہ تھا غلام کی وفات پر اس کا سابق آقا بھی اس کا وارث قرار پاتا تھا۔

-آزادی کے ساتھ عطائے مال بھی

اسلام نے غلاموں کی فلاح و بہبود کا ہر مقام پر خیال رکھا ہے جہاں اسلام نے اپنے ماننے والوں کو یہ مژدہ سنایا کہ اے اللہ و رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماننے والو! تم غلاموں کو آزاد کر کے اللہ کی رحمت کی جگہ بہشت کو حاصل کرلو، اللہ و رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی کرلو اور دنیا میں کسی انسان کی آزادی جیسا کوئی عمل کرلو وہاں انہیں یہ بھی حکم دیا کہ جب تم غلام کو آزاد کرنے لگو تو اس وقت اس بے چارے انسان کو بے یار و مددگار اور خالی ہاتھ نہ بھیجو بلکہ اس کی خورد و نوش اور رہائش کے لئے مناسب دام اسے دے دو تا کہ وہ آپ کا ممنون ہو اس بارے میں ارشاد نبوی اس طرح سے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعْتَقَ

حضرت ابن عمر کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو

Marfat.com

عَبْدًا وَّلَهُ مَالٌ فَمَالُ الْعَبْدِ لَهُ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَهُ السَّيِّدُ مَالَهُ فَيَكُوْنَ لَهُ

(ابن ماجہ کتاب العتق حدیث 564)

شخص غلام آزاد کرے اور غلام مالدار ہو تو وہ مال غلام کا ہو گا ہاں اگر مالک کی شرط لگائے تو پھر مالک کا ہو گا۔

عَنْ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بْنِ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اشْتَرٰى عَبْدًا اَفَلَمْ يَشْتَرِطْ مَالَهُ فَلَا شَيْءَ لَهُ۔

(دارمی)

عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے غلام خریدا اور اس کے مال کی شرط نہیں کی تو اس کے مال میں خریدنے والے کا کوئی حق نہیں۔

23۔غلاموں کی خرید وفروخت میں احسان

اسلامی تاریخ کے ابتدائی دور میں جب جنگی قیدیوں کو غلام بنانے کی مجبوراً ضرورت پڑی۔ تو اس وقت غلاموں کی خرید وفروخت کے مسائل پیدا ہوئے۔ جیسا کہ آپ مذکورہ بالا اسلامی تعلیمات کو پڑھ کر اس بات کا اقرار کریں گے کہ اسلام نے جنگی قیدیوں کیلئے دنیا میں پہلی مرتبہ اور اپنی غیر مسلموں سے پہلی لڑائی میں ہی اس کی بنیاد رکھ دی تھی۔ چنانچہ غزوہ بدر کے ستر 70 امیرانِ جنگ کو فدیہ، احسان، اور مسلم بچوں کو تعلیم دینے کی صورت میں آزادی کا پروانہ عطا کیا۔ مگر چونکہ غلاموں کی خرید وفروخت اس وقت بھی تمام دنیا میں ہوتی تھی۔ اس لئے مسلمانوں میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے لیکن اسلام نے اپنے ماننے والوں کو غلاموں اور لونڈیوں کی خرید وفروخت میں بھی جذبہ رحم کو ملحوظِ خاطر رکھنے کا درس دیا جس کا ثبوت ذیل کی روایات سے ملتا ہے:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَهَبَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامَيْنِ اَخَوَيْنِ فَبِعْتُ اَحَدَهُمَا فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ مَا فَعَلَ

حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو غلام عطا فرمائے جو آپس میں بھائی تھے میں نے ایک کو فروخت کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی

Marfat.com

غُلَامُكَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ رُدَّهٗ رُدَّهٗ

تیرا غلام کہاں ہے میں نے اس کے فروخت کرنے کی خبر دی آپ نے فرمایا: واپس کر اس کو واپس اس کر۔

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ وَالِدَۃٍ وَّوَلَدِھَا فَرَّقَ اللّٰہُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اَحِبَّتِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ

(ترمذی)

ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص ماں اور بیٹے کے درمیان جدائی ڈالے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اور اس کے محبوبوں کے درمیان جدائی ڈال دے گا۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الْوَالِدِ وَوَلَدِہٖ وَبَیْنَ الْاَخِ وَبَیْنَ اَخِیْہِ

ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی جو باپ اور بیٹے میں جدائی ڈالتا ہے اور دو بھائیوں میں۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی جو ماں اور بچے یا دو بھائیوں میں جدائی کرے۔

(ابن ماجہ جلد دوم باب البیوع: حدیث 15)

24-صحابہ کرام میں غلاموں کی آزادی کا عمل

غلام کو آزاد کرنے کے دینی و دنیوی فوائد کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں نے بکثرت غلام آزاد کئے جن کے ذکر سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ترسیٹھ غلام آزاد کئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انہتر ۶۹ غلام آزاد کئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی بکثرت غلام آزاد کئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ستر غلام آزاد کئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے صرف دوران محاصرہ بیس ۲۰ غلام آزاد کئے حضرت حکیم بن حزام نے ایک سو ۱۰۰ غلام آزاد کئے حضرت عبداللہ بن عمر

Marfat.com

رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار غلام آزاد کیے ذوالکلاع حمیری نے ایک دن میں آٹھ ہزار غلام آزاد کیے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے تیس ہزار ۳۰۰۰۰ غلام آزاد کیے۔ اسی طرح دیگر صحابہ تابعین بکثرت غلام آزاد کرتے رہے تا آنکہ غلامی کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔

اس سلسلے میں چند روایات درج ذیل ہیں۔

سعید بن مرجانہ کا بیان ہے کہ میں حضرت علی بن حسین کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے اپنے ایک غلام کو آزاد کرنے کا قصد فرمایا جس کے عبد اللہ بن جعفر انہیں دس ہزار درہم یا ایک ہزار دینا دیتے تھے۔ لیکن انہوں نے اسے آزاد کر دیا۔

(بخاری کتاب الرہن)

قیس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب وہ دار الاسلام مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو ان کا غلام ان کے ساتھ تھا راستے میں دونوں ایک دوسرے سے۔ بچھڑ گئے جب اس کے بعد وہ پہنچ گئے تو حضرت ابو ہریرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ تیرا غلام تیرے پاس آ گیا عرض گزار ہوئے کہ میں حضور کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ وہ آزاد ہے۔ (بخاری کتاب الرہن)

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ بن حکم مسلمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ! میں نے اپنی لونڈی کو خوب پیٹا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ بات گراں گزری تو میں عرض گزار ہوا کہ میں اسے آزاد کر دوں! فرمایا کہ اسے میرے پاس لاؤ۔ راوی کا بیان ہے میں اسے لیکر آیا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کہاں ہے؟ اس (لونڈی) نے کہا آسمان پر۔ آپ نے فرمایا کہ میں کون ہوں؟ لونڈی نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے آزاد کر دو کیونکہ یہ ایمان والی ہے۔

(ابو داؤد جلد دوم کتاب الایمان والنذ ور 1497)

عَنْ سَفِينَةِ قَالَ كُنْتُ مَمْلُوْكًا سفینہ کا بیان ہے کہ میں حضرت ام سلمہ رضی

Marfat.com

لِـاُمِّ سَـلَـمَةَ فَـقَـالَـتْ اَعْتِقُكَ وَاشْتَـرِطُ عَلَيْكَ اَنْ تَخْدِمَ رَسُوْلَ اللهِ صَـلَّـى اللهُ عَـلَـيْـهِ وَسَلَّمَ مَـا عِشْـتُ فَـقُـلْتُ وَاِنْ لَّمْ تَشْتَرِطِي عَـلَـيَّ مَا فَارَقْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاعِشْتُ فَاَعْتَقَتْنِيْ وَاشْتَرَطَتْ عَلَيَّ .

اللہ تعالیٰ عنہا کا غلام تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں اس شرط پر آزاد کرتی ہوں کہ تم زندگی بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرتے رہنا۔ میں عرض گزار ہوا کہ اگر آپ یہ شرط نہ کرتیں تب بھی میں زندگی بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا نہ ہوتا۔ پس انہوں (حضرت ام سلمہ) نے اسی شرط پر مجھے آزاد کر دیا۔

Marfat.com

باب نمبر 8

غلاموں کے معاشرتی رُتبہ میں رفعت کے لئے اسلام کے اقدامات

اسلام سے قبل اگر کوئی خوش قسمت فرد کسی طرح غلامی سے نجات حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہو جاتا تو اس کے باوجود معاشرے میں اسے باعزت مقام حاصل نہ ہوتا اسے پہلے کی طرح منحوس و اچھوت ہی سمجھا جاتا۔ اور اس کے لئے زندگی گزارنا انتہائی دشوار ہوتا بات بات پر لوگ اسے غلام کہہ کہہ کر پکارتے۔ اس کی ہر طرح عزتِ نفس و مجروح کرتے۔ کئی نسلوں تک یہ ذلت اس سے دور نہ ہوتی۔ لیکن اسلام نے جہاں اس مظلوم طبقے کے لوگوں کو غلامی سے نجات کے متعدد مواقع فراہم کئے وہاں آزادی حاصل کرنے کے بعد ان کے معاشرتی مقام کا تعین کیا۔ انہیں دینی و دنیوی مقام و مرتبہ دیکر عزت سے سرفراز کیا۔ انہیں معاشرے میں اپنی ذہانت وقابلیت کے جوہر دکھانے کے مواقع عطا کئے تاکہ وہ اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر اپنی عظمت کا لوہا منوا سکیں اور معاشرے کو معلوم ہو کہ ذاتی خوبیوں کا تعلق کسی ذات وقبیلہ سے تعلق رکھنے سے نہیں بلکہ تعلیم و تربیت اور کردار و عمل پر منحصر ہے۔ اسلام کی اس رواداری سے غلاموں نے خوب فائدہ اٹھایا چنانچہ انہوں نے اس دین میں ایمان و عمل کے زیر سایہ اپنی قابلیت علم و ادب، تقویٰ و پرہیز گاری، شجاعت و جوانمردی اور صلاحیتِ قیادت کے وہ جوہر دکھائے کہ اسلامی دنیا میں ان کی عظمت کی دھاک بیٹھ گئی۔ کسی کو تقویٰ و پرہیز

Marfat.com

گاری سے انہیں اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل ہوا کسی کو محبت و جانثاری سے متبنی رسول کا رتبہ مل گیا۔ کسی کو شجاعت و جوانمردی سے سپہ سالار لشکرِ اسلام کا باعثِ صد افتخار عہدہ ملا۔ کسی کو قیادت کی صلاحیتوں کی بناء پر صوبے کا امیر بننے کا موقع ملا۔ کوئی علم و ادب کے باعث چیف جسٹس کے عہدے پر فائز ہوا۔ کسی کو تبحرِ علمی کی بدولت معلم بننے کا باعزت مقام ملا۔ یہ سب پروگرام غلاموں کے مقام کو بلند کرنے کے ذرائع تھے۔ جن کی بدولت نہ صرف غلام معاشرے کے مہذب افراد بنے بلکہ قلیل عرصہ میں غلامی کی لعنت کا ہی خاتمہ ہو گیا۔

1- غلاموں کی عزت و تکریم

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلاموں کو اولاد کی طرح عزیز رکھنے کا حکم دیا۔

فَـاَكْـرِمُـوْهُـمْ كَكَرَامَةِ اَوْلَادِكُمْ وَاَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ قَالُوْا فَمَا تَـنْـفَـعُنَا الدُّنْيَا قَالَ فَرَسٌ تَرْتَبِطُهٗ تُقَاتِلُ عَلَيْهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَمْلُوْكٌ يَكْفِيْكَ فَاِذَا صَلّٰى فَهُوَ اَخُوْكَ ـ

(ابن ماجہ)

فرمایا ہاں۔ انہیں عزیز رکھو اپنی اولاد کی طرح عزیز رکھنا جو تم کھاتے ہو اسی سے کھلاؤ۔ صحابہ نے کہا ہمیں دنیا میں کونسی چیز نفع دے سکتی ہے فرمایا گھوڑا کہ تو نے اللہ کی راہ میں لڑنے کے لئے اسے روکا ہے اور وہ غلام کہ تجھے کفایت کرے۔ جب وہ غلام نماز پڑھے تو وہ تیرا بھائی ہے۔

2- آزاد عورت سے نکاح کا شرف

قَـالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَـائِشَةَ رَضِـیَ اللّٰهُ عَنْهَـا اَنَّ اَبَـا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ عَبْدِ شَمْسٍ وَّكَانَ مِـمَّـنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَـلَـيْـهِ وَسَـلَّـمَ تَبَنّٰی سَـالِمًـا

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس وہ شخص تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے

Marfat.com

وَّاَنْکَحَهٗ بِنْتَ اَخِيْهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَهُوَ مَوْلًى لِّامْرَاَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ كَمَا تَبَنَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا

اور انہوں نے سالم کو اپنا منہ بولا بیٹا بنا رکھا تھا اور اس کے ساتھ اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ کا نکاح کر دیا تھا۔ یہ (سالم) انصار میں کسی عورت کے موالی تھے جیسے کہ حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کو متبنیٰ بنا رکھا تھا۔

3- امارت کا شرف

اسلام کا یہ اصول عام ہے کہ اس کے ماننے والوں میں سے کوئی بھی اگر دوسروں سے زیادہ علم وعمل کا حامل ہے تو وہ دوسروں سے بہتر ہے وہ لوگوں کی دینی معاملات میں پیشوائی کا منصب سنبھال سکتا ہے۔ اس میں کسی شخص کو ذاتی یا قبیلہ کے لحاظ سے کوئی بر تری حاصل نہیں بلکہ اسلام تو یہاں تک تاکید کرتا ہے کہ جو لوگوں سے علم وتقویٰ کے لحاظ سے ممتاز ہے۔ وہ ان کی امامت کا فریضہ سرانجام دے سکتا ہے اور لوگوں پر اس کے بیان کردہ دینی احکامات ماننا ضروری ہے اس اصول کے تحت کمزور وغلام طبقے کے لوگوں کو امامت وامارت کا شرف حاصل ہوا اور معاشرہ میں ان کی بزرگی وفضل کی شہرت ہوئی اس سلسلے میں ایک حدیث شریف پیشِ خدمت ہے۔

اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَخْبَرَهٗ قَالَ كَانَ سَالِمٌ مَّوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ يَؤُمُّ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ وَاَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ فِيْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَاَبُوْ سَلَمَةَ وَ زَيْدٌ وَّ عَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ

(بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث 2044)

نافع کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں بتاتے ہوئے فرمایا: کہ سالم مولیٰ ابوحذیفہ مہاجرین و اولین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر اصحاب کی مسجد قبا میں امامت کا فریضہ ادا کیا کرتے تھے اور مقتدیوں میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت ابوسلمہ، حضرت زید اور حضرت عامر بن ربیعۃ بھی ہوتے۔

3۔ غلاموں کے لئے سپہ سالاری

اسلام نے قیادت کی خوبیوں کے حامل غلاموں کو سپہ سالارِ قوم کا عظیم المرتبت عہدہ بھی عطا کیا اور اقوامِ عالم کو عملی درس دیا کہ یہ افراد بھی ان اہم عہدوں کے قابل ہیں اس سے ان کے مقام میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگِ موتہ کے موقع پر حضرت زید بن حارثہ ملقب محبوب رسول کو انصار و مہاجرین کے سابقین و اولین پر سپہ سالار مقرر فرمایا اور ان کے متعلق تمام قسم کے اعتراضات رد فرما دیئے اور ان کے بعد اپنے وصالِ مبارک کے قریب ان کے نوجوان بیٹے کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سپہ سالار مقرر فرمایا۔ اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ اس طبقے کے لوگوں کو باثر لوگ ہر قسم کی خوبیوں سے عاری نہ سمجھیں اور نہ ہی حکومت و معاشرہ ان کی سماجی، معاشی فلاح و بہبود کے مواقع مسدود کریں نہ ان کے گزشتہ دورِ حیات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ان پر قدغن لگائیں تاکہ وہ بالکل آزادی کی حالت میں با ضمیر زندگی بسر کر سکیں۔

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اُسَامَةَ ابْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ اَمَارَتِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَطْعُنُوْا فِيْ اَمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعُنُوْنَ فِيْ اَمَارَةِ اَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَاَيْمُ اللهِ اِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِّلْاَمَارَةِ وَاِنْ كَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاِنَّ هٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ بَعْدَهٗ

(بخاری جلد دوم کتاب المناقب:923)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوج تیار کی اور اس کا امیر لشکر حضرت اسامہ بن زید کو مقرر فرمایا۔ بعض حضرات کو ان کی سرداری پسند نہ آئی۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تم ان کی سرداری ہی ناپسند نہیں کرتے بلکہ اس سے پہلے ان کے والد ماجد کی سرداری ہی تمہیں کب پسند تھی۔ حالانکہ خدا کی قسم۔ وہ سرداری کے لئے موزوں تھے۔ مجھے دوسرے لوگوں کی نسبت ان سے بڑی محبت تھی۔ اور ان (حضرت

Marfat.com

زید) کے بعد مجھے ان (حضرت اسامہ)

سے دوسروں کی نسبت زیادہ محبت ہے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ نے کئی مواقع پر اپنا بھائی قرار دیا اور فرمایا: اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا کہ تم ہمارے بھائی ہو اور آزاد کردہ غلام ہو۔

(بخاری کتاب المناقب)

خلافتِ راشدہ میں امارت کا شرف

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی معرکوں میں حضرت زید کو سپہ سالار مقرر فرمایا اور آپ کے بعد خلافتِ راشدہ میں بھی ان حضرات کو جلیل القدر عہدوں پر مامور کیا گیا۔ وہ لوگ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں اصحابِ صفّہ میں شامل تھے جو انتہائی مفلسی کی زندگی گزارتے تھے۔ جنہیں پورا لباس بھی میسر نہ تھا ایک وقت آیا کہ ان تمام کو مختلف مفتوحہ علاقوں میں معلم قاضی اور امیر، سپہ سالار، اور مجاہد بنا کر بھیجا گیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک وقت تھا کہ کئی کئی دنوں کے فاقوں میں پڑے رہتے تھے لیکن ایک وقت آیا کہ وہ ایک صوبے کے گورنر بنائے گئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ایسے تمام با صلاحیت افراد کو اہم پوسٹوں پر متعین کیا گیا۔ اور اس کا ثبوت ہمیں ذیل کی حدیث میں ملتا ہے۔

عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ اَنَّ نَافِعَ بْنَ عَبْدِ الْحَارِثِ لَقِیَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بِعُسْفَانَ وَکَانَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَسْتَعْمِلَہٗ عَلٰی مَکَّۃَ فَقَالَ مَنِ اسْتَعْمَلْتَ عَلٰی اَھْلِ الْوَادِیِّ فَقَالَ ابْنُ اَبْزٰی قَالَ مَنِ ابْنُ اَبْزٰی قَالَ مَوْلًی مِنْ مَّوَالِیْنَا قَالَ فَاسْتَخْلَفْتَ عَلَیْھِمْ مَوْلًی قَالَ اِنَّہٗ قَارِئٌ لِکِتَابِ

عامر بن واثلہ بیان کرتے ہیں کہ نافع بن عبدالحارث نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عسفان میں ملاقات کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں مکہ میں حاکم مقرر کرنے کا حکم دیا ہوا تھا۔ آپ نے پوچھا تم نے مکہ میں کس کو حاکم بنایا ہے؟ اس نے جواب دیا ابن ابزی کو، پوچھا: ابن ابزی کون ہے؟ انھوں نے جواب دیا: ہمارے

Marfat.com

اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِنَّہٗ عَامِلٌ بِالْفَرَآئِضِ قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَمَا اِنَّ نَبِیَّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَامًا وَ یَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ

(مسلم! فضائل القرآن)

غلاموں میں سے ایک (آزاد کردہ) غلام ہے، فرمایا تم نے غلام کو ان پر حاکم بنا دیا؟ انھوں نے کہا وہ قرآن مجید کا قاری ہے اور فرائض کا علم رکھتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سنو! تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس قرآن مجید سے کچھ لوگوں کو عزت دیتا ہے اور کچھ لوگوں کو ذلت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

5- غلاموں پر شفقتِ نبوی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلاموں سے انتہا درجہ کی شفقت فرماتے ان کی فلاح و بہبود کے لئے کوشاں رہتے۔ ان کو اپنی بارگاہ میں شرفِ پزیرائی بخشتے۔ قطع نظر ان کے، بود و باش، معاشی حالت کے ان سے اظہار ہمدردی فرماتے۔ ایک دفعہ چند اہم سرداروں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر آپ ان غلاموں کو اپنی خدمت سے اٹھا دیں تو ہم آپ کی گفتگو سننے کے لئے تیار ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات سے منع فرما دیا۔ بلکہ حکم فرمایا اے پیارے رسول! جب یہ (صہیب رومی رضی اللہ عنہ جیسے لوگ) آپ کی خدمت گرامی میں تشریف لایا کریں تو آپ ان سے سلام میں پہل فرمائیں۔ اس سے بڑھ کر ان کے لئے کون سی سعادت ہو سکتی ہے۔ بہر حال یہاں اختصار سے چند احادیث درج کی جاتی ہیں جن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس شفقت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّھْدِیِّ یُحَدِّثُہٗ اَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْخُذُنِیْ فَیُقْعِدُنِیْ

حضرت ابوعثمان مہدی نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے لے کر اپنی ران پر بیٹھا لیا کرتے اور امام

Marfat.com

عَلٰى فَخِذِهٖ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ عَلٰى فَخِذِهِ الْاُخْرٰى ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ، ثُمَّ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَاِنِّىْ اَرْحَمُهُمَا

(بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث 941)

حسن کو اپنی دوسری ران پر بٹھاتے پھر دونوں کو اپنے ساتھ چمٹا لیتے اور دعا کرتے:۔ اے اللہ ان دونوں پر رحم فرما۔ کیونکہ میں بھی ان پر رحم کرتا ہوں۔

عَنْ اُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَدَّثَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَاْخُذُهٗ وَالْحَسَنَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اُحِبُّهُمَا فَاِنِّىْ اُحِبُّهُمَا

حضرت اسامہ بن رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو اور امام حسن کو گود میں لے کر کہا کرتے: اے اللہ مجھے ان دونوں سے محبت ہے تو بھی ان سے محبت فرما۔

(بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث 927)

اس طرح جب آپ سرزمین مکہ میں فاتحانہ طور پر داخل ہو رہے تھے تو اس وقت آپ کے پیچھے آپ کی اونٹنی پر حضرت اسامہ بن زید سوار تھے (بخاری ج ۲) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو غلاموں سے بے حد محبت تھی۔

6- ذلت آمیز القابات سے بلانے کی ممانعت

اسلام مظلوم انسانیت کو استحصالیت اور جبر سے نجات دلانے والا مذہب ہے۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو معاشرے کے دوسرے افراد کی قولی وفعلی تحقیر سے منع فرمایا ہے۔ اس لئے اسلام نے غلاموں کے آقاؤں کو ان سے بات چیت کے دوران ایسے الفاظ استعمال کرنے سے منع فرمادیا ہے جن سے ان کی عزتِ نفس مجروح ہوتی ہو اور وہ الفاظ ان کے لئے باعثِ ذلت و رسوائی ہوں چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

کہ تم میں سے کوئی میرا غلام یا میری باندی نہ کہے اور نہ غلام اپنے مالک کو میرا رب کہے بلکہ مالک کو میرے بچے یا میری بچی کہنا چاہیے اور غلام کو چاہیے کہ وہ میرا

سردار یا سردارنی کہے کیونکہ تم سب مملوک ہو اور رب تو سب کا اللہ تعالیٰ ہے۔

(بخاری جلد اول کتاب العتق حدیث 2372، ابوداؤد)

7- غلاموں کے فضائل

اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جن لوگوں نے بے پناہ اذیتیں برداشت کیں اور اپنے تن من دھن کو اس دین پر فدا کیا۔ نبیٔ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی دعوت پر لبیک کیا۔ جب مسلمانوں پر مظالم کا دور شروع ہوا تو اس دور میں ہر قسم کے رنج والم کو رضائے الٰہی کے لئے بخوشی برداشت کیا دھوپ میں عشقِ الٰہی کی خاطر لٹائے جانے والے، غضبناک آقاؤں کے تشدد کفریہ کو توحید کی مستی میں قبول کر کے فرو کرنے والے۔ ایمان ویقین کے پیکرانِ عظیم کہ جن کی پر خلوص محبت نے اللہ ورسول کو بھی اپنی وفا پر نازاں کر دیا۔ وہ جو حکم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چوکس تھے اور اپنے محبوب کے حکم پر گردن کٹانے سے بھی دریغ نہ کرتے تھے۔ ان کی وفا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذرا بھی شک نہ تھا یہ نفوس ومقدس حضرات کہ جن کے لئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے رحمت کے پر پھیلانے کا حکم تھا کہ یہ نفوسِ قدسیہ رحمت کے پَروں تلے آکر اپنی قسمت پر ناز کریں۔ اور بتا سکیں کہ اے اہل جہاں ! دیکھو۔ اللہ کی رضا ہمارے لئے ہے اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروں کا سایہ ہمارے دکھوں میں سامانِ راحت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دامن ہمارے لئے سرمایۂ عظیم ہے۔ ہماری قدر وقیمت کا اندازہ لگانا چاہتے ہو تو دیکھو! ہمیں اللہ ورسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں کیا مقام حاصل ہے ذرا غور سے ارشادات نبوت گوش گزار کرو۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ اِلٰى ثَلٰثَةٍ عَلِيٍّ وَعَمَّارٍ وَسَلْمَانَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے حضرت علی، حضرت عمار اور سلمان رضی اللہ عنہم کی۔

(ترمذی جلد دوم ابواب المناقب حدیث 1730)

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت مانگی آپ نے فرمایا:" انہ نوا لہ مرحبا بالطیب المطیب "۔ انہیں اجازت دو، پاک اور پاک کیے گئے کا آنا مبارک ہو۔ (ترمذی جلد دوم ابواب المناقب حدیث 1731)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمنے اپنا ہاتھ حضرت سلمان پر رکھ کر فرمایا:" وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ بِالثُّرَیَّا لَتَنَاوَلَہٗ رِجَالٌ مِّنْ ھٰؤُلَآءِ "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوتا تو ان میں سے کچھ لوگ اسے حاصل کر لیتے۔

(ترمذی جلد دوم ابواب المناقب حدیث:1867)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھے چار افراد سے محبت کرنے کا حکم دیا اور یہ خبر دی ہے کہ وہ بھی ان سے محبت رکھتا ہے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا علی بھی ان میں سے ہیں تین بار فرمایا اور ابوذر، سلمان اور مقداد۔

(ابن ماجہ جلد اول ابواب فضائل اصحاب رسول حدیث 155)

ابولیلیٰ الکندی کہتے ہیں۔ یہی کہ خباب حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ انہوں نے فرمایا کہ نزدیک ہو جاؤ۔ اس مجلس کے لائق تم سے زیادہ سوائے عمار کے کوئی نہیں۔ خباب اپنی پشت کے وہ نشان دکھانے لگے جو انہیں مشرکین نے پہنچائے تھے۔

(ابن ماجہ جلد اول حوالہ بالا حدیث 159)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سب سے پہلے اسلام کو سات افراد نے ظاہر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمار ان کی والدہ سمیہ، صہیب، بلال رضی اللہ عنہم اور مقداد (ابن ماجہ جلد اول حوالہ بالا حدیث 156)

Marfat.com

باب نمبر 9

غلاموں کی فلاح و بہبود

1- تعلیم و تربیت

دینِ اسلام نے غلاموں کی بہتری کے لئے مسلمانوں پر ان کی اچھے طریقے سے تعلیم و تربیت کرنے کا بھی حکم دیا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے:

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا کَانَتْ لَہٗ جَارِیَۃٌ فَاَدَّبَھَا فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبَھَا وَاَعْتَقَھَا وَتَزَوَّجَھَا فَلَہٗ اَجْرَانِ وَاَیُّمَا عَبْدٍ اَدّٰی حَقَّ اللّٰہِ وَحَقَّ مَوَالِیْھَا فَلَہٗ اَجْرَانِ

(بخاری جلد اول کتاب العتق حدیث 2367)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جس کے پاس لونڈی ہو پھر وہ اسے اچھی طرح سے ادب آداب سکھائے اور آزاد کر کے اس کے ساتھ شادی کر لے تو اس کے لئے دگنا اجر ہے اور جو غلام اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرے اور اپنے آقاؤں کا حق بھی، تو اس کے لئے بھی دگنا اجر ہے۔

یعنی ان کی تعلیم و تربیت کا دہرا ثواب ہے اور یہ عمل جنت میں داخلے کا باعث ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بذاتِ خود ان کی تربیت کی طرف توجہ دی اور آپ کے بعد آپ کے صحابہ کرام نے بھی آپ کے اس ارشاد پر عمل کیا اور اس طرح غلاموں کی صف سے بے شمار جید علماء وفضلا پیدا ہوئے جن کے نام اُفقِ علم پر ہمیشہ سے تابندہ ہیں

Marfat.com

ان میں سے حضرت عکرمہ کا نام سرفہرست ہے آپ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس کے غلام اور شاگرد تھے۔ اور انہوں نے نہایت توجہ اور کوشش سے ان کی تعلیم و تربیت کی تھی یہاں تک کہ اپنی زندگی میں ہی اجتہاد و فتویٰ کا محاذ ان کے سپرد کر دیا تھا حضرت عکرمہ نے حضرت علی، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمر عقبہ بن عمیر، صفوان، جابر اور بوقتادہ سے حدیثیں سیکھیں تھی اور فقہی مسائل تحقیق کیے تھے کم و بیش ستر مشہور تابعین حدیث و تفسیر میں ان کے شاگرد تھے ان میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں شعبی کہا کرتے تھے کہ قرآن سمجھنے میں عکرمہ سے بڑھ کر کوئی نہیں رہا۔ سعید بن جبیر تابعین کے سردار تھے ان سے پوچھا گیا دنیا میں آپ سے بڑھ کر کوئی عالم ہے جواب دیا ہاں عکرمہ۔ اسی طرح حضرت سلیمان کا نام بھی مشہور ہے۔ جو کہ حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے اور فقہائے سبعہ (مدینہ کے فقہا) میں فضل و کمال کے لحاظ سے ان کا دوسرا نمبر تھا۔

2- غلاموں کا نکاح

نکاح ہر بالغ مرد و عورت کا فطرتی حق ہے ان سے یہ حق چھیننے سے معاشرے میں بے شمار معاشرتی برائیاں رونما ہوتی ہیں فحاشی و عریانی اور بدفعلی اس کا نتیجہ ہوتے ہیں اسلام سے قبل غلاموں اور باندیوں کے آقاؤں نے اپنی عیش پرستی کے لئے ان کا یہ حق غصب کر رکھا تھا جس کی بناء پر انہیں اپنی فطرتی خواہش کو پورا کرنے کے لئے بدفعلی کی طرف جھکنا پڑتا تھا۔ جب اسلام آیا تو اس نے یہ حق انہیں عطا فرمایا اور حکم دیا کہ۔

وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	اور اپنی باندیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو جبکہ وہ پارسا ہوں تا کہ تم دنیا کا کچھ مال کما لو۔ (پ 18 نور 33)

اس کے برعکس روم میں دستورِ عام یہ تھا کہ جب کسی غلام کی لڑکی بیاہی جاتی تو اس کی پہلی شب آقا کے پاس بسر ہوتی تھی مسٹر سید امیر علی لکھتے ہیں کہ اس شرمناک ظلم سے عیسائی بشپ تک نہ چونکتے تھے یہ اس قدر شرمناک بات ہے کہ اسلام میں تو اس کا تصور

Marfat.com

بھی نہیں کیا جا سکتا۔

3-شرفِ پارسائی

اسلام سے قبل باندیوں سے قحبہ گری کا پیشہ بھی کرایا جاتا تھا اس کے علاوہ باثر قبائل کے مہمانوں کی طبع ضیافت کے لئے بھی باندیوں کو پیش کیا جاتا تھا بعض تفاسیر میں درج ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو اس وقت رئیسِ یثرب عبداللہ بن ابی دھمی ہنوز یہ کاروبار کرتا تھا۔ حضور علیہ السلام کو جب اس بات کی اطلاع دی گئی تو آپ نے اسے اس فعلِ شنیع سے روک دیا قرآن مجید میں بھی اس فحش عمل سے ان الفاظ میں روک دیا گیا ہے۔

وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ   تم اپنی باندیوں کو زنا پر مجبور نہ کرو

(پ18 نور 33)

اس طرح اسلام نے انہیں ذلت و رسوائی کے گڑھے سے نکالا اور ان کے مالکوں کو حکم دیا یا تو وہ خود ان سے نکاح کرلیں یا ان کا نکاح دوسرے مناسب افراد کے ساتھ کردیں اس سے معلوم ہوا کہ دینِ اسلام نے باندیوں کو معاشرے میں باعزت مقام عطا کیا اور انہیں بھی اپنی عزت و پارسائی کی حفاظت کا درس دیا۔

4-آقا کی نظر میں مقام عزت کا حصول

ایسے انسان جو کسی نہ کسی طرح غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جا چکے تھے انہیں یہ بھی گر بتایا گیا کہ وہ اپنے مالک کے ساتھ خیر خواہی کا ثبوت دیں اور پُر خلوص خدمت کے ذریعے اپنے آقا کا اعتماد جیت لیں تا کہ ان کا آقا جب ان کو اپنا خیر خواہ جان لے گا تو وہ ان پر سختی نہیں کریگا بلکہ ان پر آسائش کے دروازے کھول دے گا۔ اور انہیں دل و جان سے عزیز رکھے گا اس طرح ممکن ہے کہ وہ خوشی میں آکر انہیں آزادی کی نعمت سے ہی نواز دے یا پھر کم از کم وہ سکون دہ زندگی ہی بسر کرسکیں گے۔ اسلام نے اس کے اس عمل کو دہرے ثواب کا حامل بھی قرار دیا ہے تا کہ انہیں دنیا میں نہ سہی آخرت میں ہی اللہ کے حضور ابدی راحت میسر آسکے چنانچہ اس بارے میں احادیث یوں ہیں:

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِعِمَّا لِلْمَمْلُوْكِ اَنْ یَّتَوَفَّاہُ اللّٰہُ بِحُسْنِ عِبَادَةِ رَبِّہٖ وَطَاعَةِ سَیِّدِہٖ نِعِمَّالَہٗ

(بخاری کتاب العتق)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا غلاموں کے لئے یہ بات اچھی ہے کہ جب ان کو اللہ فوت کرے وہ اللہ کی اچھی عبادت کرتے ہوں اور اپنے مالک کی فرمانبرداری کرتے ہوں یہ غلاموں کے لئے اچھی بات ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا نَصَحَ لِسَیِّدِہٖ وَاَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰہِ اَجْرُہٗ مَرَّتَیْنِ

(بخاری جلد اول کتاب العتق حدیث 2366)

عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس وقت غلام اپنے مالک کی خیر خواہی کرتا ہے اور اللہ کی بندگی اچھی کرتا ہے اس کے لئے دوہرا ثواب ہے۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ غلام رسول رضوی صاحب لکھتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ ایسے غلام آزاد لوگوں سے رتبہ کے لحاظ سے افضل ہیں۔

اس کے برعکس مستشرقین نے ان احادیث کو بنیاد بنا کر یہ غلط پروپیگنڈہ کیا ہے کہ اسلام غلامی کی ترویج کی تعلیم دیتا ہے لیکن اگر وہ ان احادیث کی تہہ میں جائیں تو معلوم ہوگا کہ یہ تعلیم حالتِ اضطرار میں غلاموں کے بے شمار دکھوں اور غموں کا مداوا ہے۔ نہ کہ غلامی کا فروغ

5- بھائیوں کا درجہ

اسلام نے غلاموں کو بھائیوں کا مقام دیا ہے اور مسلمانوں کو ان کے حقوق کی نگہداشت کا حکم دیا چنانچہ قرآن مجید میں آتا ہے:

اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی اور مسافر سے اور اپنے غلام باندی سے بھلائی کرو۔ (نساء:36)

صحابہ کرام نے اس کے مطابق عمل کیا اور ان سے اپنے بھائیوں والا سلوک کیا جس کا ثبوت حدیث سے ملتا ہے۔

مفدور بن سوید کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوذر غفاری کو دیکھا کہ انہوں نے جو لباس پہن رکھا تھا وہی ان کے غلام نے بھی پہن رکھا تھا۔ ان سے اس بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ میں نے ایک غلام شخص کو برا بھلا کہا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرا شکوہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کیا تم نے اسے ماں کی گالی دی ہے پھر فرمایا کہ یہ تمہارے بھائی ہیں جنہیں اللہ نے تمہارے قبضے میں دیا ہے جس کا کوئی بھائی (غلام) اس کے قبضے میں ہو تو اسے بھی وہی کھلائے جو خود کھاتا ہو اور اسے بھی وہی پہنائے جو خود پہنتا ہو اور ان سے مشکل کام نہ لو۔ جو وہ نہ کرسکیں۔ اگر انہیں کسی مشکل کام پر لگاؤ تو خود بھی ان کی مدد کرو۔

(بخاری جلد اول کتاب العتق حدیث 2365)

Marfat.com

باب 10

غلامی کا مرحلہ وار خاتمہ

1- غلامی کی متعدد وجوہات کا خاتمہ

غلامی کے متعلق اسلام کی تعلیمات پر ایک طائرانہ نظر دوڑانے سے ایک عام قاری بڑی آسانی یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ غلاموں کے متعلق اسلام کے اس اخلاق و ہمدردانہ رویے کا مقصد ہی غلامی کو جڑ سے اکھاڑنا ہے۔ غلامی کے انسداد کے لیے اسلام کی تدابیر کو آج پوری دنیا میں سراہا جا رہا ہے یہ بات اسلام کے دینِ حق ہونے کی بیّن دلیل ہے دین اسلام نے جہاں پہلے سے غلامی میں جکڑے ہوئے افراد کو ان کے آقاؤں کا انسانی و مذہبی بھائی ہونے کا رتبہ دیا۔ وہاں نہتے لوگوں کو غلامی میں جکڑنے کی متعدد وجوہات کا سرے سے خاتمہ کر دیا او بے گناہ انسان کو زبردستی غلام بنانے کے فعل کو جرمِ عظیم قرار دیا اس کے فاعلؒ کو بدترین انسان اور جہنم کا ایندھن قرار دیا۔ چنانچہ جنگ کے سواء غلامی کے تمام اسباب کا خاتمہ کرتے ہوئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَـلَیْـهِ وَسَـلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ ثَلٰثَةٌ اَنَا خَـصْمُهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ رَجُلٌ اُعْطٰی بِیْ ثُمَّ غَدَرَ وَ رَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَکَلَ

فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قیامت کے دن میں تین آمیوں کا دشمن ہوں گا ایک وہ جو میرے نام پر عہد کرے اور پھر اس کی خلاف ورزی کرے دوسرا وہ جو کسی آزاد

Marfat.com

ثَمَنَهٗ وَرَجُلٌ اِسْتَاجَرَ اَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِ اَجْرَهٗ ۔

(بخاری جلد اول کتاب الاجارہ 2114)

شخص کو فروخت کر ڈالے تیسرا وہ جو کسی مزدور کو کام پر لگائے اور وہ اپنا کام پورا کرائے مگر وہ اسے مزدوری نہ دے۔

2-عرب اسیرانِ جنگ کی آزادی

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلام نے غلامی کی متعدد وجوہات کو سوائے اسیرانِ جنگ کے ختم کر دیا۔ لیکن اسیرانِ جنگ کو بھی آزادی کے لئے کئی مواقع فراہم کئے اور آگے چل کر مسلمانوں نے اسلام کی اپنی تعلیمات کے پیشِ نظر عرب جنگی قیدیوں کو بھی غلامی سے مبرا قرار دیا جو کہ غلاموں میں اسلام کے ماننے والوں نے وسیع سطح پر ایک بڑا کارنامہ سرانجام دیا۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلیفۂ اول کے دور میں اسیرانِ جنگ کو فدیۂ احسان کی بناء پر آزاد کیا جاتا رہا لیکن جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ عربی النسل اسیرانِ جنگ کو ہمیشہ کے لئے غلامی کے طوق سے آزاد کرنے کا قانون بنایا۔ (الفاروق از محمد حسین ہیکل)

اور فرمایا عربی لوگوں کو غلام نہیں بنایا جا سکتا۔ آپ کے اس اقدام سے متاثر ہو کر بے شمار غیر مسلم غلام مسلمان ہو گئے اس کے علاوہ انہیں اس کا سیاسی فائدہ بھی ہوا۔ دراصل حضرت عمر نے عربی النسل غلاموں کی آزادی کی صورت میں اپنے اس اختیار کو استعمال کیا جو اسلام نے امیرِ وقت کو عطا فرمایا چنانچہ اس کے متعلق حضرت علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

اِنْ شَآءَ تَرَكَهُمْ اَحْرَارًا ذِمَّةً لِلْمُسْلِمِيْنَ لِمَا بَيَّنَّا مِنْ اَنَّ عُمَرَ فَعَلَ ذٰلِكَ اَهْلَ السَّوَادِ

اور اگر مسلمانوں کا امیر چاہے تو جنگی قیدیوں کو آزاد چھوڑ دے اور انہیں ذمی بنا دے جیسا کہ حضرت عمر نے سوادِ عراق کے جنگی قیدیوں سے معاملہ کیا تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عربی النسل قیدیوں کو آزادی دنیا غلامی کی لعنت کو ختم کرنے کے بارے میں ایک بڑی پیش رفت تھی۔ جس کے بعد غلامی

Marfat.com

اسلامی دنیا سے مٹ گئی۔

3-جنگی قیدیوں کے لئے آزادی کے مواقع

اگرچہ اسلام میں اسیرانِ جنگ کو غلام بنانا جائز ہے لیکن ان کے بارے میں دو صورتیں اور بھی ہیں جن کا ذکر قرآن مجید کی اس آیت کریمہ میں ملتا ہے۔

فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا (محمد:۴)

جب تم کافروں سے لڑو تو ان کی گردنیں اڑا دو یہاں تک کہ جب تم انہیں خوب قتل کر چکو تو (جو زندہ گرفتار ہوں ان کو) مضبوطی سے قید کر لو، پھر یا تو محض ان پر احسان رکھ کر ان کو چھوڑ دو یا ان کو فدیہ لے کر چھوڑ دو۔

قیدیوں کے بارے میں اسلام کے اصول فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً کی تشریح کرتے ہوئے علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں کہ

ابتداءِ اسلام میں جنگی قیدیوں کو لونڈی اور غلام بنانا اس زمانہ کے مخصوص حالات کی بناء پر معمول تھا اور بعد میں اس کو ترک کر دیا گیا اور اب جبکہ تمام دنیا میں جنگی قیدیوں کو لونڈی اور غلام بنانے کا طریقہ متروک ہو چکا ہے قیدیوں کو لونڈی اور غلام بنانے کی لعنت ختم ہو چکی ہے اور انسان کو انسان کا غلام بنانا اب معیوب سمجھا جاتا ہے تو اب جنگی قیدیوں کو لونڈی اور غلام بنانے کے جواز کو اسلام کے ساتھ نتھی کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے، اسلام نے جنگی قیدیوں کو لونڈی اور غلام بنانے کا کہیں حکم نہیں دیا اس کے جواز کو فقہاء نے بعض جزوی واقعات سے مستنبط کیا ہے اور یہ واقعات اخبار آحاد سے ثابت ہیں جو زیادہ سے زیادہ ظنیت کا فائدہ دیتے ہیں اس کے برخلاف جنگی قیدیوں کو فدیہ لے کر بلا فدیہ رہا کرنا قرآن مجید کا حکم قطعی ہے اور بعض جزوی واقعات کی بناء پر قرآن مجید کی نصِ قطع کو ترک کرنا اور اس پر عمل نہ کرنا عقل اور اصول کے خلاف ہے، جبکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگی قیدیوں کو فدیہ

Marfat.com

لے کر فدیہ پر رہا کیا تو انھی احادیث پر عمل کرنا چاہئے۔ قرآن مجید کے صریح حکم کے مطابق ہیں اور جو احادیث اس حکم کے خلاف ہیں ان کی توجیہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اب جبکہ جنگی قیدیوں کو لونڈی اور غلام بنانے کی وجہ باقی نہیں رہی اس لئے اب اس کا کوئی جواز باقی نہیں رہا۔ (شرح صحیح مسلم جلد 5 ص336)

4-قرونِ اولیٰ میں اسیرانِ جنگ کو غلام بنانے کی وجوہات

اسلامی تعلیمات کے مطالعے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام کی نظر میں انسان کو انسان کا غلام بنانا ایک قبیح فعل ہے چونکہ قبل از اسلام جنگی قیدیوں کو غلام بنانے کا دستور عام تھا۔

اور قیدیوں کو احساناً یا فدیہ لے کر رہا کرنے کا دستور نہ تھا اس لئے اسلام نے قیدیوں کو آزادی کی دو سہولتوں کے ساتھ انہیں اباحت کے ساتھ غلام بنانے کے دستور کو بھی جاری رکھا اور اس کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

۱- قیدیوں کو غلام بنانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس دور میں غلاموں کو بہتر معیشت کے لئے ریڑھ کی ہڈی سمجھا جاتا تھا اور چونکہ اسلام پوری دنیا سے ظلم وستم کو دور کرنے کا داعی ہے اس لئے اس نے شروع میں اپنے ماننے والوں کو اس کی اجازت دی۔ تا کہ مسلمانوں کی معیشت کمزور نہ ہو۔

۲- علماء کرام نے جنگی قیدیوں کو غلام بنانے کی ایک وجہ یہ بھی لکھی ہے کیونکہ وہ حق کو مٹانے کے مرتکب ہوئے تھے اس لئے سزا کے طور پر ان کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا ہے۔

۳- جنگی قیدیوں کو غلام بنانے کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ انہیں اہل اسلام کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ اس طرح اسلام کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے سے اسلام کی حقانیت ان پر واضح ہوئی اور وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے اور مسلمانوں کے حُسنِ سلوک سے وہ اتنے متاثر ہوئے کہ بعض اوقات ان کے مسلم آقاؤں کے آزادی دینے پر بھی انہوں نے ان کی غلامی میں رہنے کو ترجیح دی۔

مندرجہ بالا عنوانات کے مطالعے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے۔ کہ اسلام نے لونڈیوں اور غلاموں کے کلچر کو فروغ نہیں دیا بلکہ اسلام نے ایسی روحانی ہدایات دی ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے غلامی بتدریج ختم ہوگئی اور حقیقت میں اسلامی دنیا میں یہی کچھ ہوا۔ باقی رہا جنگی قیدیوں کو غلام بنانے کا جواز تو یہ اس دور کے حالات کی بناء پر تھا جنگی قیدیوں کو غلام بنانا لازم وضروری نہیں ہے بلکہ چار مباح صورتوں

(i) فدیہ لے کر آزاد کرنا (ii) بلا معاوضہ رہا کرنا (iii) ہدیہ لے کر آزاد کرنا (iv) غلام بنانا،

میں سے ایک ہے چونکہ ساری دنیا سے غلامی ختم ہو چکی ہے جبکہ اسلام نے چودہ سو سال پہلے ہی غلامی کو ختم کرنے کے لئے ٹھوس اقدامات کئے جن کی بدولت پوری دنیا میں غلاموں کو آزادی دینے کا شعور ہوا۔ اب چونکہ پوری اقوام غلامی کو ختم کر چکیں ہیں اور جہاں بھی اس کے اثرات ہیں ان کو معیوب جانا جاتا ہے۔ تو اب اسلام اپنی اخلاقی تعلیمات کی بناء پر غلاموں کی آزادی کا سب سے بڑا مشعل بردار ہے بلکہ غلام یا ان کی طرح کی ابتر آزاد زندگی گزارنے والوں کو معاشی وسماجی طور پر خوشحال بنانے کا بہت بڑا داعی ہے۔

5- اسلامی قانونِ جنگ

غیر مسلم اہلِ اسلام پر یہ بھی الزام لگاتے ہیں کہ سلامی جنگوں کا مقصد مال و دولت اور کشور کشائی تھا۔ ان کا یہ کہنا اسلامی قانونِ جنگ سے عدم واقفیت کی بناء پر ہے اسلام کا دعویٰ ہے کہ وہ دینِ حق ہے اس کے علاوہ تمام ادیان باطل ہیں اور اسلام کے آنے کا مقصد پوری دنیا سے جبر واستبداد کا خاتمہ اور ان کو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی پیروی کا حکم دینا ہے اس لئے اسلام میں جہاد کو فرض کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقریباً تمام جنگیں دفاعی نکتہ نظر سے لڑیں ہیں یا پھر مسلمانوں پر ظلم وستم کو رفع کرنے کے لئے جہاد کیا گیا ہے۔ اسلامی جہاد سے جہاں بھی اسلام پہنچا وہاں کی مظلوم انسانیت نے نا صرف اسلام کا خیر مقدم کیا بلکہ کھلے دلوں اپنی مرضی سے اسلام کو قبول کر لیا اور

ہمیشہ کے لئے طبقاتی کشمکش کے نظام سے نجات حاصل کی۔

ہم ذیل میں اسلامی جہاد کی غرض و غایت کو واضح کرنے کے لئے چند آیات و احادیث پیش کر رہے ہیں تا کہ سلامی جہاد کی مقصدیت واضح ہو سکے اور پتہ چلے کہ اسلامی جہاد غلاموں کے حصول کے لئے نہیں تھا بلکہ اخلاقیات کو پروان چڑھانے کے لئے تھا۔

فَاِنْ قَاتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ (بقرہ:۱۹۱)

اگر کفار تم سے جنگ کریں تو تم بھی ان سے جنگ کرو۔

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ (بقرہ۱۹۳)

اور ان کفار سے جنگ کرتے رہو حتیٰ کہ فتنہ کا زور نہ رہے اور صرف اللہ کے لیے دین کا نظام قائم ہو جائے۔

فَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا (انفال:۸/۶۱)

اگر وہ (کافر) صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ صلح کی طرف مائل ہو جائیں۔

سلیمان بن بریدہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی شخص کو کسی چھوٹے یا بڑے لشکر کا امیر بناتے تو اس کو بالخصوص اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتے اور ان کے ساتھی مسلمانوں کو نیکی کی وصیت کرتے پھر آپ فرماتے اللہ کا نام لے کر اللہ کے راستہ میں جہاد کرو، جو شخص اللہ سے کفر کرے اس سے جہاد کرو خیانت نہ کرو، عہد شکنی نہ کرو کسی شخص کے اعضاء کاٹ کر اس کی شکل نہ بگاڑو اور کسی بچہ کو قتل نہ کرو۔ جب تمہارا اپنے مشرکین دشمنوں کے ساتھ مقابلہ ہو تو ان کو تین چیزوں کی دعوت دینا۔ وہ ان میں سے جس کو بھی مان لیں اس کو قبول کر لینا اور جنگ سے رک جانا پہلے ان کو اسلام کی دعوت دو، اگر وہ اسلام لے آئیں تو ان کا اسلام قبول کر لو اور ان سے جنگ نہ کرو اور ان سے یہ کہو کہ وہ اپنا شہر چھوڑ کر مہاجرین کے شہر میں آ جائیں اور ان کو یہ بتاؤ کہ اگر انہوں نے ایسا کر لیا تو ان کو وہ سہولتیں ملیں گی جو مہاجرین کو ملتی ہیں اگر وہ مہاجرین کے شہر میں آنے سے انکار کریں تو ان کو یہ خبر دو کہ

پھران پر دیہاتی مسلمانوں کا حکم ہوگا، ان پر مسلمانوں کے احکام جاری ہوں گے لیکن ان کو مال غنیمت اور مال فے میں سے جہاد کے بغیر کوئی حصہ نہیں ملے گا اور اگر وہ لوگ اس دعوت کو قبول نہ کریں تو پھر ان سے جزیہ وصول کرو اگر وہ اس کو تسلیم کرلیں تو تم بھی قبول کرلو اور ان سے جنگ نہ کرو، اور اگر وہ اس کا انکار کریں تو پھر اللہ کی مدد کے ساتھ ان سے جنگ شروع کردو۔ (مسلم کتاب الجہاد)

6-اسلام میں غلامی کے بارے میں غیر مسلموں کا نقطہ نظر

جہاں مستشرقین تجاہل عارفانہ کے سبب اسلام کو غلامی کی تعلیم دینے والا مذہب کہتے ہیں اور خود پوری دنیا سے غلامی کے انسداد کے علمبردار بنتے ہیں وہاں وہ کھلے دل سے اس بات کا اقرار بھی کرتے ہیں کہ جو حقوق اسلام نے غلاموں کو عطا کیے وہ واقعی قابل ستائش ہیں اور ان کو موجودگی میں غلامی غلامی نہیں رہتی بلکہ آزادی کے مترادف ہی سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ ہم ذیل میں چند مقالہ نگاروں کی اس موضوع پر آراء پیش کرتے ہیں۔

مسٹر ٹی ڈبلیو آرنلڈ لکھتے ہیں کہ

پیغمبر اسلام کا یہ قول ہے کہ تم سب ایک برادری ہو۔ اس سے اس بات کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ آپ کی تلقین کردہ انسانی مساوات کی عملی مثالیں تو بعض ممالک میں نظر آتی ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ عیسائی ملکوں میں اس پر عمل نظر نہیں آتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے اونٹ کی نکیل پکڑے ہوئے نکلتے ہیں، اور ان کا غلام اونٹ پر سوار ہے۔ پیغمبر اسلام کی جگر گوشہ حضرت فاطمہ اپنی باندیوں کے ساتھ ساتھ چکی پیستی نظر آتی ہیں۔ یہ وہ نمونے ہیں جن میں آپ کی تعلیم کی مکمل مثال ملتی ہو۔ (دعوت اسلام باب 5 ص 148)

یہی مصنف آگے چل کے مزید لکھتے ہیں۔

اسلامی شریعت میں جو قواعد غلامی کے تھے، انہوں نے غلامی کی شدید سختیاں دور کردی تھیں۔ علاوہ اس کے ٹرکی میں غلاموں کے ساتھ وہ ظلم اور بے رحمیاں نہیں ہوتیں تھیں جو شمالی افریقہ کی قزاقی عملداریوں میں گزرا کرتی تھیں۔ ترکوں میں غلاموں کو مثل آزاد لوگوں کے حقوق حاصل تھے یہاں تک کہ غلام کے ساتھ اگر آقا نے سختی کی تو غلام

اپنے آقا کو قاضی کے سامنے بلا سکتا تھا۔ یا اگر غلام نے شکایت کی کہ آقا کا اور اس کا مزاج ایسا مختلف ہے کہ ان دونوں کا ساتھ نہیں چل سکتا تو قاضی آقا کو مجبور کرتا تھا کہ غلام کو کسی اور شخص کے ہاتھ فروخت کر دے۔ (پریچنگ آف اسلام ص 194)

ایک اور عیسائی اہل قلم حد درجہ تعصب رکھنے کے باوجود اقرار کرتا ہے:

ترکوں کی تعریف میں یہ کہنا ضروری ہے کہ وہ اپنے غلاموں اور نوکروں کے ساتھ جن کی محنت سے وہ کسی قدر نفع اٹھاتے ہیں۔ اچھا سلوک کرتے ہیں اور اکثر اوقات ان کا برتاؤ عیسائیوں کے برتاؤ سے جو وہ اپنے غلاموں اور نوکروں کے ساتھ کرتے ہیں بہتر ہے۔ مسلمانوں میں اگر کوئی غلام کسی طرح کا پیشہ سیکھ لیتا ہے تو اس کو سوائے آزادی کے اور کسی بات کی ضرورت نہیں رہتی۔ سوائے آزادی کے اس کو تمام ایسی چیزیں میسر ہوتی ہیں جن کی ایک آزاد آدمی کو ضرورت ہو سکتی ہے۔ (دعوت اسلام ص 195)

پھر اور آگے چل کر پروفیسر ڈبلیو۔ ٹی۔ آرنلڈ لکھتے ہیں:۔

بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد غلام آزاد ہو جاتا ہے۔ لیکن ایسا نہ تھا۔ اس لئے کہ آزادی کا دینا آقا کی مرضی پر تھا۔ البتہ غلاموں کے مسلمان آقا اکثر اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ اگر ان کے غلام مسلمان ہو جائیں تو بغیر روپیہ دیئے وہ آزاد کر دیئے جائیں گے۔ لیکن اگر عیسائی غلام اپنے آپ کو خیر خواہ نوکر ثابت کرتے تھے، تو ان کے مسلمان آقا ان کو آزاد کر دیتے تھے گو وہ عیسائی مذہب پر قائم رہتے ہوں اور ضعیفی کی عمر میں ان غلاموں کی گذر اوقات کے لئے آقا کوئی سامان مہیا کر دیتے تھے۔

پنڈت جواہر لال نہرو کہتا ہے۔

"مسیحیت میں غلام مسیح کا پیرو ہونے کے باوجود کسی رعایتِ خاص کا مستحق نہیں۔" (میری کہانی جلد 2 باب مذہب)

7- غلامی کے انسداد کے لئے بین الاقوامی کوششیں

اسلام کی تعلیمات سے اسلامی دنیا سے غلامی کا اصل روپ تو عملاً ابتدائی زمانہ میں

Marfat.com

ہی ختم ہو چکا تھا جبکہ مسیحی دنیا میں غلامی انیسویں صدی کے وسط تک اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ قائم رہی اور اس کے انسداد سے پہلے تک سیاہ فام افریقہ سے چھاپہ مار کر لوگوں کو غلاموں کی صورت میں لاتے رہے اور انہیں غلاموں کی یورپی منڈیوں میں فروخت کر کے دولت کماتے رہے۔ اس کے علاوہ یورپ میں یہ کاروبار تجارتی پیمانے پر بھی کیا جاتا رہا تا آنکہ

انیسویں صدی کے وسط میں غلامی کے انسداد اور اس کے لئے اصلاحی کوششوں کی آئینی تحریک کا آغاز ہوا اور انجام کار فرانسیسی نو آبادیات میں ۱۸۴۵ء میں غلامی سے متعلق بعض مفید اصلاحات ہوئیں۔ اور ۱۸۶۳ء میں ڈچ کے مغربی جزائر سے اور س ۱۸۸۶ء میں کوباء سے اور ۱۸۸۸ء میں برازیل سے اور ۱۸۹۷ء میں زنجبار سے غلامی کو قطعی طور پر ختم کر دیا گیا۔ انیسویں صدی کے آخر تک بحرِ جنوب کے جزیروں میں کوئنز لینڈ کے حملہ آور آتے رہے اور لوگوں کو غلام بناتے رہے۔ پھر ۱۸۸۴ء میں یہاں بھی غلامی کا استیصال کر دیا گیا۔ (غلامی کی حقیقت)

8- غلامی کے انسداد کے متعلق اسلامی اور مسیحی نقطہ نظر

آج مسیحی رہنما یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ دیکھو جی ہم نے دنیا سے غلامی کا خاتمہ کر دیا ہے لیکن حقیقت حال اس کے برعکس ہے وہ یہ ہے کہ جب تک صنعت و زراعت کے جدید آلات ایجاد نہ ہوئے تھے تو اس وقت یہ غلاموں سے محنت شاقہ سے فائدہ اٹھاتے رہے اور جب جدید مشینی دور شروع ہو گیا اور آلات کے استعمال نے لیبر پر برا اثر ڈالا تو اب غلام ان کو مہنگے پڑنا شروع ہو گئے تو اس وقت ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اقتصادی فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے انسداد غلامی کا قانون بنا دیا گیا۔ جبکہ مسٹر جے ای کیرنیس اس حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے لکھتا ہے۔

شمالی ریاستوں نے غلامی کا خاتمہ کیوں کیا.........................

اصل سبب اقتصادی ہے جیسا کہ آزاد انسان کی محنت اور غلامی کی محنت کے تقابل

Marfat.com

سے ظاہر ہوتا ہے۔ رواجِ غلامی کے ماتحت مالک کو پوری طاقت حاصل ہوتی ہے اور اپنے غلام کی محنتوں کا پھل بڑے مزے سے کھاتا ہے۔ وہ ایک مقصد کے لئے اور ایک خاص نقطہ نظر کے ماتحت اپنے غلام کی محنت کو کام میں لاتا ہے اور پھر شکایت بھی نہیں کر سکتا کہ اس میں مزید خرچ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اب جبکہ طرح طرح کے سامان ایسے پیدا ہو گئے ہیں جن میں خرچ کم اور فائدہ زیادہ ہے تو پھر کیا ضرورت تھی کہ خواہ مخواہ غلامی کے رواج کو قائم رکھ کر اخراجات بسیار اپنے ذمہ عائد کیے جائیں۔

(The power of slavery بحوالہ حقیقت غلامی)

9- موجودہ دور میں غلامی

اگرچہ پوری دنیا میں غلامی کا قانوناً انسداد کر دیا گیا ہے مگر اس کے باوجود اب بھی بعض ممالک میں غلامی کی رسم موجود ہے جسے ختم کرنے کے لئے اقوام عالم کو متحدہ کوششیں کرنی چاہیں ہم موجودہ دور میں غلامی کی موجودگی کو چند اہم حوالوں سے درج کرتے ہیں اس سلسلے میں روزنامہ نوائے وقت کا 24 ستمبر 1997ء کا تراشہ پیش کیا جاتا ہے۔

کھٹمنڈو (انٹرنیشنل ڈیسک) بھارت کا ہمسایہ ملک نیپال بھارت کے سایہ کے باعث انتہائی پسماندگی اور غربت کی زندگی بسر کر رہا ہے ہفت روزہ فیملی میگزین کے تازہ شمارہ میں شائع کئے گئے محمد یوسف انجم کے جائزہ کے مطابق نیپال کے کیلاسی ضلع متعدد دیہات میں دس برس کی عمر کے غلاموں کی تعداد 447 ہے ان بدنصیب مفلوک الحال افراد کی جان اور مال بڑے زمینداروں کے پاس گروی رکھی جا چکی ہے یہی حال مغربی نیپال کے دوسرے اضلاع کا ہے نیپال میں خاصا عرصہ قبل جمہوریت رائج ہو چکی ہے مگر ان میں بھی وہاں ہندوؤں کے تہوار مکر سنکراتی۔ کے موقع پر مغربی نیپال کے متعدد اضلاع میں ہزاروں بے بس اور مجبور افراد کی خرید و فروخت ہو رہی ہے ان میں بچے کثیر تعداد میں ہیں اس نیلامی کا اہتمام بڑے بڑے زمیندار اور جاگیردار کرتے ہیں اس نیلام گھر میں غریب غلاموں کی قیمت کم سے کم دو ہزار اور زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ

روپے تک ہوتی ہے۔

اسی طرح 14 اپریل 1938ء کے اخبار نیشنل کال میں ایک خبر چھپی تھی کہ دنیا میں اب بھی کم زکم پانچ ملین یعنی پچاس لاکھ غلام موجود ہیں یہ سب اس کے باوجود ہے کہ ۱۹۲۶ء میں جمعیۃ اقوام کی مجلس نے یہ اعلان کیا تھا کہ دستخط کرنے والی حکومتیں جن کی تعداد ۲۸ تھی نے اپنے علاقوں میں غلاموں کی تجارت کو تشدد آمیز حکمت عملی سے کام لے کر بالکل ختم کر دیں گی۔ ان حکومتوں میں امریکہ کی ریاستہائے متحدہ بھی شامل تھیں۔ اس مشورہ کمیٹی کے تقرر سے یہ فائدہ ضرور ہوا ہے کہ غلام حاصل کرنے کے لئے جو قاعدہ اور منظّم صلے ہوتے تھے وہ رک گئے۔

10- اقوام عالم کے لئے چیلنج

پوری دنیا سے غلامی کو ختم کرنے کے باوجود اب بھی ایسے افراد تقریباً دنیا کے تمام ممالک میں موجود ہیں جن کی زندگی کا معیار غلامی یا اس سے بدتر ہے ایسے افراد صدیوں سے خانہ بدوشانہ زندگی گزارنے پر مجبور ہیں ان کی رہائش کیڑے مکوڑوں سے بہتر نہیں۔ ان کے لئے تعلیم کا انتظام نہیں۔ ان کے لئے جدید زمانہ کی بیشتر سہولتیں بے معنی ہیں اگر چہ بعض لوگ انہیں انسان نما جانور قرار دیتے ہیں اور ان کی اصلاحِ احوال کو ناممکن سمجھتے ہیں بلکہ وہ انہیں اس طرح کی بود و باش اختیار کرنے کو ان کی لا ینحل فطرتی مجبوری قرار دینے میں ذرا ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے لیکن میرے نزدیک ایسا ہرگز نہیں ہے آج کے دور کا بھلول و ناسمجھ انسان بھی دنیا کی نعمتوں اور لزتوں کے مفہوم کو سمجھتا ہے بات صرف اتنی ہے کہ آج کے مادی افراتفری کے دور میں ان دنیاوی راحتوں کو حاصل کرنے کے لئے مناسب معاشی ذرائع اور شعور و بلوغت کی ضرورت ہے۔ جن کو استعمال میں لانا عصری تعلیم اور تقاضوں کو سمجھنے کے بغیر ممکن نہیں بلکہ اس دوڑ میں اچھے بھلے اہل علم و ہنر بھی اپنی وقتی بھول بھلیوں کی بناء پر بعض اوقات کسمپرسی کی حالت میں پھنس کر دوسروں سے کوسوں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ چہ جائیکے وہ افراد جو صدیوں سے تہذیب و تمدن سے کوسوں دور ہیں وہ آج کے دور میں معاشی دوڑ دھوپ کر کے اپنے

Marfat.com

لئے اپنی مدد آپ کے تحت باعزت گزر بسر کا سامان پیدا کر سکیں۔ بلکہ ان کو تہذیب و تمدن کی شائستگی سے روشناس کرانے کے لئے کسی بیرونی مدد کی ضرورت ہے۔ مسلم مما لک میں یہ لوگ اسلام و کفر کے بین بین زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جبکہ اسلام تو غلام کو آزادی دینے پر دائمی اخروی نعمتوں کے حصول کا ذمہ لیتا ہے۔ تو اگر اس طرح کے کفر کے نزدیک زندگی بسر کرنے والے انسان کو پکے مسلمان بنانے کے لئے تگ و دو کی جائے تو اس کا اجر تو اس سے بھی زیادہ ہوگا۔ اس لئے مسلمان حکومتوں اور اہل ثروت کو ایسے افراد کی تبلیغ و فلاح کی نیت سے ہی بحالی کی کوشش کرنی چاہئے۔ وہ ادارے جو خدمت خلق کو مشن بنائے ہوئے ہیں وہ اگر اپنے دستور میں ان افراد کیلئے رہائش و تعلیم و روزگار کے پروگرام کو شامل کریں تو دوسرے خدمت خلق کے کاموں کی طرح انہیں اس میں بھی کامیابی حاصل ہوگی جس سے میں سمجھتا ہوں کہ انہیں ضرور اللہ کی خوشنودی حاصل ہوگی۔ اور ان کا یہ عمل قرآن کے اس حکم کے مطابق ہوگا۔ مَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا۔ جس نے اس زندگی (شعور و صحت) دی تو گویا اس نے تمام نوع انسانیت کو زندہ کیا۔

غیر مسلم مما لک خاص کر ترقی یافتہ مما لک جہاں دنیا میں انسانیت کی فلاح و بہبود کے دوسرے کئی کام سرانجام دینے کا دعویٰ کرتے ہیں انہیں انسانیت کو اس ظلمت و جہالت کے گرداب سے نکالنے کے لئے عملی طور پر مالی و اخلاقی امداد کرنی چاہئے۔ مجھے بعض وسائل سے پتہ چلا ہے کہ برطانیہ میں خانہ بدوشوں کو بحال کرنے کے لئے مکانات و تعلیم کی جبری سہولتیں دی گئیں۔ جس میں انہیں مشکل سے ہی سہی مگر کامیابی ضرور میسر آئی اور بالآخر ایسے افراد معاشرے کے مفید اراکین بن گئے۔ اسی طرح سعودی عرب میں بھی ان افراد کی رہائش کے فلیٹ وغیرہ کی تعمیرات عمل میں لائیں گئیں ہیں۔ ان مثالوں کو دیکھتے ہوئے باقی مما لک کو ایسا کرنا چاہئے کیونکہ ایسے افراد کا آج کے سائنسی دور میں اس طرح کی انتہائی پست معیار کی زندگی بسر کرنا۔ پوری انسانی اقوام کے چہرے پر بدنما داغ ہے۔

11- دستور پاکستان میں غلامی کے انسداد کا قانون

پاکستان کے دستور میں اس بات کی بھی وضاحت کر دی گئی ہے کوئی بھی فرد دوسرے کسی فرد کو غلام نہ بنا سکے گا اور نہ وہ اسے غلام بنانے کی غرض سے فروخت کر سکے گا نہ ہی کسی فرد کو حبس بے جا میں رکھ کر اس سے اجرت کے بغیر کام لیا جا سکتا ہے۔ اس بات کی وضاحت آئین پاکستان میں اس طرح سے ہے۔

غلامی، بیگار وغیرہ کی ممانعت

(۱) غلامی معدوم اور ممنوع ہے ارو کوئی قانون کسی بھی صورت میں اسے پاکستان میں رواج دینے کی اجازت نہیں دے گا یا سہولت بہم نہیں پہنچائے گا۔

(۲) بیگار کی تمام صورتوں اور انسانوں کی خرید وفروخت کو ممنوع قرار دیا جاتا ہے۔

(۳) چودہ سال سے کم عمر کے کسی بچے کو کسی کارخانے یا دکان یا دیگر پُر خطر ملازمت میں نہیں رکھا جائے گا۔

☆ کسی شخص کو ضرر شدید پہنچانے غلام وغیرہ بنانے کی غرض سے لے بھاگنا یا اغوا کرنا۔ جو کوئی شخص کسی شخص کو اس غرض سے لے بھاگے یا اغوا کرے کہ مذکورہ شخص کو ضررِ شدید پہنچایا جائے یا غلام بنایا جائے یا اس طرح ٹھکانے لگایا جائے کہ وہ ضرر شدید پہنچائے جانے یا غلام بنائے جانے کے خطرے میں پڑ جائے یا اس امر کے احتمال کے علم سے کہ مذکورہ شخص کو بایں طور نشانہ بنایا جائے گا یا ٹھکانے لگایا جائے گا تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو دس سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

(۱-شرح دستورِ پاکستان ص۴۳، میجر ایکٹ ص ۲۰۶، ۲۰۵: ایس اے عابد)

☆ ایسے شخص کو جسے بگا لیا گیا ہو یا اغوا کر لیا گیا ہو ناجائز طور پر چھپانا یا جسِ بیجا میں رکھنا۔ جو کوئی شخص یہ جانتے ہوئے کہ کسی شخص کو بھگا لیا گیا ہے۔ یا اغوا کر لیا گیا ہے مذکورہ شخص کو ناجائز طور پر چھپائے یا جس بیجا میں رکھے تو اسے اس طریقے پر سزا دی جائے گی گویا کہ اس نے مذکورہ شخص کو اسی ارادے اور علم کے ساتھ یا اسی

مقصد کے لئے بھگایا تھا یا اغوا کیا تھا جس کے لئے وہ مذکورہ شخص کو چھپائے یا جس بے جا میں رو کے رکھے۔

☆ دس سال سے کم عمر کے بچہ کو اس کے جسم سے کچھ چرانے کے ارادے سے لے بھاگنا یا اغوا کرنا۔ جو کوئی شخص دس سال سے کم عمر کے کسی بچے کو مذکورہ بچے کے جسم سے بد دیانتی سے کوئی مال منقولہ حاصل کرنے کی نیت سے لے بھاگے یا اغوا کر لے تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو سات سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

☆ کسی شخص کو غلام کے طور پر خریدنا یا بیچنا۔ جو کوئی کسی شخص کو غلام کے طور پر درآمد کرے، برآمد کرے، دوسری جگہ پہنچائے، خریدے، بیچے یا اپنے قبضے سے جدا کرے یا کسی شخص کو اس کی مرضی کے خلاف غلام کے طور پر قبول کرے، تحویل میں لے یا اسے رو کے تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گا جو سات سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

☆ عادتاً غلاموں کا کاروبار کرنا۔ جو کوئی شخص عادتاً غلاموں کو درآمد کرے، برآمد کرے، دوسری جگہ پہنچائے، خریدے، بیچے، ان کی تجارت کرے یا ان کا کاروبار کرے تو اسے، (جس دوام) کی سزا یا کسی ایک قسم کے سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو زیادہ سے زیادہ دس سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔

Marfat.com

نہتے اور بے سہارا لوگوں کے حقوق پر مشتمل

اسلام میں کمزوروں کے حقوق

صوفی محمد نواز

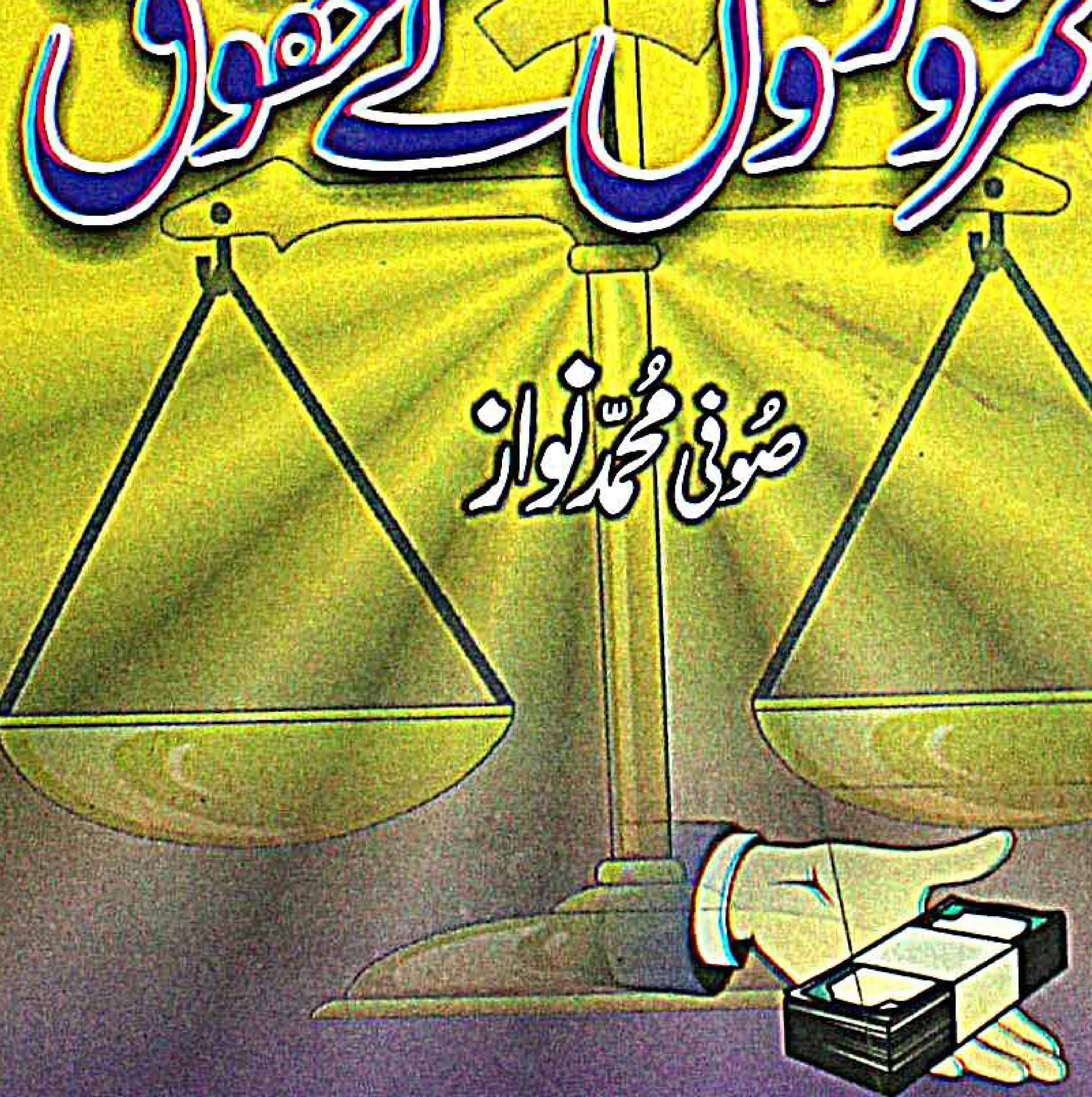

ادارہ انوار مصطفیٰ ﷺ

گلی نمبر ۲۲ نیواں محلہ چاہ میراں - لاہور

Marfat.com